188413

DAMAGE BOOK

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. Accession No.

Author امیر حمزہ، محمد

Title

This book should be returned on or before the date last mark

۹۲ ۵۸۶

[illegible]

تاریخ کولاس

(مؤلفہ)

حضرت مولوی منشی محمد امیر حمزہ صاحب محتسب تعلقہ قندھار
ضلع ناندیڑ۔ مصنف چمنستان حمزہ۔ مؤلف تاریخ قندھار دکن
ومکاشفات سرمدی۔ وروضۂ شہید۔ وارکان اربعہ وغیرہم

(باہتمام)

محمد عبدالوہاب عندلیب

(حیدرآبادی)

[illegible]

۹۲/۳۲۲ نمبر

فہرستِ مضامین تاریخ کولاس حصہ اول و حصہ دوم

صفحہ	مضمون
۲	کولاس کی قدامت اور راجایان خاندان چلوکیا و کاکتیا کی حکومت۔
۳	چلوکیا اور کاکتیا خاندان کا ذکر۔
۴	شاہان دہلی کا دکن پر حملہ اور ورنگل کے راجہ کا کولاس میں قیام۔
۵	جدید سلطنت اسلامیہ کا دکن میں قیام۔ راجہ کی ورنگل کے جانب واپسی اور ملک سیف الدولہ کا کولاس پر قبضہ۔
۷	فرمانروائی شاہان بہمنیہ جن کا دارالسلطنت گلبرگہ تھا۔
۷	(۱) ظفرخان سلطان علاؤالدین حسن گنگوی بہمنی۔
۸	(۲) محمد شاہ بہمنی ابن علاؤالدین حسن بہمنی۔
۸	(۳) مجاہد شاہ بہمنی بن محمد شاہ بہمنی۔
۹	(۴) داؤد شاہ بہمنی ابن علاؤالدین حسن بہمنی۔
۹	(۵) محمود شاہ بہمنی ابن علاؤالدین حسن بہمنی۔
۹	(۶) غیاث الدین بہمنی ابن محمود شاہ بہمنی۔
۹	(۷) شمس الدین بہمنی ابن محمود شاہ بہمنی۔
۹	(۸) فیروز شاہ بہمنی ابن داؤد شاہ بہمنی۔
۱۰	شاہان بہمنیہ جن کا دارالسلطنت احمدآباد بیدر تھا۔
۱۰	احمد شاہ بہمنی ابن داؤد شاہ بہمنی۔

صفحہ	مضمون
۱۰	(۲) علاؤ الدین بہمنی ابن سلطان احمد شاہ بہمنی۔
۱۰	(۳) ہمایون شاہ بہمنی ابن علاؤ الدین بہمنی۔
۱۰	(۴) نظام شاہ بہمنی ابن ہمایون شاہ بہمنی۔
۱۱	(۵) ابو المظفر غازی محمد شاہ بہمنی ابن ہمایون شاہ بہمنی۔
۱۱	(۶) محمود شاہ بہمنی ابن محمد شاہ بہمنی۔
۱۲	جہانگیر خاں ترک حاکم کولاس کا بمقابلہ ملک احمد بمقام ٹیکاپور قتل ہونا۔
۱۴	دکن میں پانچ بادشاہان اسلام کی خود مختاری۔ کولاس پر بریدیہ عملداری۔
۱۵	قاسم بیگ برید کی اصلیت اور اسکے عروج کی کیفیت۔
۱۶	دلاور خاں حبشی کا کولاس میں وارد ہونا اور ست ہاتھی کے مقابلہ میں جان کھونا۔
۱۷	امیر بیگ کی حکومت اور خاندان بہمنیہ کا خاتمہ۔
۱۷	(۷) احمد شاہ ثانی بہمنی ابن محمود شاہ بہمنی۔
۱۷	(۸) علاؤ الدین شاہ ثالث بہمنی۔
۱۷	(۹) ولی اللہ شاہ بہمنی۔
۱۷	(۱۰) کلیم اللہ شاہ بہمنی۔
۲۰	علی برید کی بادشاہت و کولاس پر تیماجی کی حکومت۔
۲۳	قطب شاہی حکومت۔ اور قلعہ کولاس کی تعمیر کی کیفیت۔
۲۵	جمشید قطب شاہ اور علی برید شاہ کا مقابلہ۔
۲۶	قلعہ کولاس کی تعمیر سن نوسو اکاون ہجری میں آغاز۔ اور سن نوسو باون ہجری میں ختم ہوئی۔

صفحہ	مضمون
۲۸	سبحان قلی قطب شاہ کی چند روزہ بادشاہت اور نواب سیف خاں عین الملک کی کولاس پر حکومت۔
۲۸	ابراہیم قطب شاہ کی شاہی اور کولاس پر جگدیو راؤ کا دوبارہ قبضہ۔
۳۱	ابراہیم قطب شاہ کا کولاس کو آنا اور سرحد قندہار پر مرتضیٰ نظام شاہ بادشاہ احمد نگر سے مشورہ کرنا۔
۳۲	قندہار دکن کا مختصر تاریخی حال۔
۳۶	ساڑ باڑ کا وجہ تسمیہ۔
۳۸	ابراہیم قطب شاہ کی وفات اور اسکی قدیم یادگار۔
۳۸	محمد قلی قطب شاہ کی بادشاہت۔ سوائی راؤ کی قلعہ کولاس پر حکومت
۳۹	سلطنت سلطان محمد قطب شاہ۔
۴۱	عبداللہ قطب شاہ کی بادشاہت۔ قلعہ کولاس پر آدم خاں حبشی کی حکومت۔
۴۳	نواب نصیر الملک بہادر کی قلعہ کولاس پر حکومت۔
۴۴	فوج مغلیہ و جنرل نصیر خاں کا نانڈیڑ پر قیام اور افسران افواج قطب شاہی کا قلعہ کولاس پر اژدہام۔
۴۵	حجاز خاں دکھنی اور یاقوت خاں حبشی کا حراست قلعہ کولاس پر مقرر ہونا۔
۴۶	افواج مغلیہ کا حیدرآباد پر حملہ اور یعقوت خاں کا کولاس سے جانب حیدرآباد روانہ ہونا۔
۵۰	قلعہ کولاس میں برج یار امام کی تیاری۔
۵۰	عبداللہ قطب شاہ کی وفات۔

صفحہ	مضمون
۵۱	ابوالحسن تاناشاہ کی بادشاہی۔ کولاس پر سید محمد طاہر کی عملداری۔
۵۶	اورنگ زیب عالمگیر کی شاہنشاہی اور سلطنت قطب شاہی کی تباہی۔
۷۱	کولاس کی قدیم آبادی کا زوال اور قلعہ داران عالمگیری کا حال۔
۷۳	صوبہ داران سلطنت مغلیہ کی حیدرآباد پر حکومت۔
۷۵	شاہزادہ کام بخش کا حیدرآباد پر حملہ اور رستم دل خاں کی موت۔
۷۷	شاہ عالم بہادر شاہ کا حیدرآباد آنا اور شاہزادہ کام بخش کی موت۔
۷۸	عمادالملک مبارز خاں نائب صوبیدار۔
۸۰	حصہ دوم۔ تاریخ کولاس۔ فرماں روائی سلاطین آصفیہ نواب میر قمر الدین خاں خان دوراں فتح جنگ نظام الملک بہادر آصفجاہ اول۔
۸۳	قلعہ کولاس پر نواب بسالت جنگ بہادر کی عملداری۔
۸۴	آصفجاہ اول کی وفات اور اُن کے بعد کے واقعات۔
۸۶	فرمانروائی نواب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک میر نظام علیخاں بہادر آصفجاہ دوم۔
۸۷	راجہ پدم سنگھ بہادر قلعدار و جاگیردار کولاس۔
۹۰	فوج ہولکر و سندھیہ سے مقابلہ
۹۲	وفات حضرت عمدہ بیگم صاحبہ۔
۹۲	مرہٹوں سے دوبارہ مقابلہ۔
۹۳	قلعۂ دھارور کا سفر۔

مضمون	صفحہ
حیدر علی خاں بہادر کی فوج سے مقابلہ۔	۹۳
رونق افروزی بندگان عالی نواب میر نظام علی خاں بہادر بہ قلعہ کر...	۹۴
صمصام الملک ثانی کا حال۔	۹۶
قلعہ جگتال کی معرکہ آرائی۔	۹۷
قلعہ نرل کی معرکہ آرائی۔	۹۹
نرندھر سنگھ کا بمقابلہ فوج ٹیپو سلطان قلعہ بادامی میں محصور ہونا اور پدم سنگھ کا بغرض امداد جانا۔	۱۰۰
جنگ بنگلور۔	۱۰۱
جنگ قلعہ کھرلہ۔	۱۰۲
تقرر فوج باقاعدہ و زوال جمعیت بے قاعدہ۔	۱۰۳
جنگ سرینگ پٹن۔	۱۰۴
تقریب شادی شاہزادہ سکندر جاہ بہادر۔	۱۰۵
وفات نواب میر نظام علی خاں بہادر۔	۱۰۵
فرمانروائی نواب میر اکبر علی خاں سکندر جاہ بہادر آصفجاہ سوم۔	۱۰۶
راجہ پدم سنگھ کی موت اور اُن کی اولاد کا ذکر۔	۱۰۹
راجہ نرندھر سنگھ بہادر الملقب سوائی پدم سنگھ بہادر۔	۱۱۰
سوائی پدم سنگھ خطاب ملنے کے اسباب۔	۱۱۱
نواب سکندر جاہ بہادر کی وفات۔	۱۱۴
فرمانروائی نواب ناصر الدولہ بہادر میر فرخندہ علی خاں آصفجاہ چہارم۔	۱۱۵

صفحہ	مضمون
۱۱۷	راجہ سوائی پدم سنگہ کا انتقال اور ان کی اولاد کا ذکر۔
۱۱۷	راجہ لچھمن سنگہ بہادر۔
۱۱۸	راجہ نین سنگھ بہادر۔
۱۱۸	معزولی راجہ چندولعل بہادر وتقرر راجہ رام بخش بہادر بر عہدۂ پیشکاری
۱۱۹	قلعہ قندہار دکن پر راجہ نین سنگہ کا حملہ۔
۱۲۰	وزارت نواب سراج الملک بہادر۔
۱۲۰	قصبہ پرکور پر لڑائی۔
۱۲۱	راجہ کا انتقال۔
۱۲۲	راجہ دیپ سنگھ بہادر۔
۱۲۲	رگھوناتھ رام سے مقابلہ۔ وکرٹپ گل پر روہیلوں سے مقابلہ۔
۱۲۳	واقعات ملکی۔
۱۲۷	وفات نواب ناصر الدولہ بہادر۔
۱۲۷	فرمانروائی نواب میر تہنیت علی خاں افضل الدولہ بہادر آصفجاہ پنجم
۱۳۰	سجادہ صاحب سروری اور راجہ دیپ سنگہ کی ملاقات اس زمانہ کی فقیرانہ اور امیرانہ زندگی اور اعتقادات۔
۱۳۵	سورج گہن۔
۱۳۵	راجہ دیپ سنگہ کا انتقال۔
۱۳۶	راجہ کی اولاد کا تذکرہ۔
۱۳۶	راجہ درجن سنگہ بہادر۔

صفحہ	مضمون
۱۳۷	رحلت نواب افضل الدولہ بہادر۔
۱۳۹	تخت نشینی نواب میر محبوب علی خاں بہادر آصفجاہ ششم۔
۱۴۰	راجہ کا انتقال۔
۱۴۰	رانیوں میں باہمی مناقشے اور کولاس پر سرکاری نگرانی۔
۱۴۱	رانی سون کنور بائی۔
۱۴۲	واقعات ملکی۔
۱۴۴	جلوس فرمانروائی نواب میر محبوب علی خاں بہادر۔
۱۴۵	وزارت نواب میر لایق علی خاں منیر الملک سالار جنگ ثانی۔
۱۴۵	واقعات ملکی من ابتدائے سنہ ۱۳۰۱ھ لغایۃ سنہ ۱۳۲۲ھ۔
۱۴۷	رانی صاحبہ کا تیرتھ کو جانا اور روپ سنگھ کو راج گڈھ سے لانا۔
۱۴۸	سمستان کولاس کا رقبہ اور آبادی و تفصیلی حالات بعہد حکومت رانی صاحبہ۔
۱۵۱	رانی صاحبہ کی یادگار۔
۱۵۱	رانی صاحبہ کا انتقال۔
۱۵۱	سمستان کولاس پر سرکاری نگرانی اور منتظم کا تقرر۔
۱۵۲	واقعات ملکی من ابتدائے سنہ ۱۳۲۳ھ لغایت سنہ ۱۳۲۹ھ
۱۵۵	رحلت نواب میر محبوب علی خاں بہادر۔
۱۵۶	فرمانروائی اعلیحضرت نواب میر عثمان علی خاں بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ آصفجاہ ہفتم۔

مضمون	صفحہ
تکمیل کارہائے پیمائش و بندوبست ممستان کولاس۔	١٥٠
کنور دولت سنگہ بن جگت سنگہ ابن راجہ دیپ سنگہ۔	١٥٩
بھلداس ابن راجہ گوپال داس کے خاندان کا تذکرہ و کتاب مآثر الامراء کے تالیف کے واقعات و مقدمہ وراثت کے متعلق مختصر ذکر۔	١٥٩
تقرر ماہوار منصب موروثی بنام کنور دولت سنگہ و اجرائی تنخواہ بنام دیگر دعویداران۔	١٦٣
خاتمہ کتاب۔	

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١١	١٥	محمود شاہ	محمد شاہ	٢٧	١	متول سارنگ نواز	میمون باز پلنگ نواز
[illegible]	[illegible]	تیس وار	تین دار	٦٣	١	مصری خاں	مقرب خاں
[illegible]	١	لهنار	کہنار	٩٨	٨	الیامس حبشی	الماس حبشی
٣٣	[illegible]	کلڑی	کمڑی	١٠٦	٤	زایں	زیں
٣٨	[illegible]	[illegible]	تو ہینئے	١٠٨	٥	صنعاعذاری	ضلعداری
٣٥	[illegible]	[illegible]	باہوں سال	١١٢	١٥	اشتثام	احشام
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	١٢٠	١٩	جہاں پنگس	جان بیگس
٨	[illegible]	[illegible]	[illegible]	١٣٦	٧	[illegible]	مغفرت مکان

حصۂ اول

تاریخ کولاس

مؤلفہ

منشی محمد امیر حمزہ

۱۵۲
مطبع اعظم جاہی ۱۳۱ف

١١٢٩٦٠

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کولاس کی قدامت اور راجایان خاندان چلوکیا و کاکتیا کی حکومت

قلمرو سرکار آصفیہ خلد اللہ ملکہ میں حیدرآباد سے شمال و غرب کی جانب (۸۶) میل اور [illegible] جی آئی پی ریلوے اسٹیشن نظام آباد سے جنوب کی جانب (۳۶) میل پر ایک کوہ پر شکوہ واقع ہے جس کا نام کولاس ہے اور جو سلسلہ کوہ ہای بالاگھاٹ سے تعلق رکھتا ہے بالاگھاٹ کی ابتدا بلولی ضلع ناندیڑ سے شروع ہو کر دو سو میل تک جانب غرب تعلقہ پربھنی کے حصہ کو طے کرتا ہوا تعلقہ آشٹی ضلع بیڑ تک پہونچا ہے اور آشٹی سے ایک شاخ ضلع عثمان آباد سے گذرتی ہوئی ضلع گلبرگہ میں داخل ہوتی ہے اسی طرح بلولی سے بالاگھاٹ کی دوسری شاخ بجانب جنوب کولاس تک پہونچی ہے جو حصہ اس شاخ کا نہایت بلند جانب غرب بالکل راست دیوار کی طرح کھڑا ہے اسی پہاڑ کے حصہ کا نام کولاس مشہور ہے باقی حصہ شرقی و جنوبی جانب دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں بیدر کی زبردست سلطنت پر شیومت مذہب کے راجہ

حکمران تھے اُس پہاڑ پر جہاں اِس وقت قلعہ ہے مہادیو کا مندر تھا اسلئے اس پُرفضا اور دلچسپ مُقام کو ہنود کیلاس و ویکنٹ کہتے تھے کیلاس و ویکنٹ مترادف الفاظ ہیں کہ بہشت کو کہتے ہیں رفتہ رفتہ کیلاس کا عُرف کولاس ہوگیا بعض کا قول ہے کہ کولاس نامی یوگی اُس پہاڑ پر رہتا تھا اور اُسکے معتقدین بہت سے جمع رہتے تھے یہہ مقام اُس کے نام سے مشہور ہوگیا۔ کوہ کولاس کے تین طرف پہاڑوں کا طبقہ اور اس کے غربی حصہ سے ہوتے ہوئے شمالی دامنِ کوہ سے خندق نما ندی کی روانی نے کولاس کو قدرتی قلعہ بنا دیا ہے اور اُس کے دامن میں ندی کے شمالی ساحل پر قدیم آبادی بنام مزدلکاپور تحت پرگنہ بجکنڈہ زیرِ حکومت راجایان ورنگل قایم تھی جو کاکتیا و چلوکیا خاندان کے راجہ کہلاتے تھے۔

چلوکیا و کاکتیا خاندان کا ذکر۔ | چلوکیا خاندان چھتری پانڈوان کی نسل سے ۵۰۰ء میں ملک اودھ سے دکن میں آیا اس خاندان کے ایک راجہ مادھو دھرما نے قدیم راجایان پر کرٹ واڑ کو مغلوب کر کے چوتھی صدی عیسوی کے آخر میں ہنمکنڈہ کو دار السلطنت قرار دیا۔ اس کی نسل سے کاکتیا پوتراج جو پرولی راجہ یا پولاج راجہ کے نام سے مشہور ہے ۱۰۰۰ء عیسوی میں ورنگل بسایا اُس نے رانی میپاما سے شادی کی تھی اس لیے چلوکیا خاندان کا نام کاکتیا خاندان مشہور ہوا یہہ راجہ اپنے بیٹے سری رودرادیو کے ہاتھ مارا گیا۔ راجہ سری رودرا نے ہنمکنڈہ میں ہزارکھم کا دیول ۱۱۶۲ء میں تعمیر کرایا۔ پاکھال کا تالاب اور کولاس کے قریب بجکنڈہ کا دیول و تالاب بھی اسی راجہ کی یادگاریں ہیں تاریخ تلنگانہ میں لکھا ہے کہ پارس کا پتھر اس راجہ کے ہاتھ لگا تھا۔ اُس کے مرنے کے بعد

جب اُس کا چھوٹا فرزند گنپتی دیوراج تخت نشین ہوا تو اُس نے ورنگل کے سنگین حصار کی تیاری شروع کی اور بہت سے دیول و تالاب بنائے لیکن قضا نے قلعہ کے اختتام کی مہلت نہ دی ایک کم سن لڑکی مُیپا ما اپنی یادگار چھوڑ کے ۱۲۲۷ء عیسوی میں اُس نے ملک عدم کی راہ لی اُس کی رانی رودر آما دیوی کے عہد میں ورنگل کا قلعہ تیار ہوا۔ اس نے چالیس سال اور اُس کی لڑکی میپا ما دیوی نے بارہ سال حکومت کی اُسکے بعد میپا ما دیوی کا بیٹا اور راجہ گنپتی دیوراج کا نواسہ راجہ پرتاب رودرا دیوا تخت نشین ہوا اس کے ہاتھ پر بہت سے فتوحات ہوئے ہیں۔ یہہ بڑا مشہور راجہ گذرا ہے۔ طلائی سکہ جس کو (ہُن) کہتے ہیں اس کے عہد کا ہے۔ (پرتاپ چرتیا) تلنگی تاریخ نویس کا اعتقاد ہے کہ یہہ سکہ پانی کیطرح آسمان سے گرا ہے مؤرخین نے مختلف طور پر پرتاب رودرا کا نام راجہ رودرا دیوا و راجہ ولدر دیوا لکھا ہے۔ اِسی راجہ کے عہد میں کمال عروج کے بعد سلطنت تلنگ کو زوال آیا۔

شاہان دہلی کا دکن پر حملہ اور ورنگل کے راجہ کا کولاس میں قیام

۵۸۹ھ ہجری میں سُلطان شہاب الدین غوری کے سپہ سالار قطب الدین ایبک نے دہلی اور میرٹھ فتح کرلیا اور دہلی مسلمانوں کا دارالسلطنت قرار پائی لیکن تقریباً ایک سو سال تک شاہانِ دہلی نے دکن کی جانب توجہ نہیں کی دکن میں دو زبردست سلطنتیں تھیں ایک مہاراشٹر جس کا دارالسلطنت دیوگڈھ (دولت آباد) تھا دوسرا تلنگان جس کا

پایۂ تخت ورنگل تھا۔ سب سے پہلے علاؤالدین خلجی نے دیوگڈھ پر حملہ کرکے راجہ رام دیو کو مغلوب کیا اس کے بعد ۷۰۹ھ ہجری میں آندھی و طوفان کی طرح یلغار کرتا ہوا ورنگل پہونچا راجہ رودرا دیو ایسا مجبور ہوا کہ صلح کرتے ہی بنی بے شمار مال و دولت نذر کرکے اپنا پیچھا چھڑایا اور باجگذار بن گیا۔

جب خلجیوں کی بربادی کے بعد دہلی کی سلطنت خاندانِ تغلق میں مُنتقل ہوئی تو راجہ نے زرِ معہودہ خراج کی ادائی بند کر دی اس لیے شہزادہ محمد تغلق کثیر التعداد جرار فوج کے ساتھ ورنگل پر حملہ آور ہوا طرفین سے معرکہ کی لڑائیاں ہوئیں بالآخر ۷۲۳ھ ہجری میں ورنگل کے تمام مضافات پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔ ورنگل کے راجہ نے کولاس میں ... ادی قایم ہوئی اور اُس آبادی کا نام کولاس مشہور ہوا۔ تارت ... کے قیام کے بعد سے ہی آبادی کا پتہ چلتا ہے اور کولاس کا ذکر آیا ...

جدید سلطنت اسلامیہ کا دکن میں قیام راجہ لی ورب جانب واپسی اور ملک سیف الدولہ کا کولاس پر قبضہ

غیاث الدین تغلق کے انتقال کے بعد اُس کا بیٹا محمد تغلق فرمانروائے دہلی ہوا۔ اس شہنشاہ نے جو اپنے رنگ میں دُنیا کے بادشاہوں سے نرالا اور اپنے خیال میں سب سے الگ تھا دکن کی جانب توجہ کی اور دکن اُس کو ایسا پسند آیا کہ دولت آباد کو سارے ہندوستان کا

دارالخلافت بنا دیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ سارے دہلی کے باشندوں کو جبراً دکن میں منتقل کر دیا ایک عرصہ تک دہلی ویران رہی لیکن جب لاہور میں فساد برپا ہوا تو پھر دہلی کو آباد کرنے کی سوجھی۔ فوج وخزانہ ولوازم شاہی دہلی کی جانب منتقل کیے گئے اور لوگوں کو دولت آباد سے دہلی جانے کی اجازت مل گئی چنانچہ اکثر لوگ اپنے وطن کو لوٹ گئے دولت آباد کی بربادی اور دہلی کی آبادی نے پھر قدیم صورت اختیار کی۔ بادشاہ کی سختی اور تلون مزاجی سے تمام اُمرا اور فوجی افسر ناراض تھے بادشاہ کی واپسی کے بعد سبھوں نے باتفاق بادشاہ سے قطع تعلق کر لیا اور دکن کا بادشاہ محمد ناصر الدین کو جو سب اُمرا میں مسن وسربرآوردہ تھا بنا لیا حسن بھی ان امرا میں شامل تھا حسن نے گلبرگہ اور دوسرے مستحکم مقامات کے افسران شاہی اور متفرق راجایان دکن کو مغلوب کر کے نئی اسلامی حکومت کے تابع کر دیا جب حسن نے عماد الملک تبریزی سپہ سالار فوج تعلق مقیم بیدر پر چڑھائی کی۔۔ تو۔۔۔ رودر دیو راجہ نے جو کولاس میں مقیم تھا پندرہ ہزار فوج پیدل سے حسن کی مدد کی۔ عماد الملک ترکمان تبریزی سپہ سالار جو شہنشاہ تعلق کا داماد تھا عین معرکہ میں مارا گیا اور حسن نے فتح پائی اس فتح سے حسن کی اولوالعزمی سب امیروں سے بڑھ گئی اس لیے محمد ناصر الدین بادشاہ نے بعذر ضعیفی اپنی بادشاہت حسن کے حوالہ کی اور سب امرائے بالاتفاق حسن کو بخطاب ظفر خاں سلطان علاؤالدین حسن دکن کا بادشاہ مان لیا اب حسن نے گلبرگہ کو بہ نام حسن آباد اپنا دارالسلطنت قرار دیا اور راجہ رودرادیو کو فوجی امداد کے صلے میں ورنگل کا علاقہ

اعزاز راجگی کے ساتھ عطا کیا۔ راجہ کے ورنگل جانے کے بعد کولاس میں فوجی چھاؤنی قایم ہوئی۔ اور یہہ علاقہ ملک سیف الدولہ کے سپرد ہوا۔

فرمانروائی شاہان بہمنیہ جن کا دارالسلطنت گلبرگہ تھا

(۱) ظفرخاں سلطان علاؤالدین حسن گنگوئی بہمنی

حسن خاں قوم کا افغان اور گنگو منجم شاہی کا ملازم زراعت پیشہ تھا ہل چلاتے وقت اُس کا ہل زمین میں دھنس گیا جب زمین کھود کر ہل نکالا تو اس کے ساتھ زنجیروں میں اُلجھا ہوا ایک ظرف مسی برآمد ہوا جس میں غیر مسکوک طلائی اشرفیاں تھیں بہ لحاظ اس کے کہ زمین گنگو کی ملک تھی اُس نے دیانت داری کے ساتھ شب کو اشرفیوں کا وہ ظرف چادر میں لپیٹ کر منجم کے مکان کو پہونچا دیا۔ نجومی نے اس کی نیک نیتی کا قصہ شہزادہ محمد تغلق سے بیان کیا۔ شہزادہ نے اُس کو بلوا کے اپنے مصاحبوں میں شریک کرلیا محمد تغلق کے بادشاہ ہونے کے بعد اُس نے رفتہ رفتہ ترقی پاکر افسری فوج اور مرتبۂ امارت حاصل کیا اور بادشاہ کے دولت آباد سے چلے جانیکے بعد دکن کے باغی امرا میں شامل ہوگیا۔ مفلسی کے زمانہ مین گنگو منجم نے اس کے طالع کا زائچہ کھینچکر بیان کیا تھا کہ آئندہ تو بادشاہ ہوگا۔ اور اقرار لیا تھا کہ بادشاہت ملنے کے بعد تیرے نام کے ساتھ میرا نام بھی شریک رہے حسن کو اس امید موہوم کے وقوع پذیر ہونے کا تو کچھ خیال نہ تھا مگر اُس نے منجم سے وعدہ کیا کہ اگر میں بادشاہ ہوجاؤنگا تو

ایسا ہی کروں گا۔ ۷۴۸ھ ہجری میں جب حسن کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا اور زمام حکومت دکن اُس نے اپنے قبضہ میں لی تو اپنے نام کے ساتھ گنگوئی بہمنی کا خطاب شریک کرکے اُس احسان مندی کا ثبوت دیا جو سلطنت بہمنی کے نام کے ساتھ دنیا میں ہمیشہ یادگار رہے گی اور اپنے قدیم محسن گنگو منجم کو بلاکر وزیر خزانہ بنایا جس سے ہندو مسلمان کے اتحاد کی بنیاد دکن میں قائم ہوئی اس کے ساتھ دہلی کے اور برہمن و کھتری آئے جو ملازمت شاہی میں داخل ہوئے۔ رفتہ رفتہ ان کی میل جول سے ملکی برہمنوں مرہٹوں اور تلنگوں و کنڑوں اور مختلف قوم کے ہندوؤں نے ملازمت شاہی میں شریک ہونیکا امتیاز حاصل کیا اور صیغۂ مال گزاری اور فوج وغیرہ میں مناسب خدمات حاصل کیے۔ دیہات و تعلقات کے حسابات مالگزاری بالکلیہ ہندوؤں ہی کے ہاتھ میں تھے۔ اور مرہٹی یا تلنگی زبان میں ہی لکھے جاتے تھے۔ غرض ہندو مسلمانوں کی باہمی اتحاد کی وجہ سے بہمنی سلطنت نے تھوڑے ہی عرصہ میں بڑی شان و شوکت حاصل کی۔

حسن گنگوئی بہمنی نے گیارہ سال دو مہینے سات روز بادشاہت کرکے (۶۷) سال کی عمر میں پانچویں ربیع الاول ۷۵۹ھ ہجری کو گلبرگہ میں وفات پائی۔

(۲) محمد شاہ بہمنی ابن علاؤالدین حسن بہمنی	سترہ سال نو مہینے پانچ دن بادشاہت کی اس بادشاہ نے اپنے عہد میں طلائی سکہ رائج کیا اور ۷۷۶ھ میں انتقال کیا۔
(۳) مجاہد شاہ بہمنی ابن محمد شاہ بہمنی	تین سال فرماں روا رہا اس کے

چچا داؤد شاہ بہمنی نے ۷۷۹ھ میں اُس کو قتل کرکے خود بادشاہ ہوا۔

(۴) داؤد شاہ بہمنی ابن علاؤالدین حسن بہمنی۔
ایک مہینہ پانچ روز کے بعد بعض امرا کی سازش سے قتل کیا گیا۔

(۵) محمود شاہ بہمنی ابن علاؤالدین حسن بہمنی
اس بادشاہ کے عہد میں کولاس و قندہار کی حکومت اعظم ہمایوں کو ملی تھی۔ اور قندہار میں مدرسہ قائم ہوا تھا۔ اس بادشاہ نے ۱۹ اُنیس سال ۹ نو مہینے ۲۴ چوبیس دن حکمراں رہ کر عارضۂ بخار سے انتقال کیا۔

(۶) غیاث الدین بہمنی ابن محمود شاہ بہمنی
اس نے صرف ایک مہینہ بادشاہت کی اس کے بعد تغل چین ترکی نے جو سربرآوردہ امرا میں تھا بادشاہ کی آنکھیں نکلوا دیں اور اُس کے چھوٹے بھائی کو بادشاہ بنایا۔

(۷) شمس الدین بہمنی ابن محمود شاہ بہمنی۔
ستاون روز بادشاہ رہا اس کے بعد فیروز شاہ بہمنی بن داؤد شاہ بہمنی نے تغل چین کو حکمتِ عملی سے گرفتار کرکے غیاث الدین نابینا کے ہاتھ انتقاماً قتل کروایا اور شمس الدین بہمنی کو کحول دمقید کرکے خود بادشاہ ہوا۔

(۸) فیروز شاہ بہمنی ابن داؤد شاہ بہمنی۔
یہ بادشاہ خوش قسمت و بہادر تھا اس کے ہاتھ پر بہت سی فتوحات ہوئیں اور سلطنت بہمنی کو کامل استحکام ہوا اسی کے عہد فرماں روائی میں یعنی ۸۰۲ھ میں حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ نے دہلی سے گلبرگہ تشریف فرما ہوکر ہمیشہ کے لیے یہیں اقامت فرمائی۔

فیروز شاہ بہمنی ۸۲۵ھ ہجری میں فوت ہوا۔

شاہان بہمنیہ کے سات مزارات جن پر گنبد بنائے گئے ہیں گلبرگہ میں ہیں شمس الدین بہمنی معزول ہجرت کرکے مکہ معظمہ کو چلا گیا اور وہیں فوت ہوا

شاہان بہمنیہ جنکا دار الخلافت احمد آباد بیدر تھا

(۱) احمد شاہ بہمنی ابن داؤد شاہ بہمنی — فیروز شاہ کے انتقال کے بعد اُس کے بیٹے حسن خاں کو قلعہ فیروز آباد میں نظر بند کرکے اپنے بھائی کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اِس بادشاہ کا لقب سلطان احمد شاہ ولی البہمنی مشہور ہے۔ یہ زبردست بادشاہ گذرا ہے۔ اس نے ورنگل کا راج تباہ و تاراج کرکے کل ملک تلنگ کو خالصۂ سرکاری میں شریک کرلیا اور بیدر کا نام احمد آباد قرار دے کر وہاں مستحکم قلعہ بنوایا اور اپنا دار الخلافت قرار دیا اب کولاس حکومت بیدر کے ماتحت ہوگیا ۸۳۸ھ میں احمد شاہ بہمنی کا انتقال ہوا۔

(۲) علاؤالدین بہمنی ابن سلطان احمد بہمنی — اس نے اپنے باپ کی طرح نیکنامی سے بادشاہت کی اور ۸۶۲ھ ہجری میں فوت ہوا۔

(۳) ہمایوں شاہ بہمنی ابن علاؤالدین بہمنی — مؤرخین نے اس کے نام کیساتھ لفظ ظالم شامل کیا ہے۔ اس نے تین سال چھ مہینے چھ دن نہایت ظالمانہ اور وحشیانہ طریق پر بادشاہت کی آخر اپنے کیفر کردار کو پہونچنے کے لیے شہنشاہ حقیقی کے دربار میں بلایا گیا۔

(۴) نظام شاہ بہمنی ابن ہمایوں شاہ بہمنی — آٹھ سال کی عمر میں بادشاہ بنایا گیا۔ زمانہ نابالغی میں اُس کی والدہ ترکش بی بی یا نرگس بی بی) بمشورۂ خواجہ عمادالدین محمود گاواں و خواجہ جہاں امورات سلطنت

انجام دیتی رہی۔ اِس بادشاہ کے عہد میں محمود خلجی بادشاہ مالوہ نے دکن پر حملہ کیا تھا اور ناکام واپس ہوا جس کا ذکر تاریخ قندھار میں ہم نے بصراحت لکھا ہے نظام شاہ بہمنی نے دو سال ایک ماہ بادشاہت کرکے ۱۳ ذیقعدہ ۸۶۷ھ کو انتقال کیا۔

(۵) ابوالمظفر غازی محمد شاہ ابن ہمایوں شاہ بہمنی	نو سال کی عمر میں بادشاہ

ہوا خواجہ جہاں اور خواجہ محمود گاواں اس کے مشیر تھے جب اس نے ہوش سنبھالے تو اس کے اوائل عہد میں سلطنت بہمنی نے بہت عروج حاصل کیا اور ملک میں وسعت ہوئی پہلے ملک ۴ صوبوں میں منقسم تھا اس کے عہد میں آٹھ صوبے قرار پائے۔ یہ بادشاہ متلون المزاج تھا خواجہ جہاں کو قتل کروا دیا اور اس کا خطاب اور عہدہ محمود گاواں کو دیا گو عماد الدین محمود گاواں مدار المہام ایک لایق و مدبر و خیر خواہ سلطنت تھا لیکن خود غرضوں کی سازش سے بغاوت کے الزام میں اُس کو بھی بادشاہ نے بلا تحقیقات قتل کروا دیا۔ ۵ صفر ۸۸۶ھ ہجری کو محمود گاواں کا ہمیشہ کے لیے دُنیا سے علیحدہ ہونا تھا کہ سلطنت کی شیرازہ بندی ٹوٹ گئی ملک میں طوایف الملوکی کے اسباب پیدا اور چاروں صوبیدار خود مختار ہو گئے۔

محمود شاہ کے عہد میں کولاس پر جہانگیر خاں کی حکومت تھی۔ محمود گاواں کے قتل سے چار روز کم ایک سال بعد یکم صفر ۸۸۷ھ ہجری کو بادشاہ کا بھی انتقال ہو گیا۔

(۶) محمود شاہ بہمنی ابن محمد شاہ بہمنی	محمود شاہ کی تخت نشینی کی تقریب میں کوئی صوبیدار شریک نہیں ہوا۔ ہر ایک صوبہ دار خود مختار

ہو گیا تھا۔ ملک حسن اور قاسم بیگ برید مشیر کار تھے۔ بادشاہ کی عمر بارہ ۱۲ سال کی تھی۔ دونوں مشیر کار دربار حکومت و حوالی تخت گاہ پر پورے دخیل ہو گئے

جہانگیر خاں ترک حاکم کولاس کا بمقابلہ ملک احمد بمقام ٹیکا پور قتل ہونا

محمود شاہ جوان ہوا تو ناعاقبت اندیشی سے عیاشی میں مبتلا ہو گیا اس عادت نے اُس کو پست ہمت، راحت پسند اور خانہ نشین بنا دیا بادشاہ کی کم توجہی سے حوالی تخت گاہ کے امرا میں بھی بغاوت پھیل گئی چنانچہ ملک حسن باغی ہو گیا۔ اُس کے بیٹے ملک احمد نے جنیر کو آکر مستقل حکومت قایم کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اس لیے ملک حسن نے بیٹے کے پاس جانے کا قصد کیا مگر دلپسند خاں جمعدار نے ملک حسن کا سر کاٹ کر بادشاہ کے آگے پیش کر دیا جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا ملک احمد نے یہ کیفیت سُن کر باپ کی تعزیت ادا کی اور اس سے فارغ ہو کر احمد نظام الملک اپنا خطاب اختیار کر لیا اور بادشاہ سے تعلق قطع کر لیا۔ محمود شاہ نے جہانگیر خاں ترک کو جس کا لقب ملک الموت تھا کولاس سے بلایا اور تین ہزار سوار کا افسر بنا کر ملک احمد کے مقابلہ کے لیے بیڑ روانہ کیا جہانگیر خاں کی شجاعت دکن میں مشہور تھی ملک احمد نے جہانگیر خاں سے مقابلہ کرنا مناسب نہیں سمجھا اور بیڑ سے مونگی پٹن چلا گیا جہاں گیر خاں اُس کے تعاقب میں پٹن گیا

ملک احمد جینیر کی طرف بھاگا اور جیور کے گھاٹ کے اوپر کوہستان میں پناہ لی اور مورچہ بندی کرلی۔ اس عرصہ میں نصیر الملک باغی سردار تادر آباد سے آکر ملک احمد کی فوج میں مل گیا اور گھاٹی کا رستہ بند کر دیا۔ جہاں گیر خاں حاکم کولاس نے قصبۂ ٹیکا پور میں مقام کرکے ملک احمد کا رستہ روک لیا۔ بارش کا موسم تھا ایک مہینہ تک وہ ملک احمد پر حملہ نہ کرسکا اور اپنی شجاعت کے غرور میں ملک احمد کو مغرور سمجھکر عیش وعشرت اور رقص وسرود کی محفلوں میں مصروف ہوگیا اس کے لشکر نے بھی اپنے آقا کی پیروی کی سب کے سب شراب وکباب کے شغل میں پڑگئے جب ملک احمد کو جاسوس سے کے ذریعہ جہانگیر اور اس کے لشکر کی حالت معلوم ہوگئی تو اُس نے خوب تیاری کی اور پچھلی رات کو اپنی قیام گاہ سے نکلکر تڑکے ہی لشکر جرار کے ساتھ جہانگیر خاں کی فوج پر ٹوٹ پڑا جہانگیر خاں المخاطب ملک الموت خود موت کے پنجہ میں پھنس گئے۔ خانصاحب اور اُن کا لشکر غفلت میں پڑا ہوا تھا غنیم کی تلوار سر پر دیکھکر حواس باختہ ہوگئے بدحواسی میں بھی کچھ طائر مذبوح کیطرح ہاتھ پاؤں ہلانا چاہتے تھے اور جان بچاکر دوسرے رُخ سے نکلنے کی کوشش میں تھے کہ نصیر الملک کی تازہ دم فوج نے دوسری جانب سے گھیر لیا۔ جہانگیر خاں نے بے سر وسامانی سے مردانہ وار مقابلہ کرکے جان دی لیکن فوج کا بہت بڑا حصہ اور تیر اندازوں اور برق اندازوں کا گروہ صبح کی ٹھنڈی ہوا کی بدولت ایسی غفلت اور خواب راحت میں تھا کہ بلامزاحمت وزحمت پیوند خاک ہوگیا۔ اس فتح نے ملک احمد کو جنیر کا

خود مختار بادشاہ بنا دیا۔

دکن میں پانچ بادشاہان اسلام کی خود مختاری

کولاس پر بریدیہ عملداری

جب جہانگیر خاں المخاطب بہ ملک الموت کی غفلت سے بیدر اور کولاس کی چیدہ اور بہادر فوج، نامور اور جاں نثار افسر ذائقۃ الموت حاصل کر چکے تو سلطنت بہمنیہ کی رہی سہی قوت بھی زائل ہوگئی اور محمود شاہ کو سخت روحی صدمہ پہنچا اُس نے دفع رنج و ملال کے لیے شراب زیادہ پینی شروع کی۔ اور رفتہ رفتہ اس قدر عشرت پرستی اختیار کی کہ اُس کو امور ریاست سے سروکار نہ رہا۔ قاسم بریدنے جو کوتوال شہر تھا جب یہ حالت دیکھی تو جہانگیر خاں کے مال و اسباب اور کولاس پر قبضہ کر لیا اور منصب وکالت شاہی اور خدمت طرفداری حوالی تخت گاہ بھی اپنے لیے نامزد کرلی۔ بادشاہ عملاً وظیفہ خوار اور حکومت بریدیہ کا دست نگر ہوگیا۔ اب قاسم بریدنے پرگنہ کمٹھانہ کا محاصل صرفِ خاص شاہی کے لیے مقرر کیا۔ سلطنت بہمنیہ کے حصے بخرے ہوگئے اور بجائے ایک عظیم الشان سلطنت کے۔ بیجاپور۔ احمد نگر۔ براڑ۔ گولکنڈہ۔ اور بیدر۔ پانچ سلطنتیں قایم ہوگئیں۔

کولاس کا تعلق حکومت بریدیہ اور سلطنت قطب شاہیہ دونوں سے رہا ہے اور اس مشہور مقام کے قبضہ کے لیے دونوں سلطنتوں میں

خوب معرکہ آرائیاں ہوئی ہیں اس لیے ہم صرف انہی دو سلطنتوں کا آئندہ ذکر کریں گے۔

قاسم بیگ برید کی اصلیت اور اُسکے عروج کی کیفیت

قاسم بیگ گرجستان کا رہنے والا تھا کسی بردہ فروش نے اس کو خواجہ شہاب الدین علی یزدی ایرانی کے ہاتھ بیچ ڈالا ایران سے خواجہ شہاب الدین اُس کو دکن لایا اور محمد شاہ بہمنی کے پاس اور غلاموں کے ساتھ فروخت کردیا۔ وہ باجہ بجانا۔ لکھنا پڑھنا اور فوجی قواعد خوب جانتا تھا اپنے اخلاق و کمالات و اطاعت گزاری سے ہر دلعزیز بن گیا اور بادشاہ بھی اس کو چاہنے لگا۔ اُن دنوں مضافات جالنہ کے مرہٹے زمینداروں نے سرکشی کی تھی اور سایاجی زمیندار جالنہ کو اپنا سردار بنا کے اور حکام شاہی کو بے دخل کرکے خود مختار ہو گئے تھے انکی تادیب کے لیے قاسم بیگ جالنہ بھیجا گیا تھا پہلے ہی معرکہ میں سایاجی مارا گیا اور مرہٹے منتشر ہو گئے اور جالنہ پر قاسم بیگ کا قبضہ ہو گیا اس فتح کے صلہ میں بادشاہ نے وہ علاقہ اُسی کی جاگیر میں دے دیا۔

اُس نے سایاجی کی بیٹی سے اپنے بیٹے امیر بیگ کی شادی کی اور سایاجی کے رشتہ داروں کو جو قریب چار سو کے تھے نوکر رکھ لیا رفتہ رفتہ وہ سب مسلمان ہو گئے جس سے اُس کی فوجی قوت میں اضافہ ہوا بعدازاں وہ کوتوال بیدر مقرر کیا گیا اور محمود شاہ کے زمانہ میں مدارالمہام وطرف دار حوالی تخت گاہ بن بیٹھا اور پھر خود مختار ہو گیا۔

دلاور خاں حبشی کا کولاس میں وارد ہونا اور مست ہاتھی کے مقابلہ میں جان کھونا

جب قاسم بیگ نے محمود شاہ کو اُسکی باقی ماندہ سلطنت سے (جو صرف صوبۂ بیدر کے چند اضلاع پر مشتمل تھی) بے دخل کر دیا اور خطبہ میں بھی اپنا نام شریک کر لیا تو محمود شاہ خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور امرائے شاہی کو اُس کے دفعیہ کا حکم دیا مگر اب کیا ہو سکتا تھا شکست ہی نہیں بلکہ ذلت دزحمت اُٹھانی پڑی۔ رقم مقررہ وظیفہ میں بھی تخفیف ہو گئی دلاور خاں حبشی جو بہمنی امرا سے تھا اور بادشاہ کے حرکات سے ناراض ہو کر بُرہان پور چلا گیا تھا بادشاہ کی مجبوری اور ذلت کی کیفیت سُن کر اپنی فوج لیے ہوئے بیدر آ گیا پہلے ہی مقابلہ میں قاسم بیگ شکست کھا کر اپنا بھاگا کہ کولاس میں آ کر دم لیا دلاور خاں اُس کے تعاقب میں کولاس پہونچ گیا قاسم بیگ بہت گھبرایا اور کولاس سے گولکنڈہ کی جانب چل دیا دلاور خاں نے کولاس پر قبضہ کر کے یہیں قیام کیا۔ اتفاقاً دلاور خاں کا ہاتھی جو مست ہو گیا تھا اپنے مقام سے چھوٹ گیا لوگ سراسیمہ ہو کر بھاگنے لگے بلوۂ عظیم ہوا تو دلاور خاں نے جوش دلاوری میں مست ہاتھی کے مقابل ہو کے اپنی جان کھو دی اس کی قبر ملکا پور کے حدود میں ہے اس واقعہ کی شہرت ہوتے ہی قاسم بیگ کولاس واپس آیا اور دلاور خاں کے لشکر بے افسر کو منتشر کر کے اچھے تمام اسباب پر متصرف ہو گیا

اور کو اس پر قبضہ کرلیا اور بیدر میں آکر بدستور سابق حکومت کرنے لگا قاسم بیگ نے محمود شاہ کو برائے نام بادشاہ رکھکر اسی طرح بارہ سال حکومت کی اور سنہ ۹۱۰ ہجری میں مرگیا

امیر بیگ کی حکومت اور خاندان بہمنیہ کا خاتمہ

قاسم بیگ برید کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا اپنا لقب امیر قاسم بیگ برید قرار دے کر باپ کا قائم مقام ہوا اور محمود شاہ بہمنی کو برائے نام بادشاہ بنائے رکھا اور خود حکومت کرتا رہا اور اسی طرح محمود شاہ کی زندگی ختم ہوئی اور بتاریخ ۲۴ ذی الحجہ سنہ ۹۲۴ھ قلعہ بیدر میں اُس نے انتقال کیا۔

(۷) احمد شاہ ثانی بہمنی ابن محمود شاہ محمود شاہ کے بعد احمد شاہ بادشاہ بنایا گیا دو سال ایک مہینے تک صرف نام کا بادشاہ رہکر سنہ ۹۲۷ ہجری میں فوت ہوا۔

(۸) علاؤ الدین شاہ ثالث بہمنی امیر برید کی زیر نگرانی برائے نام بادشاہ رہ کر دو سال تین مہینے کے بعد سنہ ۹۲۹ھ میں فوت ہوا۔

(۹) ولی اللہ شاہ بہمنی اس کو برائے نام بادشاہ ہو کر تین سال گذرے تھے کہ اُس کی خوبصورت بی بی کی امیر برید سے آنکھ لڑگئی بی بی کا حسن وجمال اِس مقید بادشاہ کے جان کا وبال ہوا اور یہہ بادشاہ سنہ ۹۳۲ھ میں سمی اثر سے ہلاک کیا گیا۔

(۱۰) کلیم اللہ شاہ بہمنی دار الخلافت احمد آباد بیدر کا دسواں جانشین اور بہمنی نسل کا اٹھارواں اور آخری بادشاہ تھا۔ جب یہہ

امیر برید کے حکم سے ولی اللہ بہمنی کے بعد شاہ شطرنج کی طرح برائے
نام بادشاہ بنایا گیا تو اپنی ذکاوت و تیز فہمی و دور اندیشی سے
سمجھ لیا کہ خدمتِ شاہی دو تین سال میں شاہی کے نام کے ساتھ
جان بھی لے لیتی ہے۔ اس بلند خیالی سے اُس نے سنہ ۹۳۲ھ میں
خفیہ طور پر ظہیر الدین بابر بادشاہِ ہندوستان سے مدد مانگی مگر بدقسمتی
سے یہ راز افشا ہو گیا اور وہ جان بچانے کے لیے بیدر سے بھاگ کر
چند دنوں احمد نگر کے بادشاہ برہان نظام شاہ کے پاس پناہ گزیں
رہا لیکن وہاں بھی چین نہ لے سکا۔ اور خفیہ سازش سے سنہ ۹۳۴ھ
میں زہر سے ہلاک کیا گیا اس پر سلطنت و خاندان بہمنیہ کا خاتمہ ہوا
اس آخری بادشاہ کی لاش بھی بیدر میں لا کر دفن کی گئی۔

سلطان احمد شاہ ولی البہمنی کا گنبد بیدر کے شرقی جانب
موضع اشٹور میں ہے۔ عرض و طول از مربع اُس کا پچیس ۲۵ پچیس ۲۵ درعہ ہے
اور ارتفاع پینتالیس درعہ ہے۔ نقوش رنگا رنگ و تحریرات
طلائی سے منقش ہے۔ اس گنبد کے علاوہ اور بارہ گنبد حسب تفصیل ذیل
ہیں جس کا ذکر تاریخ مختار الاخبار میں ہے اور مؤلف نے سنہ ۱۲۹۰ھ
میں ان کو دیکھا ہے اُن میں سے صرف ہمایوں شاہ کا گنبد بوسیدہ
و ترمیم طلب تھا مؤلف کو دو سال تک بیدر میں رہنے کا بھی اتفاق
ہوا ہے۔

نمبر	نام گنبد	طول	عرض	ارتفاع	صرفهٔ تیاری
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱	سلطان احمد شاہ	۲۵ درعہ	۲۵ درعہ	۴۵ درعہ	اشے لک
۲	علاؤالدین شاہ ثانی	۲۵ "	۲۵ "	۳۸ "	اشر لک
۳	ہمایوں شاہ۔	۲۵ "	۲۵ "	۳۸ "	صمہ لک
۴	نظام شاہ	۲۵ "	۲۵ "	۲۰ "	۲ دو لک
۵	محمد شاہ ثانی	۲۵ "	۲۵ "	۲۰ "	صمہ لک
۶	محمود شاہ ثانی	۲۵ "	۲۵ "	۳۸ "	اشعہ لک
۷	احمد شاہ ثانی	۵ "	۵ "	۷ "	۵۰۰۰ ہزار
۸	علاؤالدین شاہ ثالث	۵ "	۵ "	۷ "	۵۰۰۰ ہزار
۹	ولی اللہ شاہ	۹ "	۹ "	۱۴ "	۵۰۰۰ ہزار
۱۰	کلیم اللہ شاہ	۱۰ "	۱۰ "	۰	۵۰۰۰ ہزار
۱۱	مخدومہ جہاں زوجہ سلطان احمد شاہ۔	۱۶ "	۱۶ "	۲۵ "	للعہ لک
۱۲	محمد شاہ ابن سلطان احمد شاہ	۱۵ "	۱۵ "	۲۵ "	للعہ لک
۱۳	نرگس بی زوجہ ہمایوں شاہ	۱۵ "	۱۵ "	۲۵ "	للو لک

علی برید کی بادشاہت کولاس پر یتماجی کی حکومت

قاسم بیگ برید کی طرز حکومت وکیل سلطنت کی طرح رہی۔ گوکہ یہہ خودمختار رہتا۔ مگر محمود شاہ کے وجود کے ساتھ شاہی نام قایم رہا۔ اگرچہ امیر بیگ برید کے زمانہ میں خاندان بہمنی کا نام لیوا کوئی باقی نہ تھا اور سنہ ۹۳۴ھ سے وہ خودمختار بادشاہ تھا لیکن اُس نے شاہی لقب اختیار نہیں کیا۔ بعد انتقال امیر بیگ برید کے اسکے بیٹے علی بیگ برید نے سنہ ۹۴۹ھ میں بیدر کی حکومت پائی تو اپنے نام کے ساتھ لقب شاہی اختیار کرلیا۔ اور بیدر برید شاہی حکومت کا دارالسلطنت قرار پایا۔ علی برید شاہ کے عہد میں کولاس پر یتماجی کی عملداری تھی۔ اسی کے عمل میں کولاس پر قطب شاہی حکومت کا قبضہ ہوگیا۔

نوٹ علی برید شاہ نے (۴۵) سال بادشاہت کرکے سنہ ۹۸۷ھ میں انتقال کیا اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا ابراہیم برید شاہ تخت نشین ہوا اور سنہ ۹۹۴ھ میں اُس نے قضا کی اُسے کوئی اولاد نہ تھی اس لیئے اُس کا چھوٹا بھائی قاسم برید ثانی تخت و تاج کا وارث قرار پایا۔ اور سنہ ۹۹۹ھ میں انتقال کیا اس کے بعد اس کا بیٹا علی برید ثانی بادشاہ ہوا اور سنہ ۱۰۱۰ھ میں انتقال کیا اس کے بعد اس کا فرزند امیر برید ثانی تخت نشین ہوا لیکن یہہ پرلے درجہ کا عیاش و کاہل و سکون طبع تھا

کاروبار سلطنت کو درہم برہم کر دیا۔ اِس لیئے امرائے سلطنت نے باتفاق آراء اُس کو گرفتار کرکے دوسرے کو بادشاہ بنانا چاہا۔ امیر برید ثانی کو خبر ملتے ہی وہ بیدر سے فرار ہوکر گولکنڈہ کی جانب چلا گیا اور وہیں عالم غربت میں زندگی بسر کرکے سنہ ۱۰۲۰ھ میں فوت ہوا اور خاندان بریدیہ کا خاتمہ ہوگیا ان کی حکومت (۱۲۴) سال رہی۔ شاہان بریدیہ کے گنبد و مقابر آبادی کی غربی جانب عیدگاہ کے پاس ہیں۔ ان سب میں علی برید شاہ کا گنبد عالی شان ہے۔ امیر برید ثانی کے بعد امرائے سلطنت نے مرزا علی کو جو سربرآوردہ امرائے دولت بریدیہ سے تھا تخت نشین کر دیا۔ مرزا علی نے بارہ ۱۲ سال حکومت کی اور اپنی لڑکی بڑی بی نامی کی شادی میر علی فرزند آغوشی ابراہیم عادل شاہ بادشاہ بیجاپور سے اتحاد و ارتباط بڑھانے کی غرض سے بڑی دھوم دھام سے کر دی اور جہیز میں تعلقہ چنگوپہ دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن ایفائے وعدہ نہ ہونے سے مناقشے پیدا ہوگئے اور جنگ چھڑ گئی۔ ابراہیم عادل شاہ نے بیدر پر چڑھائی کی۔ ایک سخت لڑائی کے بعد مرزا علی مغلوب ہوگیا ابراہیم عادل شاہ نے مرزا علی اور ولی برید کو جو خاندان بریدیہ کا یادگار وظیفہ خوار اور مرزا علی کا رازدار تھا نظر بند کرکے بیجاپور روانہ کر دیا یہ دونوں وہیں قید رہے۔ مرزا علی کا سنہ ۱۰۳۲ھ میں انتقال ہوا ہے بیدر پر سلطنت عادل شاہیہ کی جانب سے ملک مرجان سنہ ۱۰۳۶ھ میں صوبہ دار مقرر ہوا۔ ملک مرجان کی اصلیت یہ ہے کہ سید شمس الدین صاحب سجادہ نشین روضۂ حضرت سید شاہ خلیل اللہ

بت شکن قدس سرہٗ نے مرجان کو پرورش کرکے اور اچھی طرح تربیت دے کر بادشاہ کے نذر گذرانا تھا مرزا علی نے مرجان کو بحیثیت غلام بڑی بی صاحبہ کے جہیز میں دے دیا تھا چونکہ وہ زیرک و بہادر و قابل شخص تھا اس لیے خود بڑی بی صاحبہ نے اُسے بیدر کی حکومت پر نامزد کیا۔ ملک مرجان نے اپنی زمانۂ حکومت میں دو بار شہزادہ اورنگ زیب بہادر کی تشریف فرمائی کے وقت معقول نذرانہ نذران کر اپنی گلو خلاصی کی لیکن تیسری مرتبہ کوئی تجویز کارگر نہیں ہوئی اور عالمگیری مورچے کالی مسجد کیجانب قایم ہو گئے۔ اور معرکہ آرائی شروع ہوگئی۔ مورچے کے مقابل فصیل غربی و جنوبی کے بُرج پر ملک مرجان مع اپنے دونوں فرزندوں اور حوالی موالی کے برآمد تھا۔ اس برج کو سُرنگ لگا دی گئی تھی۔ ایک دھماکے کے ساتھ بُرج تباہ ہوگیا۔ بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ خود ملک مرجان نے اس برج کے پاس ایک سُرنگ کھدوائی تھی اور اس میں بارود بھرواکر اس امر کا انتظام کیا تھا کہ فوجِ مخالف یہاں آتے ہی اُڑا دیجائے اس کے معائنہ کے لیے ملک مرجان مع ہمراہیوں کے بُرج پر گیا کسی کی بے احتیاطی سے بارود کے خزانہ میں آگ لگ گئی اور یہ حادثہ پیش آیا اس طرح اچانک طور پر ملک مرجان اور اُسکے ہمراہیوں کی وفات ۲۴ ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۶ھ میں واقع ہوئی اور ملک مرجان کی سوختہ نعش حضرت مخدوم محی الدین قادری قدس سرہٗ کے روضہ کے احاطہ میں پیوند خاک کیگئی جس پر سنگ بست پختہ چبوترہ بنایا گیا ہے مادہ تاریخ لفظ (سوختہ) سے برآمد ہوتا ہے

تباہ شدہ برج پھر بنایا گیا اور اس کا نام فتح برج مشہور رہوا۔ جس دروازے سے اورنگ زیب داخل شہر بیدر ہوا اس کو فتح دروازہ کہتے ہیں۔ پہلے بیدر احمد آباد کے نام سے موسوم تھا اورنگ زیب نے اس کا نام محمد آباد رکھا جو اب تک مشہور زمانہ ہے۔ قبضہ اورنگ زیب بہادر سے صوبہ داران سلطنت مغلیہ کا تقرر ہوتا رہا جن کے مسلسل نام تاریخ قندھار دکن میں بتلائے گئے ہیں بعد زوال سلطنت مغلیہ نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کا عمل ہوا اور بافضالِ الٰہی اب تک ہے۔

قطب شاہی حکومت اور قلعۂ گولکنڈہ کی تعمیر کی کیفیت

سلطان قلی قطب شاہ بانی سلطنت قطب شاہی اویس قلی کا بیٹا اور پیر قلی کا پوتا سعد آباد علاقہ ملک ہمدان کا رہنے والا اپنے چچا اللہ قلی کے ساتھ بغرض تجارت دکن میں آیا اور محمد شاہ بہمنی کے دربار میں رسائی حاصل کی۔ بیش قیمت و عمدہ ایرانی تحائف بادشاہ کی خدمت میں پیش کرکے زمرۂ ملازمین شاہی میں شریک ہونے کی عزت حاصل کی۔ فوجی و علمی قابلیت کے لحاظ سے بادشاہ نے سلطان قلی کو پرگنۂ اڑکی و کوڑنگل کا علاقہ جاگیر دیکر خواص خاں خطاب عطا کیا رفتہ رفتہ محالات شاہی کی صدر محاسبی کی خدمت ملی اس کے بعد تلنگانہ کے ان اضلاع کے انتظام پر مقرر کیا گیا جو اہل عرم کی

جاگیر میں تھے اُس نے رہزنوں اور متمردوں کی تنبیہہ و سرکوبی کر کے اُس سرزمین میں امن قایم کر دیا۔ خدمات شایستہ ظہور پذیر ہونے سے اس کی وقعت بڑھتی گئی اس عرصہ میں قطب الملک دکھنی صوبیدار تلنگ نے قضا کی تو سلطان قلی خطاب قطب الملک اور صوبہ داری ملک تلنگ سے سرفراز ہوا۔ جب سلطنت بہمنیہ میں ضعف آگیا اور طوائف الملوکی ہوگئی تو دوسرے باغی صوبیداروں کی طرح سلطان قلی نے بھی گولکنڈہ کا نام محمد نگر قرار دے کر سنہ ۹۱۸ھ میں سلطنت قطب شاہی قایم کرلی۔ نلگنڈہ و دیگر قطعات ملک تلنگ مفتوح کر کے اپنے ملک کی وسعت دی اور باطمینان بادشاہت کرتا رہا۔ سلطان قلی کے چھ بیٹے تھے بڑا بیٹا حیدر خان باپ کے روبرو مرچکا تھا دوسرا جمشید خاں ولی عہد تھا مگر باپ کا قصد تھا کہ تیسرا بیٹا قطب الدین خاں تخت نشین ہو اس لئے جمشید خاں کو نظر بند کر دیا تھا۔ چوتھا بیٹا عبدالکریم خاں باپ کی زندگی میں بیجاپور کی طرف چلا گیا تھا وہاں مارا گیا۔ پانچواں دولت قلیخاں بھونگیر کے قلعہ میں تھا یہہ مخبوط الحواس تھا۔ چھٹا بیٹا ابراہیم قلیخاں دیورکنڈہ کے قلعہ میں تھا۔ یہہ بہت ہشیار اور چالاک و دلیر صاحب اقبال تھا اس کا سال تولد سنہ ۹۳۶ھ ہے۔

سلطان قلی کی عمر نود سال کی ہوچکی تھی اس کے قواء زبردست اور اعصاب مضبوط تھے اور تندرست تھا۔ کوئی آثار پیرانہ سالی کے اس کے چہرہ سے نمایاں نہیں تھے۔ ظاہری حالت سے اس کے جلد مرنے کی کم توقع پائی جاتی تھی۔ مگر اُس کا بڑا بیٹا جمشید خاں بادشاہی کی

ہوس میں بوڑھا ہو چلا تھا۔ باپ مرتا ہی نہ تھا آخر مجبور ہو کر اُس نے میر محمود ہمدانی قلعدار گولکنڈہ کو لالچ بتلا کر اپنے باپ کے قتل پر آمادہ کیا۔ قلعدار موقع کا منتظر تھا۔ دوشنبہ کے دن دوم جمادی الثانی سنہ ۹۵۰ھ کو عصر کی نماز کے لیے بادشاہ تنہا مسجد میں آیا۔ یہہ مسجد اسی بادشاہ نے محل کے متصل بنوائی تھی بادشاہ نماز میں مشغول تھا میر محمود کو اچھا موقع ملا اور اُس نے بادشاہ کے جسم پر تیس وار متواتر کیے اور کام تمام ہوتے ہی جمشید کو اطلاع دی۔ جمشید نے اپنے بھائی قطب الدین کو گرفتار کر کے اسکی آنکھوں میں نیل کی سلائی پھیر وادی اور آپ تخت نشین ہوا۔

سلطان قلی قطب شاہ جس کو (بڑے ملک) کہتے ہیں گولکنڈہ کے قریب دفن کیا گیا قبر پر عالیشان گنبد بنا ہوا ہے۔

جمشید قطب شاہ اور علی برید شاہ کا مقابلہ

جمشید قطب شاہ تخت نشین ہوتے ہی اپنے بھائی ابراہیم کو دیورکنڈہ سے بُلایا مگر وہ نہیں آیا اور دیورکنڈہ سے نکل کر علی برید کے پاس بیدر چلا گیا علی برید نے ابراہیم کی تسلی کی اور جمشید کو مغلوب کر کے تخت نشین کرانے کی حامی بھری۔ اور اپنی تمام سپاہ کو فراہم کر کے فوج کثیر کے ساتھ گولکنڈہ پر چڑھائی کی یہاں ابھی جمشید کی سلطنت مستقل نہیں ہوئی تھی۔ لوگ اُس کو باپ کا قاتل سمجھکر اس سے متنفر ہو گئے تھے اور اُس کی بد مزاجی اور

بدخوئی سے عام ناراضی پھیلی ہوئی تھی اس لیے جمشید کو پہلے ہی مقابلہ میں شکست ہوئی اور وہ قلعہ میں محصور ہو گیا۔ جمشید کی استدعا پر برہان نظام شاہ بادشاہ احمد نگر فوج جرار کے ساتھ برید کے ملک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا جمشید کی مدد کے لیے پہونچ گیا اور کوہیر پر قبضہ کر لیا علی برید اور اس کا چچا خانجہاں گولکنڈہ کا محاصرہ چھوڑ کر اپنے ملک کی حفاظت کیلیے واپس ہو گئے علی برید کو اس قدر خسارہ اور ذلت ابراہیم کی وجہ سے ہوئی تھی اس نے اس کی تلافی میں ابراہیم کے چالیس ہاتھی اور ساٹھ ہزار اشرفی اور بہت سے گھوڑے چھین لیے ابراہیم پریشان ہو کر رام راج والی بیجا نگر کے پاس چلا گیا۔ رام راج نے اس کے اخراجات کے لیے جاگیر مقرر کر دی ابراہیم نے بیجا نگر میں رہایش اختیار کی۔

جنگ چھڑ جانے سے جمشید قطب شاہ علی برید شاہ کا دشمن جاں ستاں اور امداد دینے سے برہان نظام شاہ کا ممنون احساں ہو گیا۔ قطب شاہی اور برید شاہی سرحدیں ملی ہوئی تھیں باہم خوب معرکہ آرائیاں ہوتی رہیں آخر کوہ کولاس جمشید نے علی برید سے چھین لیا۔

قلعہ کولاس کی تعمیر سن نوسو اکاون ۹۵۱ ہجری میں آغاز اور سن نوسو باون ۹۵۲ ہجری میں ختم ہوئی

جمشید قطب شاہ نے کولاس پر قبضہ کرتے ہی جگ دیو راؤ نایک واڑی کے مشورہ سے سنگ بست پہاڑی قلعہ کی تعمیر شروع کروادی اس میں یہہ جنگی مصلحت تھی کہ بیدر یہاں سے قریب ہے رسد اور فوج فراہم کرکے بیدر پر حملہ کرنے کے لیے یہہ عمدہ اور محفوظ مقام پایا گیا۔ بہت پھرتی سے تعمیر کا کام چالو ہوا۔ علی برید شکست خوردہ فوج کو پھر فراہم کرکے بغرض مزاحمت بیدر سے نکلا اس خبر کے سنتے ہی بشیر عین الملک سردار فوج قطب شاہی لشکر جرار کے ساتھ یلغار پہنچکر برید شاہی فوج کو نارائن کھیڑہ اور حسن آباد کے میدان میں روک دیا۔ علی برید آگے بڑھنے کی کوشش میں فوج مقابل پر ٹوٹ پڑا۔ بشیر عین الملک نے بڑی ثابت قدمی دکھلائی کہ فوج کو پسپا ہونے نہ دیا اور خود بھی حملہ آور ہوا۔ یہہ نہایت خوفناک مقابلہ تھا دونوں لشکروں میں خلط ملط اس قدر ہوا کہ سپاہیوں کو اپنے بیگانوں کی پہچان نہ رہی۔ اس طوفان بے تمیزی میں بشیر عین الملک اور علی برید کا مقابلہ ہوا اور علی برید کا وار چل گیا بشیر عین الملک کے مارے جاتے ہی قطب شاہی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور علی برید نے فتح پائی بشیر عین الملک کے مارے جانے کی خبر جمشید نے سنی تو بے چین ہوگیا اور گولکنڈہ کی تازہ دم فوج اور نامور سردار ساتھ لیے ہوے یلغار پہونچا اور برید شاہی فوج کو پسپا کرتا ہوا نارائن کھیڑہ اور حسن آباد کے اسی میدان میں لاکر ایکدم سخت حملہ کردیا علی برید فوج کے کسی قدر حصہ کو سنبھالے ہوے میدان سے نکال کر بیدر کی جانب چل دیا باقی شکست نصیب فوج

منتشر ہوگئی۔ اس دہلہ میں نارائن کھیڑہ اور حسن آباد پر قطب شاہی حکومت قایم ہوگئی اور قلعہ کولاس کی تعمیر اطمینان کے ساتھ ایک سال میں ختم ہوئی۔

سبحان قلی قطب شاہ کی چند روزہ بادشاہت اور سیف خاں عین الملک کی کولاس پر حکومت

جمشید قطب شاہ عارضہ سرطان میں مبتلا ہوگیا تھا۔ اس مرض سے کچھ افاقہ ہوا تھا کہ مرض دق دامن گیر ہوا جس سے وہ ۹۵۷ھ میں مرگیا۔ امرائے سلطنت نے سبحان قلی کو جو جمشید کا بیٹا سات سال کی عمر کا تھا تخت نشین کیا۔ جگ دیوراؤ نے بغاوت کی اور شہزادہ دولت قلی مخبوط الحواس کو بھونگیر کے قلعہ سے لاکر بادشاہ بنانا چاہا۔ اس عرصہ میں ملقبیس زمانی بیگم جمشید قلی کی ماں نے سیف خاں عین الملک کو احمد نگر سے بلایا۔ سیف خاں نے جگ دیوراؤ سے مقابلہ کرکے دولت قلی اور جگدیوراؤ کو قید کردیا۔ جگ دیوراؤ کے مقبوضات پر جس میں کولاس بھی شامل تھا سیف خاں عین الملک کا قبضہ ہوگیا۔

ابراہیم قطب شاہ کی شاہی اور کولاس پر جگدیوراؤ کا دوبارہ قبضہ

سیف خاں عین الملک نے دوسرے امرا کا اقتدار گھٹا کر جملہ کاروبار شاہی اپنے قبضہ میں لے لیا تھا اس لیے سیف خاں سے سب امرا ناراض ہوگئے اور در پردہ ابراہیم قلی کے پاس متواتر عرایض بھیج کر بیجانگر سے واپس آنے کی درخواست کی۔ شہزادہ ابراہیم بیجانگر سے اپنے قدیم تین رفیق وہم وطن سید جی اور اعظم خاں و حمید خاں کو ساتھ لے کر جانب گولکنڈہ راہی ہوا۔ اگرچہ راجہ رام راج نے اٹھارہ ہزار فوج سے مدد دینے کی خواہش ظاہر کی مگر شہزادہ نے قبول نہ کیا اور ایک مختصر سی جماعت کے ساتھ حدود ریاست قطب شاہی میں داخل ہوا۔ سب سے پہلے مصطفٰی خاں اردستانی شہزادہ سے جا ملا اس کے بعد بہت سے سردار یکے بعد دیگرے اپنی اپنی فوج لیے ہوئے شہزادہ کے پاس حاضر ہو گئے۔ قلعہ کوئلکنڈہ کو پہونچنے تک تین ہزار سوار و پانچ ہزار پیادہ فوج جمع ہوگئی تھی۔ قلعدار کوئلکنڈہ اور نایک واڑوں نے قلعہ کی کنجی پیش کردی۔ شہزادہ نے چندے اس قلعہ میں قیام کر کے ساہوکاروں اور زمینداروں سے دو لاکھ روپئے قرض لیکر لوازمۂ شاہی درست کیے۔ بہر حال تھوڑے ہی عرصہ میں بہت سے افسر مع فوج شہزادہ کی خدمت میں جاں نثاری کے لیے حاضر ہو گئے اس خبر نے سیف خاں عین الملک کو پریشان کردیا وہ اپنے افسر بحری خاں و حاجی خاں و اخلاص خاں کو قلعۂ گولکنڈہ میں چھوڑ کر کوئلکنڈہ پر حملہ کرنے کی غرض سے گھنپورہ کی جانب روانہ ہوا۔ ادھر کوئلکنڈہ اور گولکنڈہ کے نایکواڑوں نے

سازش ہوگئی۔ اور شہزادہ ابراہیم کی جانب سے قول نامہ پہنچتے ہی ان نایکواڑوں نے قلعہ گولکنڈہ کی فوج احشام وجوانان بارگو بھی اس سازش میں شریک کردیا۔ جب پورا انتظام ہوگیا۔ تو نایک واڑوں نے جگ دیوراؤ کو قید سے رہا کرکے اُس کی ماتحتی میں علاقہ داران سیف خاں پر حملہ کردیا اور بجری خاں و حاجی خاں و اخلاص خاں کا سرکاٹ کر شہزادہ کے پاس بھیجدیا اور کمسن سُبحان قلی بادشاہ کو نظربند کرلیا۔ شہزادہ ابراہیم کو اطلاع لیتے ہی شاہی جلوس و احتشام سے بلاکسی مزاحمت کے قلعۂ گولکنڈہ میں داخل ہوکر بتاریخ ۱۲ رجب ۹۵۷ھ سریر آرائے سلطنت قطب شاہی ہوا۔

ابراہیم قطب شاہ سلطان قلی قطب شاہ کا سب سے چھوٹا فرزند اور جمشید قطب شاہ کا بھائی تھا۔ اور اپنے کم سن برادرزادہ سبحان قلی قطب شاہ کو قید کرکے خود بادشاہ ہوا۔

سیف خاں عین الملک کھنبورہ سے کولاس چلا آیا اور بادشاہ کی خدمت میں ملازمت کے لیے درخواست پیش کی اور قولنامہ بھیجدینے حاضر ہونے کی خواہش ظاہر کی مگر بادشاہ نے قولنامہ کے بھیجنے میں تامل کیا اس لیے سیف خاں اپنے پانچہزار سوار واثاثہ اور سلطنت قطب شاہی کے بدولت جو کچھ فتوح حاصل کیے تھے ساتھ لیکر احمدنگر چلا گیا۔ جگ دیوراؤ نایک واڑی کا قلعہ کولاس پر دوبارہ قبضہ ہوگیا۔

ابراہیم قطب شاہ کا کولاس کو آنا اور سرحد قندہار پر مرتضیٰ نظام شاہ بادشاہ احمد نگر سے مشورہ کرنا

سلطنت عادل شاہی کی مالی و فوجی قوت بہ نسبت سلطنت قطب شاہی و نظام شاہی بڑھی ہوئی تھی اس پر بھی علی عادل شاہ قناعت نہ کرکے راجہ وینکٹا دری سے علاقہ ترنال چھین لینا چاہا اور کشور خاں سپہ سالار کو بیس ہزار فوج کے ساتھ ترنال پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجدیا اس لیے فیما بین ابراہیم قطب شاہ و مرتضےٰ نظام شاہ عادل شاہی قوت گھٹانے کے لیے صیغۂ راز میں مراسلت ہوئی اور یہہ قرار پایا کہ بالمشافہ گفتگو و عہد و پیمان کے بعد مستقل رائے قائم کی جائے گی۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے تفال خاں والی برار کو جو عاد شاہی خاندان کو نظر بند کرکے خدمت وزارت سے شاہی مرتبہ حاصل کیا تھا اس مشورہ میں شریک کرلیا اس لیے ابراہیم قطب شاہ کولاس میں اور مرتضیٰ نظام شاہ اپنی والدہ خونزہ ہمایوں کو ساتھ لیے ہوئے قندہار میں آیا اور تفال خاں نے اپنے بیٹے مشیر الملک کو بھیجدیا جو ساڑبار کے میدان میں خیمہ زن ہوا تینوں بادشاہ کے ہمراہ چیدہ و بہادر فوج و نامور و جاں نثار افسر تھے۔ مابین قندہار و کولاس و ساڑبار تینوں لشکر اُترے تھے۔ بالآخر کولاس و قندہار کی سرحد پر تینوں بادشاہوں کی باہمی ملاقاتیں ہوئیں اور باتفاق آرا یہہ قرار پایا کہ ترنال اور

ممالک جنوبی عادل شاہی قبضہ میں آئیں تو اُس کی قوت اور بڑھ جائے گی اور نظام شاہی و قطب شاہی سلطنتوں کو نقصان پہونچے گا۔ تینوں شاہی قوتیں اکٹھا ہو کر عادل شاہی ملک پر حملہ کریں تو وہ خود اپنی سنبھال میں رہے گا۔ اور ممالک جنوبی پر اس کا قبضہ نہ ہو سکے گا۔ اس قرارداد کے بعد افواج متفقہ بیجاپور کی جانب روانہ ہو گئیں۔ ہم کو قلعہ کولاس کی اہمیت اور اعزاز کے ثبوت میں یہہ ظاہر کرنا ضرور تھا کہ جمشید قطب شاہ کے بعد ابراہیم قطب شاہ نے بھی قلعہ کولاس میں چندے قیام کیا ہے اس لیے اُس واقعہ کا اظہار کیا گیا۔ اگر افواج متفقہ و قوت ثلاثہ کی معرکہ آرائیاں دیکھنا مقصود ہو تو تاریخ قطب شاہی و مجموعۂ قادر خانی اور حدیقۃ العالم کی پہلی جلد اور سلسلہ آصفیہ کی تیسری جلد معزز ناظرین ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ البتہ اظہار واقعات کے لحاظ سے مضمون تشنہ رہ جاتا ہے اس لیے ہم یہہ ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ افواج متفقہ نے بڑی گرم جوشی سے بیجاپور کا محاصرہ تو کیا لیکن ناکامیابی کے ساتھ اپنے ملک کو واپس ہوی۔ اور یہہ واقعہ سنہ ۹۷۲ھ کا ہے۔

واقعۂ بالا میں دو قدیم مقامات قندہار و ساڑ باڑ کا نام آگیا ہے اس لیے ہم مختصر سی کیفیت بہ طور نوٹ ہر دو آبادیوں کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔

قندہار دکن قندہار دکن کی ہم نے مفصل تاریخ لکھکر شائع کر دی ہے۔ یہہ قدیم آبادی ہے سنہ ۵۰۰ھ میں پانڈوں کی نسل سے ایک خاندان

اودہ سے دکن میں آیا اس خاندان کے راجہ کنھر نے بنام کھنار اس
آبادی کی بنا ڈالی ۔ چوتھی صدی عیسوی کے اوائل میں یعنی سنہ
ہجری سے (۲۲۲) سال کے قبل اس کی آبادی موجود تھی اور یہ
مقام راجہ سوما دیوراج کا دار السلطنت تھا اس کے بعد راجایان
ہنمکنڈہ کے قبضہ میں رہا ۔ پھر دیوگڈھ کے راجہ کندارا نے قبضہ کیا
اور کھنار کا نام کندار قرار پایا ۔ رودما دیوی ورنگل کی رانی نے
کندار پر قبضہ کر لیا اور دوبارہ ہنمکنڈہ کے ماتحت ہو گیا اور اس کے
نواسے گنپتی دیوراج نے مہا دیو کا مندر کالوا (نہر) اور تالاب کا
سنگ بست پختہ بنایا ۔ سنہ ۷۰۹ ہجری میں علاؤالدین خلجی نے
راجہ پرتاب رودر سے قلعہ چھین لیا اور معقول نذرانہ لینے کے
بعد واپس دیا ۔ سنہ ۷۲۲ ہجری میں غیاث الدین تغلق کا قبضہ اور
اس کے عہد میں پختہ سنگ بست قلعہ تیار ہوا (پہلے اینٹ و مٹی
کا قلعہ تھا) یہاں کے مشہور بزرگ مظہر لمعات انوار الٰہی مخبر
اخبار کبریائی حضرت مخدوم حاجی سیاح سرور سید سعید الدین
سروری الرفاعی کفار بھنجن قدس سرہ سنہ ۷۲۵ھ میں تشریف
فرما ہوئے ۔ مندر کو مسجد بنائی گئی ۔ حضرت کی توجہ اور مسلمانوں
کی فصاحت لسانی نے کندار سے قندھار بنا لیا ۔ اور سنہ ۷۳۶ھ ہجری میں
حضرت مخدوم کا وصال ہوا ۔ سنہ ۷۴۸ھ میں حسن گانگوئی بہمنی قابض
ہوا ۔ پختہ حصار قلعہ دلوہ دروازہ و عید گاہ کی تکمیل ہوئی ۔ قلعہ
سیف الدولہ کے تفویض ہوا ۔ سنہ [illegible]ھ میں محمود شاہ بہمنی کے
عہد میں جامع مسجد بنی اور مدرسہ قایم ہوا ۔ اعظم ہمایوں یہاں کا

حاکم تھا۔ سنہ ۸۹۲ھ میں حضرت خورشید آسمان سرایر ربانی شہباز اوج فیوضات سبحانی حاجی سید علی شاہ المعروف سانگڑے سلطان مشکل آسان رفاعی القادری قدس سرہٗ نے رحلت فرمائی۔ سنہ ۹۲۶ھ میں برید شاہی عملداری ہوئی۔ آبادی کے اطراف کی فصیل اسی حکومت کی یادگار ہے۔ سنہ ۹۵۵ھ میں برہان نظام شاہ بادشاہ احمد نگر نے علی برید سے قلعہ چھین لیا۔ نظام شاہی عمل میں دروازۂ دوم۔ (دنگڑی دروازہ) اور دو برج عالی شان قلعہ میں تیار ہوئے حسینی علم استاد ہوئے ہر پیشہ کے چودھری و معاش دار تعزیہ داری کے لئے مجبور کیے گئے۔ اس کے بعد سنہ ۱۰۰۲ھ میں ابراہیم عادل شاہ بادشاہ بیجاپور نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے عہد میں بہت سے ایرانی مقدس بزرگوار سید صاحبان و سید السادات صاحبان فائز قندہار ہوئے۔ قلعہ میں مسجد بنوائی گئی جس کی تعمیر سنہ ۱۰۱۱ھ میں ختم ہوئی اس کے بعد ملک عنبر کی درخواست پر ابراہیم عادل شاہ نے قلعہ اُس کو دے دیا۔ ملک عنبر نے بڑی عنبر شاہی اور چھوٹی عنبر شاہی دونوں توپیں قلعہ کے بُرجوں پر چڑھائیں۔ حضرت مخدوم کے روضہ کے باہر خانقاہ بنوائی جہاں فقیروں کا چوک ہے۔ ملک عنبر خاں کے عہد حکومت میں مؤلف کے جد اعلیٰ حضرت قاضی علی نے قاضی محلہ کے پاس مسجد بنوائی جس کا قطعہ تاریخ ذیل میں درج ہے

(قطعہ تاریخ)

بعہد والی دین حضرت ملک عنبر　　　　ہزار بست و دو بد ز ہجرِ پیغمبر

تمام گشت چنیں مسجد مقدس پاک | کہ انور است مطہر چو گنبد اخضر
بسعی و کوشش قاضی علی خادم شرع | کہ از دیانت خود شد ز قاضیان برتر
ولے ز ہمت عالی سعادت آثار | کہ حاتم است بہ بخشش ز بندگان گستر
چو ایں نوشتہ بتاریخ او محمد نور | کہ چشم دہر ندید است ہیچ او بہتر
ہمیشہ تا کہ فلک میکند بہ سیر شتاب | بود بقدر ز خورشید آسمان خوشتر

جب ملک عنبر ۱۰۳۵ھ ہجری میں مرگیا اور فوج مغلیہ کا دکن پر حملہ ہوا تو چار مہینے اُنیس دن کے محاصرہ رجدال و قتال کے بعد شاہ جہاں شہنشاہ دہلی کا قبضہ قندہار پر ۱۰۴۰ھ میں ہوگیا مرزا امان بیگ المخاطب الف خاں بہادر قلعدار کی تنخواہ پندرہ سو روپے تھی اور ایک ہزار پانسو سوار حفاظت قلعہ کے لیے متعین تھے قلعدار کی مراسلت کا تعلق دربار دہلی سے تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں حمید الدین خاں قلعدار نے ایک باغ تیار کیا تھا جس کا قطعہ تاریخ یہہ ہے جو باغ کی تباہی کے بعد قلعہ کے بُرج پر نصب کیا گیا ہے۔

حمید الدیں محمد خواجۂ دہر | کہ باشد خاکِ راہش عین اکسیر
بہ حکمِ شاہ عالمگیر غازی | بنا فرمود باغ از اوجِ تصویر
زہے باغے کہ از نظارۂ او | بہ گردد سرمہ گرد و نورِ تحریر
پئے تاریخ او از پیر دانش | بپرسیدم بہ گفت از حسنِ تقریر
بغیر از ای چو پنج اندر حسابش | شود تاریخ سالش رشکِ کشمیر

۱۰۹۵ھ

فتح بیدر و گولکنڈہ کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے یہاں کے

قلعہ دار کو صوبہ دار دکن کے ماتحت کر دیا۔ بہ عہد فرماں روائی نواب نظام الملک بہادر آصف جاہ اول ۱۱۳۷ھ میں قندہار راجہ گوپال سنگھ بہادر کو جاگیر میں دیا گیا اور نسلاً بعد نسل اس راجہ کی اولاد کے زیر حکومت رہا۔ ۱۲۴۱ھ میں حضرت زبدۃ السالکین وقدوۃ العارفین حاجی شاہ رفیع الدین قدس سرہٗ کا وصال ہوا اور ۱۲۶۱ھ میں حضرت شاہ مستان مجذوب نے وفات پائی اور ۱۲۶۲ھ میں حضرت محمد امین الدین کشت نے رحلت فرمائی ۱۲۶۵ھ میں بعہد فرماں روائی نواب ناصر الدولہ بہادر آصفجاہ چہارم محمد یحییٰ خاں سندھی رسالدار کی جاگیر اور سندھیوں کی عملداری ہوئی۔ بعد انتقال رسالدار مذکور بہ عہد سلطنت نواب میر محبوبعلیخاں بہادر آصف جاہ ششم ۱۳۰۸ھ ہجری میں قلعہ قندھار نے شریک خالصۂ سرکار ہونیکی عزت حاصل کی اور ۱۳۴۲ھ میں تاریخ قندھار دکن کی تالیف و اشاعت ہوئی۔

سارڑ باڑہ | مابین قندھار و نانڈیڑ ایک قدیم آبادی ہے جو قصبۂ لاٹ سے موسوم تھی جس کا نام اب عثمان نگر ہے۔ اور یہہ پہلے مستقر تعلقہ تھا۔ سارڑ باڑہ کسی قصبہ و موضع کا نام نہیں ہے لیکن دفاتر سرکاری میں تعلقۂ سارڑ باڑہ لکھا جاتا تھا۔ قصبۂ لاٹ میں ضلع بندی کے پہلے بھی پرگنۂ سارڑ باڑہ کا نائب رہتا تھا۔ ضلع بندی کے بعد تحصیل کچہری کا مستقر یہی قرار پایا اور تعلقہ سارڑ باڑہ کے نام سے بدستور سابق نامزد ہوا۔ سارڑ باڑہ اس پرگنہ کا نام قرار پانے کی یہہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ جب ۸۰۰ھ ہجری میں

محمود شاہ بن حسن گنگوئی بہمنی گلبرگہ کا بادشاہ ہوا تو اس نے قندہار میں جو مشہور و معروف مقام ہے۔ مسجد بنوائی اور یتیموں کے لیے ایک مدرسہ قایم کیا جس میں یتیموں کو کھانا و کپڑا اس سرکار سے ملتا تھا اور اُن کی تعلیم کے لیے اچھے اچھے علما مقرر رکھے اس مدرسہ کے اخراجات کے لیے قصبہ لاٹ اور اُس کے اطراف کے مواضعات دے دیے گئے تھے اس لیے برہمنان دکھنی و پٹیل و پٹواری و دیسمکھ و دیسپانڈے نے ان مواضعات کو جو مدرسۂ اطفال کے اخراجات کے لیے نامزد کیے گئے تھے قصبہ لاٹ کو مستقر ٹھہرا کر اپنی مرہٹی ترکیب میں پرگنہ شاڑا باڑا لکھنا شروع کیا۔ مرہٹی میں شاڑا مدرسہ کو اور باڑا محلہ کو کہتے ہیں اور باڑا بڑے مکان کے معنے بھی ہوتے ہیں یعنی مدرسے کے بچوں کا پرگنہ یا مدرسہ کے مکان کا پرگنہ اس لحاظ سے پرگنہ کا نام شاڑا باڑا پڑ گیا جو رفتہ رفتہ مخفف ہو کر شاڑ باڑ ہوا۔ فارسی نویسوں نے اپنی ترکیب پر سار بار لکھنا شروع کیا۔ عام لوگ رائے تعقلہ کے ساتھ ساڑ باڑ کہنے لگے۔ اور ایک زمانہ تک یہی نام مشہور رہا چونکہ لفظ ساڑ زبان تلنگی میں غلیظ معنے رکھتا ہے اس لیے نئی روشنی والے ساڑ باڑ کے نام پر نکتہ چینی کرنے لگے اس لیے مولوی عبدالرشید صاحب تحصیلدار تعلقہ کی تحریک و حکام ضلع و سمت کی رائے سے بعہد فرمانروائی نواب میر محبوب علیخاں بہادر بادشاہ دکن ان کے ولی عہد صاحب زادہ بلند اقبال عالی خیال نواب میر عثمان علیخان بہادر مدظلہ العالی کے

نام گرامی پر بتاریخ ۱۹ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ بموجب جریدۂ اعلامیہ سرکار عالی مورخہ ۲۷ آذر ماہ الٰہی ۱۳۳۱ف جلد (۲۸) نمبر (۵) صفحہ (۳۵) جز دادل عثمان نگر کے نام سے یہ تعلقہ ممتاز ہوا اور ۱۳۴۳ھ میں تعلقہ قندہار میں شامل ہوا۔

ابراہیم قطب شاہ کی وفات اور اُس کی قدیم یادگار

ابراہیم قطب شاہ بقول مولف تاریخ قطب شاہی تیس سال نو مہینے اور بقول فرشتہ بتیس سال چند مہینے بادشاہی کرکے پنجشنبہ کے روز بتاریخ ۲۱ ربیع الثانی ۹۸۸ھ دو روز کے سخت بخار سے انتقال کیا اُس وقت اُس کی عمر اکاون سال کی تھی اس کا گنبد گولکنڈہ کے پاس لنگر باغ میں ہے۔ پُرانا پل اور حسین ساگر و ابراہیم پٹن کی آبادی و تالاب اس بادشاہ کی مشہور یادگار ہیں۔ ابراہیم قطب شاہ کو چھ فرزند تھے۔ شہزادہ عبدالقادر المعروف شاہ صاحب و شہزادہ مرزا حسین دونوں باپ کی زندگی میں قضا کر گئے۔ تیسرا فرزند محمد قلی باپ کا جانشین ہوا محمد قلی سے چھوٹے اور تین شہزادے مرزا عبدالفتح و مرزا محمد خدابندہ و مرزا محمد امین تھے۔

محمد قلی قطب شاہ کی بادشاہت

سوائی راؤ کی قلعہ کولاس پر حکومت

ابراہیم قطب شاہ کی وفات کے بعد محمد قلی نے اپنے باپ کی جگہ

۱۰۰۰ھ میں تخت شاہی پر جلوس کیا۔ یہ بادشاہ مشہور و معروف گذرا ہے۔ اپنے جلوس کے دسویں سال شہر حیدر آباد بسایا ابتدائے آبادی کا نام اپنی معشوقہ بھاگمتی کے نام پر بھاگ نگر رکھا تھا شہر کی آبادی بہت بڑھ گئی۔ علما و فضلا اور مجتہدوں کا مجمع ہو گیا اور بھاگمتی بھی مر گئی تو اس کا نام حیدر آباد رکھا گیا۔ پورے سترہ سال تک بھاگ نگر کے نام سے مشہور رہا۔ چار کمان۔ چار مینار۔ گلزار حوض۔ جامع مسجد۔ بادشاہی عاشور خانہ دار الشفا۔ موتی مسجد۔ اسی بادشاہ کی یادگار ہیں۔

اس بادشاہ نے قلعہ کولاس محمد امین کو عطا فرمایا اُن کی جانب سے سوائی راؤ یہاں عملدار تھا اور حفاظت قلعہ کے لیے نایک داڑی متعین تھے۔ محمد قلی قطب شاہ ہفتم ذیقعدہ ۱۰۲۰ھ کو بروز شنبہ پچاس سال کی عمر میں فوت ہوا۔ لنگر فیض اثر میں جہاں خاندان قطب شاہیہ کے قبور ہیں دفن کیا گیا۔ بادشاہ کی مدت سلطنت تاریخ قطب شاہی و حدیقۃ العالم میں تینتیس ۳۳ سال آٹھ مہینے لکھی ہے اور تاریخ فرخندہ میں بتیس سال آٹھ مہینے درج ہے مگر بادشاہ کے لوح مرقد پر سی دیک سال کندہ ہے۔

سلطنت سلطان محمد قطب شاہ

محمد قلی قطب شاہ کو اولاد نرینہ نہ تھی اس لیے اپنے بھائی

محمد امین کے فرزند محمد کو اپنا ولی عہد بنا کر ظل الٰہی کے لقب سے ملقب کیا اور اپنی لڑکی حیات بخش بیگم سے اس کی شادی کر دی بعد انتقال محمد قلی قطب شاہ اس کا ولی عہد ظل الٰہی محمد قطب شاہ اکیس سال کی عمر میں سریر آرائے سلطنت قطب شاہی ہوا یہہ بادشاہ اپنے مذہب کا پورا پیرو اور پابند صوم وصلوٰۃ اور مسکرات سے محترز تھا۔ اس بادشاہ کے عہد میں کولاس کی عملداری بدستور سابق بحال رہی۔ اس کی توجہ اکثر اضلاع تلنگان کی طرف مبذول رہی اور بہت سے قلعہ اس نے فتح کیے۔

محمد قطب شاہ کے انتقال کی کیفیت صاحب حدیقۃ العالم نے یہہ لکھی ہے کہ بتاریخ ۲۰ شوال سنہ ۱۰۲۳ھ محمد قطب شاہ کے یہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ نجومیوں نے شہزادہ کے تولد کے وقت کو منحوس ٹھہرا کر یہہ قید لگا دی کہ بارہ سال تک بادشاہ شہزادہ کا منہ نہ دیکھے اور شہزادہ کا محل شاہی میں رکھنا نحس خیال کیا گیا۔ بادشاہ نے نجومیوں کے قول کے موافق عمل کیا۔ شہزادہ کو میر قطب الدین نعمت اللہ کے پاس جو اقربائے شاہی سے تھے بغرض نگرانی بھیجدیا۔ اسی سال سید مذکور نے قضا کی اس کے بعد مرزا شریف جو میر قطب الدین کے داماد تھے شہزادہ کی اتالیقی پر مقرر ہوئے جب شہزادہ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو ان کا بھی انتقال ہوگیا ان کے بعد خواجہ مظفر علی دبیر خدمت اتالیقی سے سرفراز کیے گئے۔ دو سال کے بعد انھوں نے بھی قضا کی منشی قادر خا

مولف تاریخ فرخندہ وسیر ہند لکھتا ہے کہ ہر سال اُستاد و اتالیق دونوں مرتے اور اُن کی جگہ نئے مامور ہوتے۔ بہرحال جب شہزادہ عبد اللہ بارہ سال کا ہوا باپ بیٹوں کی ملاقات کا دن نجومیوں نے اپنے علم کے موافق تجویز کیا اور بڑا جشن قرار پایا۔ وقت محمود و ساعت مسعود میں نجومیوں کی رائے کے موافق باپ اور بیٹے کی ملاقات ہوئی۔ مگر اللہ کو جو منظور ہے۔ وُہی ہوتا ہے۔ اسی سال بادشاہ نے تپ محرقہ سے بتاریخ (۱۳/ر) جمادی الاول ۱۰۳۵ھ بروز چہارشنبہ چونتیس ۳۴ سال ایک ماہ بیس روز کی عمر میں چودہ سال چھبین روز بادشاہ رہ کر دُنیا سے کوچ کیا۔ لنگر فیض اخر میں اس کا بھی گنبد ہے محمد قطب شاہ کو چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ حیات بخش بیگم بنت محمد قلی قطب شاہ کے بطن سے فرزند اکبر شہزادہ عبد اللہ کے علاوہ (جس کے تولد ہمایوں کا ذکر ہو چکا ہے) ایک دختر تھی جو محمد عادل شاہ کے نکاح میں دی گئی اور دوسرا شہزادہ ابراہیم مرزا عادل شاہ کی بہن کے بطن سے تھا جس نے اپنے والد کے روبرو قضا کی اور دو فرزند خورشید بی بی کے بطن سے تھے خورشید بی بی بادشاہ کی منظور نظر پیاری اور چہیتی معشوقہ تھی۔

عبد اللہ قطب شاہ کی بادشاہت قلعہ گولا س پر آدم خاں حبشی کی حکومت

محمد قطب شاہ کے انتقال کے بعد بارہ سال کی عمر میں عبداللہ
قطب شاہ نے اسی دن ۱۳ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کو تخت
شاہی پر جلوس کیا۔ یہ ملک دکن کے لیے پُر آشوب زمانہ تھا
شہنشاہ دہلی کے متواتر حملے نظام شاہی ملک پر ہو رہے تھے۔
نواب ارادت خاں سپہ سالار و دیگر افسران نامدار نظام شاہی
ملک میں داخل ہو کر قلعوں پر قبضہ کر رہے تھے عبداللہ قطب شاہ کے جلوس
کے پانچویں سال ۱۰۴۰ھ میں جنرل نصیر خاں المخاطب خاندوراں
نصرت جنگ بہادر نے مغلوں کی فوج کثیر کے ساتھ قلعہ قندھار
دکن کا جو مستحکم اور مشہور و معروف قلعہ ہے اور قلعہ کولاس سے
تخمیناً ۵۰ میل ہے محاصرہ کر لیا۔ چار مہینے اُنیس دن کی کوشش
اور ہزارہا جانوں کے تلف ہونے کے بعد بامداد نواب اعظم خاں
بہادر صوبہ دار دکن قلعہ فتح اور سرفراز خاں دکھنی قلعہ دار قندھار
مغلوب اور قلعہ پر شاہ جہاں شہنشاہ دہلی کا قبضہ ہو گیا۔ قندھار
دکن اور سرکار کولاس کی سرحد ملی ہوئی تھی اور قندھار دکن سے
قلعہ گولکنڈہ پر حملہ کرنے کے لیے قلعہ کولاس پر مغلوں کی یورش
کا کھٹکا لگا ہوا تھا۔ اس لیے پیش از پیش بخیال دوراندیشی
عبداللہ قطب شاہ نے آدم خاں حبشی اور اللہ قلی ترک کو مع فوج
دکھنی حفاظت و حراست قلعہ کولاس کے لیے روانہ کیا اور سرکار
کولاس کے حدود کے تمام جاگیرداروں و منیواروں و نایکواڑوں
و زمینداروں کو خلعت ہائے بیش بہا و حلقہ ہائے و طوق ہائے
مرصع و طلائی بھیج کر سرحد پر مستعد و ہشیار رہنے کی تاکید کی۔

افسران فوج قطب شاہی نے موقع مناسب پر فوجی چھاؤنیاں قائم کر دیں۔ لیکن مغلوں نے قطب شاہی ملک کی جانب پیش قدمی نہیں کی مؤلف حدیقۃ العالم کی تحریر ہے کہ افسران فوج مغلیہ کے نام شاہجہاں شہنشاہ دہلی کا فرمان نافذ ہو چکا تھا کہ قطب شاہی ملک پر یورش نہ کی جائے۔ جب منزل نصیر خاں جن کا اصل نام بعض کتب میں حمایت بیگ لکھا ہے۔ بعد فتح قلعہ قندھار اپنے آقا کے پاس واپس ہوا تو سرداران قطب شاہی مطمئن ہو گئے اللہ قلی ترک اور دوسرے افسر مستقر حیدرآباد کو واپس ہو گئے قلعہ کولاس آدم خاں حبشی کے سپرد ہوا اور خدمت عین الملکی بھی سرفراز ہوئی۔

نواب نصیر الملک بہادر کی قلعہ کولاس پر حکومت

آدم خاں حبشی کی عملداری کو تقریباً ایک سال گذرا تھا کہ بیجاپوری افسروں میں سے مرہری نامی سردار نے کولاس پر حملہ کر کے سرحد ملک قطب شاہی میں بے چینی پھیلا دی۔ اگرچہ اس وقت آدم خاں حبشی قلعہ کولاس میں موجود تھا۔ مگر مرہری کی فوج کو روکنے کا اس سے کچھ انتظام نہ ہو سکا اور محصور ہو گیا پیشگاہ دولت قطب شاہیہ سے مرہری کی سرکوبی کیلئے خواجہ افضل ترک راجبندری سے طلب کیے گئے اور آدم خاں حبشی کو ہٹا کر قلعہ کولاس نصیر الملک کے تفویض کیا گیا اور عین الملکی کی

خدمت بھی انھیں کو ملی۔ اس انتظام نے مرہبری کو پسپا کر دیا اور سرحد پہ امن قائم ہو گیا۔

فوج مغلیہ جنرل نصیر خاں کا ناندیڑ پر قیام اور افسران افواج قطب شاہیہ کا قلعہ کولاس پر اژدحام

مغلوں نے نظام شاہی ملک پر پورا قبضہ کر لیا۔ اب اُن کی توجہ بیجاپور کی جانب ہوئی اور آصف خاں سپاہ سالار شاہ جہانی نے بیجاپور کا محاصرہ کر لیا۔ عادل شاہی سلطنت میں بے امنی و تباہی پھیل گئی۔ ادھر جنرل نصیر خاں مع افسران نامی مغلوں کی فوج کثیر کے ساتھ ناندیڑ میں گوداوری گنگا کے ساحل پر خیمہ زن ہوا۔ عبداللہ قطب شاہ نے اس کے قبل ہی تحفہ ہائے گراں بہا و نذرانۂ معقول بذریعۂ شیخ محی الدین شاہجہاں شہنشاہ دہلی کے پاس روانہ کر دیا تھا۔ لیکن جنرل نصیر خاں اور افواج مغلیہ کے ناندیڑ پر قیام کرنے سے متردد ہو کر براہ حزم و احتیاط بہت سے سردار و سپاہ کولاس روانہ کر دیے اور نصیر الملک کو اسپ و شمشیر مرحمت ہوئی اور سپاہ سالاری کا خطاب ملا۔ ان کی ماتحتی میں سرداران نامی یولچی بیگ لوکچی خدا اوردی سلطان۔ قزلباش خاں۔ سوائی دیٹھوجی کاٹھیا عالم خاں۔ شیر محمد خاں۔ مظفر خاں۔ دھرمار اؤ نایکواڑی

ہزارہ جنگ دیوراؤ۔ بھالے راؤ۔ مقرر ہوئے جو اپنی اپنی سوار و پیدل فوج سے سرحد کولاس میں داخل ہو کر مغلوں کی فوج کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔ لیکن مغلوں نے اس طرف توجہ نہ کی۔ جنرل نصیر خاں چند روزہ قیام کے بعد مع فوج مغلیہ جانب دولت آباد راہی ہوا۔ سرداران قطب شاہیہ مع فوج بخیر و عافیت کولاس سے جانب حیدرآباد روانہ ہوئے یہ واقعہ سنہ ۱۰۴۱ھ کا ہے۔

حجاز خاں دکھنی اور یاقوت خاں حبشی کا حراست قلعۂ کولاس پر مقرر ہونا

واقعۂ بالا کے دو سال بعد سنہ ۱۰۴۳ھ میں جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ مہابت خاں سپہ سالار افواج مغلیہ نے دولت آباد کا قلعہ تسخیر کر لیا اور فوج مغلیہ ناندیڑ اور کولاس کے حدود میں جمع ہو رہی ہے۔ تو عبداللہ قطب شاہ نے شجاع الملک کو ان کی جاگیر موقوعہ تلنگانہ سے حیدرآباد بلا لیا جن کے ہمراہ ایک ہزار سوار کئی ہزار پیادے تھے۔ اور مستقر حیدرآباد سے حجاز خاں دکھنی اور یاقوت خاں حبشی کو حراست قلعہ کولاس پر روانہ کر دیا۔ قلعہ کی فصیل و برجوں کی ترمیم اور توپوں کی درستی شروع ہو گئی اور اسباب حرب و رسد کا معقول بندوبست بھی

فور آ گیا گیا۔ اس ضمن میں جملہ سرحدی قلعوں کی مرمت ہو گئی اور ہر ایک قلعہ پر دو دو افسر مقرر کیے گئے اس لیے قلعہ کو تاں پر کیا دو افسر بالاشتراک حکومت کرتے رہے۔

افواج مغلیہ کا حیدرآباد پر حملہ اور یاقوت خاں کا کولاس سے جانب حیدرآباد روانہ ہونا

عبداللہ قطب شاہ نے قلعہ کولاس و نیز سرحدات پر مناسب فوج متعین کر کے ناکہ بندی کر دی تھی۔ اور ہر ایک قلعہ پر بہادر و جنگجو سردار مقرر کیے تھے۔ مگر شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر ابن شاہجہان شہنشاہ دہلی کی تدبیر سے مغلوں کی فوج حیدرآباد کے قریب پہونچ گئی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ میر محمد سعید جو سادات اصفہان سے تھا۔ عبداللہ قطب شاہ کے پاس آکر زمرۂ ملازمین میں شامل ہوا اور رفتہ رفتہ اپنی عمدہ کارگزاری کے صلہ میں خطاب میر جملہ معظم خاں خانخاناں حاصل کیا۔ عہدہ سپہ سالاری کے بعد مرتبۂ وکالت و وزارت شاہی تک پہونچا حیدرآباد کے محلہ سلطان شاہی میں باغ و عالیشان محل تیار کیا اور تالاب بنوایا جو اب تک موجود اور میر جملہ کا تالاب مشہور ہے اس نے سید احمد کربلائی اور سید سلطان کو جو ہر دو سید زادے اور عالی خاندان ایران کے باشندے

اور مکہ معظمہ میں مقیم تھے بُلوایا اور اپنی دونوں بیٹیاں اِن دونوں سیدوں کے نکاح میں دینے کا قصد کیا۔ اِسی نیت سے اِن دونوں سیدوں کو دربار قطب شاہیہ میں پیش کر کے درجۂ امارت پر پہونچایا۔ بادشاہ کی نظرِ عنایت ہر دو سیدوں پر مبذول ہوئی اور اُس نے اپنی بیٹیوں کی نسبت ان دونوں سے ٹھیرائی۔ میر جملہ کی کرائی محنت رائیگاں ہوئی اور وہ بادشاہ سے پُر دل ہو گیا اس کے علاوہ ان ہی دنوں میں اور ایک واقعہ پیش آیا کہ میر جملہ کا بیٹا میر محمدؐ امین۔ شراب کی نشہ و بدمستی میں بادشاہ برآمد ہونے کے قبل داخل دربار شاہی ہوا۔ لیکن فرطِ نشہ اور دوران سر سے بدحال ہو رہا تھا مسند شاہی پر سو گیا اور قے کر دی۔ یہہ حرکت بادشاہ کی برہمی کا باعث ہوئی۔ اس نے دوسرے امرا کی عبرت کے لیے میر محمدؐ امین کی نظر بندی کا حکم دیا۔ میر جملہ اس تہتک سے دل برداشتہ ہو کر حیدرآباد سے دولت آباد کی جانب چلا گیا۔ شہزادہ اورنگ زیب نے جو اُس وقت وہاں موجود اور اورنگ آباد کی آبادی کی تجاویز سوچ رہا تھا۔ میر جلہ کی دلجوئی کی اور اپنے والد شاہ جہاں سے میر جلہ کو منصب جلیلہ پر رکھنے کی استدعا کی جو منظور ہوئی۔ پنج ہزاری منصب اور دو ہزار سوار کی افسری ملی اور عبد اللہ قطب شاہ کے نام فرمان شاہ جہانی پہونچا کہ میر محمد امین کی مزاحمت نہ کریں اور اس کو مع متعلقین روانہ کر دیں جب یہہ فرمان شاہنشاہی قاضی محمد عارف کشمیری کے ساتھ

عبداللہ قطب شاہ کے پاس پہونچا تو اُس نے اُس کی پرواہ نہ کی بلکہ حالت غیظ و غضب میں میر محمد امین کو مقید اور میر جملہ کا مال و اسباب ضبط کر لیا اور اس کے محلات پر پہرہ بندی کر دی۔ شہزادہ اورنگ زیب نے کچھ دنوں اس معاملہ کو ٹال دیا اور عبداللہ قطب شاہ کے نام ایک فرمان شاہجہانی روانہ کیا کہ سلطان محمد ابن اورنگ زیب مقام قلعہ اڈیسہ سے اپنے چچا محمد شجاع کی ملاقات کے لیے بنگالہ جاتا ہے اس کا گذر حیدرآباد پر سے ہوگا۔ اس کی حفاظت اور فوج کی رسد وغیرہ کا انتظام رکھا جائے۔ عبداللہ قطب شاہ فراہمی اسباب ضیافت میں مصروف ہو گیا۔ سلطان محمد ابن اورنگ زیب بتاریخ ہشتم ماہ ربیع الاول ۱۰۶۶ھ سرحد حیدرآباد مین مغلون کی فوج کے ساتھ داخل ہوا۔ اس کے بعد ہی دولت آباد سے اورنگ زیب بھی بالشکر جرار بتاریخ سوم ربیع الثانی سنہ الیہ حیدرآباد کی جانب روانہ ہوا۔ اس پر عبداللہ قطب شاہ کو گوناگون خیالات پیدا ہوئے اُس نے فوراً میر محمد امین، اسکی والدہ اور میر جملہ کے تمام سامان کو سلطان محمد کے پاس روانہ کر دیا مگر جب سلطان محمد حیدرآباد کے قریب آ ہی گیا تو عبداللہ قطب شاہ گھبرا کر حیدرآباد سے جواہر و طلاء و نقرہ اور دیگر قیمتی اسباب جس قدر ممکن ہو سکا ساتھ لیکر قلعہ گولکنڈہ مین چلا گیا۔ سلطان محمد بمقام حسین ساگر مع فوج خیمہ زن ہوا۔ قطب شاہی فوج نے مغلیہ افواج کو حسین ساگر سے ہٹانے کی کوشش کی لیکن اس کا نتیجہ برعکس نکلا ایک ہی حملہ میں

بادشاہت میں اور ۱۴ سال قید میں گذرے جس سے ظاہر ہے کہ سنہ ۱۰۹۸ھ
میں تاناشاہ بادشاہت سے سبکدوش ہوا اور ۱۴ سال قید میں
گذارنے کے لحاظ سے سنہ وفات ایکہزار ایکسو گیارہ یا بارہ ہونا چاہیے
(سنہ ۱۱۱۱ھ یا سنہ ۱۱۱۲ھ) چنانچہ منشی قادر خاں بیدری نے تاریخ فرخندہ میں
تاناشاہ کی وفات شب پنجشنبہ ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۱۱۲ھ بتلائی ہے
تاناشاہ کی قبر بمقام خلد آباد الیورہ کے پہاڑ کی جانب حضرت
سید یوسف راجو قتال قدس سرہٗ کے روضہ کے احاطہ میں ہے۔

تاریخ سوانح دکن میں جمع و خرچ ریاست حیدرآباد عمل ابوالحسن
تاناشاہ بابتہ سنہ ۱۰۹۷ھ جو درج ہے اُس کی نقل بجنسہ ذیل میں لکھی
گئی ہے۔

جمع بابتہ فصلی سنہ ۱۰۹۷

ریاست حیدرآباد

الف کروڑ

لک

الف

۶—۴۱۷۹۱۸۴۲

طرف کرناٹک یعنے ارکاٹ	سرکارات
لک	کروڑ
الف	لک
۱ر	۵ر
۱—۸۰۳۶۴۹۴	۵—۲۳۷۵۵۳۴۸

سرکارات

سرکروڑ

[illegible]

٥-٣٣٤٥٥٣٤٨

سرکار محمد نگر	سرکار سیدک	سرکار کولاس
[illegible]	[illegible]	[illegible]
١٣-١٥٣٤٨٣٩	٦-٣٥٢٦٠٨٩	٨-٤٠٤٢٤٨٠
سرکار ملنگور	سرکار ابلکنڈل	سرکار ورنگل
[illegible]	[illegible]	[illegible]
٧-٨٦٧٦٠٠	٤-١٢١٩٥٠٧	٧-٧٧٨٤٩١
سرکار کھمم منٹھ	سرکار دیور کنڈہ	سرکار پانگل
[illegible]	[illegible]	[illegible]
١٣-٦٢٩٣٢٣	١١٩٦١٦	١٤-٤٥٥٠١٧
سرکار مصطفی نگر	سرکار بھونگیر	سرکار اکن کرا
[illegible]	[illegible]	[illegible]
١٥-١٢٠٠١٦٠	٩-٩١٧٨٣٦	١٢-٥١٨٢٢٨

مغلوں نے دکھنی فوج کو منتشر کر دیا اور حیدر آباد لوٹ لیا۔ شاہی کارخانہ جات تاراج و برباد کر دیے۔ اس عرصہ میں اورنگ زیب بھی پہونچ گیا۔ جنگ چھڑ چکی تھی۔ دونوں مغلیہ لشکروں نے متفق ہوکر بمقابلہ قلعہ گولکنڈہ مورچے قایم کیے۔ عبداللہ قطب شاہ نے عادل شاہ سے امداد طلب کی اور قلعہ کولاس سے یاقوت خاں مع فوج جانب حیدر آباد روانہ ہوا اٹھارہ روز تک طرفین میں معرکہ آرائی رہی۔ آخر عبداللہ قطب شاہ نے اپنی والدہ ضعیفہ حیات بخش بیگم بنت محمد قلی قطب شاہ اور سید احمد کربلائی کو اورنگ زیب کے پاس بھیجکر صلح کی تحریک کی اور معافی چاہی اور ہمیشہ کے لیے اطاعت کا اظہار کیا اور اپنی لڑکی کو دو لاکھ روپیہ جہیز کے ساتھ سلطان محمد کے نکاح میں دینا قبول کیا درخواست منظور ہوا اور صلح نامہ مرتب ہوا اور عبداللہ قطب شاہ کی بڑی دختر کا عقد سلطان محمد ابن شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر سے ہوگیا۔ اورنگ زیب اپنے بیٹے اور بہو اور دو لاکھ روپیے کے علاوہ بہت کچھ مال و اسباب لیکر بتاریخ ۱۱ رجب سنہ ۱۰۶۶ ہجری جانب دولت آباد واپس ہوا اور شہر اورنگ آباد کو سنہ ۱۰۶۸ ہجری میں بسایا۔

عبداللہ قطب شاہ نے قلعہ گولکنڈہ کی مرمت کروائی اور قلعہ کے غربی و شمالی جانب بیرون حصار ایک کوہچہ تھا اسکے اطراف پختہ و مستحکم فصیل بنواکر داخل حصار کیا اس وقت وہ نئے قلعہ کے نام سے مشہور رہے۔

قلعہ کولاس میں برج بارہ امام کی تیاری

عبداللہ قطب شاہ کے دل پر مغلوں کی دہشت اثر کی ہوئی تھی۔ اس نے قلعہ گولکنڈہ کو وسیع کرنے کے علاوہ سرحدی قلعہ جات کی مناسب مرمت کروائی۔ چنانچہ قلعہ کولاس پر سید محمد طاہر مقرر ہوا۔ اس نے قلعہ کی غربی جانب ایک بہت بڑا برج تیار کیا۔ یہ برج دوسرے برجوں سے بلند ہے اس پر توپ بھی عمدہ رکھی ہے۔ سید طاہر نے تیمناً و تبرکاً اس برج کو بارہ امامی برج سے موسوم کیا۔ اس برج کے پتھر پر کتبہ میں مندرجۂ ذیل تحریر ہے جس کا ہر ایک مصرعہ اپنی اپنی بحر اور اپنے رنگ میں علیحدہ ہے۔

ھوالفیاض

بست ایں برج وقت خیر انام — نام ایں را نہادہ دوازدہ امام
من خاک پا غلام علی — ہست سید محمد طاہر نام

سنہ ۱۰۸۲ھ

عبداللہ قطب شاہ کی وفات قلعہ کولاس میں برج بارہ امام تیار ہونے کے ایک سال بعد بتاریخ سوم محرم سنہ ۱۰۸۳ھ بروز یکشنبہ عبداللہ قطب شاہ کا انتقال ہوگیا۔ لنگر فیض اثر میں اس بادشاہ کا عالی شان گنبد بنا ہوا ہے۔

ابوالحسن تاناشاہ کی بادشاہی کولاس پرسید محمدؐ طاہر کی عملداری ۱ء

عبداللہ قطب شاہ کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ صرف تین لڑکیاں تھیں یہ پہلی لڑکی سلطان محمد ابن اورنگ زیب عالمگیر کے نکاح میں تھی دوسری لڑکی کی شادی سید احمد کربلائی سے کردی تھی۔ تیسری لڑکی کی نسبت سید سلطان سے قرارپائی اور شادی کے رسوم بھی آغاز ہوچکے تھے۔ مگر سید احمد کو یہہ منظور نہ تھا کہ سید سلطان سے اُس کی سالی کی شادی ہو اُس نے بادشاہ کو بہت کچھ سمجھایا مگر بادشاہ نے ایک نہ مانی۔ اب صبح کو نکاح ہوا چاہتا تھا کہ سید احمد نے آخر کار بادشاہ سے کہدیا کہ اگر سید سلطان سے شہزادی کا نکاح ہوا تو میں یہاں سے اورنگ زیب کے پاس چلاجاؤں گا اور سید سلطان کی بُرائیاں پُر اثر تقریر میں بیان کرتا رہا۔ اس لیے مجبوراً بادشاہ کو اپنا خیال بدلنا پڑا۔ بعض مورخ بیان کرتے ہیں کہ وہ اور اُس کی بیوی اُس کی ساس اور خود دلھن خودکشی پر آمادہ ہوگئے تھے۔ بہرحال جو کچھ ہو سلطان کو اپنی رائے بدلنی پڑی چونکہ سامان شادی مہیا تھا اس نے اراکین سلطنت اور اپنی والدہ کے مشورہ سے لڑکی کا نکاح ابوالحسن سے کردیا

ابوالحسن المعروف تانا شاہ چغتائی نسل سے تھا اور بادشاہ کی والدہ حیات بخش بیگم سے قرابت قریبہ رکھتا تھا۔ عقد کے بعد جب توپیں سر ہوئیں اس وقت سید سلطان شب گشت کی تیاری میں تھا اور غسل کر رہا تھا جب اُس کو یہ خبر ملی غصہ کی حالت میں کارزار پر مستعد ہوا۔ لیکن یہہ برہمی بکار آمد نہیں ہوئی اور اُسی وقت حیدرآباد سے اورنگ آباد چلا گیا اور اورنگ زیب کی ملازمت اختیار کر کے میر جملہ کی بیٹی سے شادی کر لی۔ ابوالحسن تانا شاہ کی شادی کے چوتھے سال جب عبداللہ قطب شاہ کا انتقال ہو گیا تو وارثوں میں تخت نشینی کیلیے اختلاف پیدا ہوا۔ تانا شاہ ابوالحسن بے ریا فقیر منش خوش اخلاق ہر دلعزیز اور سخی تھا ہمیشہ امرا و ارا کین سلطنت سے بے تکلفانہ برتاؤ اور اچھا سلوک رکھتا تھا۔ اور جملہ ملازمین شاہی اُس کی دادو دہش و خوش خلقی سے راضی تھے۔ سید احمد کربلائی میں یہ باتیں نہ تھیں اُس کی رعونت و بخل نے لوگوں کو ناراض بنا رکھا تھا۔ اس لیے باتفاق آرا و بسبب رجحان عام سید مظفر مدار المہام سلطنت نے سید احمد کربلائی کو قید کر کے ابوالحسن کو بادشاہ بنا دیا۔

سید مظفر مدار المہام جس نے ابتدا ہی سے خطاب قبول نہیں کیا تھا سب امرا میں سربر آوردہ اور نہایت تجربہ کار و فرس مانا جاتا تھا وہ بڑی دیانت داری و خوش اسلوبی سے ایک عرصہ تک سلطنت کا کام انجام دیتا رہا جب بادشاہ کی طبیعت آرام طلبی

وعیش پسندی کی جانب مائل ہوئی اور بادشاہ کم برآمد ہونے لگا
تو سید مظفر نے ایسے تدابیر اختیار کیے جو بادشاہ کے مخل عیش
ہوئے۔ بادشاہ کی کچھ چلتی نہ تھی۔ سید مظفر جملہ کاروبار سلطنت پر
حاوی تھا اس لیے بادشاہ درپردہ اس کے استیصال کے درپے
ہوا۔ مادنا نامی سید مظفر کا اعتباری متصدی تھا۔ رفتہ رفتہ
پیشکاری کی خدمت پر پہونچ گیا تھا۔ سید مظفر کو اُس پر بڑا اعتبار
تھا۔ بادشاہ کا منشا پاکر مادنا نے حکمت عملی سے سید مظفر کے
پاس اپنا اقتدار و اعتبار اور بڑھالیا اور ہرایک سررشتہ میں
اپنے اعتباری عہدہ دار بتدریج بھرتی کرلیے اور ان امراء کو
جو سید مظفر کے خلاف تھے لالچ بتلاکر اپنا طرفدار بنالیا اور
جملہ کارخانجات پر حاوی ہوکر بادشاہ کو اطلاع کی۔ بادشاہ نے
ایک دم سید مظفر کو معزولی کا حکم سنادیا اور قلمدان وزارت
مادنا کو عطا فرمایا۔ مادنا نے اپنے بھائی اکنا (ریکنا) کو پیشکاری
کی خدمت دلوادی اور بادشاہ کے لیے عیش وعشرت کے عمدہ اسباب
فراہم کردیئے جس سے بادشاہ لہو ولعب اور عیش پرستی میں
مشغول ہوگیا۔ چونکہ بادشاہ کم برآمد ہوا کرتا تھا اس لیے۔ اس
کے نازک دماغی کے افسانے شہرت پانے لگے۔ مادنا اور اکنا
دونوں سلطنت قطب شاہی کے مختار عام بن گئے۔ بعض مورخ
لکھتے ہیں کہ مادنا و اکنا کرناٹک کے رہنے والے تھے۔ بعض کا
بیان ہے کہ میسرم کے قریب کسی موضع کے پٹواری تھے اور میسرم
میں سکونت اختیار کی تھی خیر جو کچھ بھی ہو اُنھوں نے چھوٹی خدمت سے

ایک اعلیٰ منصب حاصل کیا ۔ مادنا اپنے مذہب کا ایک پیرو تھا اُس نے بہت سے مندر بنوائے اور قدیم اہلکاروں کو برطرف کرکے اپنے ہم قوم برہمنوں کو بڑی بڑی خدمتوں پر مقرر کیا اور سپاہ کی تنخواہ کم کر دی ۔ خاندانی اور ایرانی امرا کو بے اقتدار بنا دیا اور تعصب مذہبی سے مسلمانوں کو تنگ کر دیا ۔ جس کی تفصیلی کیفیت تاریخ قطب شاہی اور حدیقۃ العالم میں دیکھنی چاہئے

تانا شاہ کے عہد حکومت میں قلعۂ کولاس پر سید محمد طاہر کی عملداری تھی جن کا تقرر عبداللہ قطب شاہ کے آخر زمانہ میں ہوا تھا ۔ اور یہ مقام سرکار کولاس کے نام سے مشہور تھا ۔ اسکے ماتحت پانچ پرگنے تھے اور اُس کا محاصل سات لاکھ ۔ بیالیس ہزار چار سو ۔ اسی روپیہ ۔ آٹھ آنہ تھا ۔ یہ محاصل ابتدائی عملداری سید محمد طاہر زمانہ شاہی تانا شاہ بابتہ ۱۰۸۷؁ ہجری) کا ہے تاریخ سوانح دکن مؤلفہ منعم خاں ہمدانی جو ۱۰۹۷؁ میں تالیف ہوئی ہے اس میں سرکار کولاس کے محاصل کی جو تفصیل درج ہے بجنسہ اسکی نقل کیجاتی ہے ۔

سرکار کولاس

پنج محال کامل شش لک پنجاہ و پنجہزار ہفتصد بست
روپیہ با ڈکم چہار آنہ
(۶۵۵۷۲۰ - ۴ - ۹)

حُدُودُ

شرقی سرکار میدک غربی برخی پرگنات ناندیڑ ملحق بہ محال محمد آباد
شمالی محلات ایلگندل جنوبی ہم بعض محلات ایلگندل و بعض پرگنات ایلگندل
کوہ قلعۂ سرکار کولاس با کوہ ہاے سرکار میدک و محمد آباد
باہم پیوستہ

پرگنہ حویلی کولاس۔ دو لک شصت پنجہزار ۶۵ نو دو سہ روپیہ ۹۳
دو آنہ و پاو بالا ۲ پائی ۳

پرگنہ اڈلور چہل سہ ہزار ۴۳ ہفت صد سی شش روپیہ ۳۶
پانزدہ ۱۵ آنہ پاو بالا ۳

پرگنہ ساتولی یک لک بست شش ہزار ۲۶ بست ہشت روپیہ ۲۸
پاو کم چہار آنہ ۳/۹

پرگنہ گاندھاری سی و شش ہزار ۳۶ پانصد نود روپیہ ۵۹۰
نیم ۶ آنہ

پرگنہ ناراین کھیڑہ یک لک ہشتاد و سہ ہزار ۸۳ چہار صد ہفتاد ۱۷۴
یک روپیہ چہار آنہ

شاہی فوج نے بھی لوٹ کھسوٹ شروع کردی آخر شہزادہ نے بذریعہ کوتوال امن قایم کرایا۔ شاہنشاہی افواج اور قطب شاہی فوج میں معرکہ آرائیوں کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ تاناشاہ نے بذریعۂ سعادت خاں اپنے قصور کی معافی چاہی۔ اور سعادت خاں نے اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت میں معافی قصور کی درخواست پیش کی۔ اُس کے جواب میں اورنگ زیب عالمگیر کا جو فرمان نافذ ہوا اُس کا خلاصہ مضمون یہ ہے:۔

"ابوالحسن ناعاقبت اندیش کی بداعمالیاں احاطۂ تحریر و تقریر سے متجاوز ہو چکی ہیں جس میں سے اقل قلیل یعنی فیصدی ایک بیان کیے جاتے ہیں۔ زمام سلطنت دو کافر مادنا واکنا کے قبضہ میں دیدی۔ سادات و مشائخین و علما و فضلا کو بے اختیار کر کے ان کافروں کے ہاتھ میں دیدیا فسق و فجور کو رواج دیا۔ علانیہ شراب خواری کی۔ کفر و اسلام ظلم و عدل میں فرق نہ رکھا فوج اسلام کے مقابلہ میں کافروں کی مدد کی یعنے سنبھا جہنمی کی امداد میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا ایک لاکھ ہن سنبھا کو دیا مذہب اسلام کے کسی حکم پر کاربند نہیں ہوا اور ہمارے فرامین کی مطلق پرواہ نہیں کی اب عفو تقصیر کی امید رکھنا عبث ہے۔"

اس فرمان کے مضمون کا فوجی عہدہ داروں میں چرچا ہوا قدیم افسران فوج قطب شاہی مادنا واکنا کے ہاتھوں تنگ آگئے تھے اور موقع ڈھونڈتے تھے کہ کسی طرح ان بانیان فساد کی بیخکنی کریں مگر وہ دونوں ملک و سلطنت سے زیادہ اپنی جان کی

حفاظت کرتے تھے اتفاقاً دہ دونوں بھائی دیوان و پیشکار فصیل قلعہ کے قریب کسی اہم مشورہ میں ہمہ تن مصروف تھے مخالف سرداروں نے گھیر لیا اور دونوں کا سر کاٹ کر شہزادۂ شاہ عالم کے پاس بھیجدیا اور صلح چاہی۔ شہزادہ نے اپنی سفارش کے ساتھ درخواست صلح شاہنشاہ کی خدمت میں بھیجی جو منظور ہوئی اور شہنشاہ نے میر ہاشم و میر عبدالکریم سرداروں کے ہمراہ تانا شاہ کے لیے خلعت ادہر روانہ کیئے ابھی وہ حیدرآباد نہیں پہونچے تھے کہ بوجہ قحط و گرانی غلہ شہزادہ حیدرآباد سے مع فوج جانب قصبہ کوہیر روانہ ہوگیا۔ اسکے بعد ہی میر ہاشم و میر عبدالکریم سرداران فوج شاہنشاہی خلعت لیکر حیدرآباد کے قریب پہونچے ان کے ہمراہ تھوڑی سی فوج بھی تھی بنابراں دکھنیوں میں یہ شہرت ہوگئی کہ خلعت کا بھیجا جانا محض دھوکہ دہی کے ہے دوبارہ مغلیہ فوج آرہی ہے۔ تانا شاہ نے اس افواہ کو بلاتحقیق صحیح باور کرلیا اور فوج مغلیہ کے مقابلہ کے لیے شرزہ خاں وعبدالرزاق لاری کو دکھنی فوج کی افسری سے ممتاز کرکے بھیجدیا فوج مغلیہ تھوڑی تھی اس لیے اچانک حملہ سے مجروح و منتشر ہوگئی میر ہاشم اور بعض سردار زخمی ہوکر گرفتار ہوگئے بقیۃ السیف واپس چلے گئے۔ اس خبر کے پہونچنے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے نواب قلیچ خاں بہادر کو بھیجکر شہزادہ کو واپس بلا لیا۔ شہزادہ فوجی چارج بہادر موصوف کے سپرد کرکے حسب الطلب باپ کے پاس روانہ ہوگیا نواب قلیچ خاں بہادر مہم گولکنڈہ پر مقرر ہوئے

اور معرکہ آرائی شروع ہوئی۔ اورنگ زیب عالمگیر بتاریخ بست و یکم شعبان ۱۰۹۷ھ بیجاپور پہونچا اور ماہ ذیقعدہ میں قلعۂ بیجاپور فتح ہوگیا۔ اورنگ زیب عالمگیر نے سکندر عادل شاہ بادشاہ بیجاپور کو قید کرکے قلعۂ دولت آباد کی جانب روانہ کردیا اور آپ بغرضِ زیارت حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ ماہ محرم ۱۰۹۸ھ میں داخل گلبرگہ ہوا۔ اب تانا شاہ بہت پریشان ہوگیا اور بذریعہ سعادت خاں خوانچہ ہائے زیور و جواہرات پیش کش کرکے اپنے قصورات کی معافی چاہی۔ مگر عالمگیر اورنگ زیب نے اپنا خیال نہ بدلا جب تانا شاہ مایوس ہوگیا تو شیخ منہاج و شرزہ خاں و مصطفےٰ خاں المعروف عبد الرزاق لاری اور دوسرے سرداران مبارز پیشہ کو فوج کثیر کے ساتھ شاہنشاہی فوج کے روکنے کے لیے روانہ کیا اور سرداران فوج کو تاکید کی کہ جب فوج شہنشاہی پر فتح حاصل ہوجائے تو اورنگ زیب عالمگیر کو حتے المقدور زندہ گرفتار کرنے کی کوشش کرنا اور باعزاز و اکرام لانا۔ حیدرآباد سے دو منزل پر قطب شاہی و عالمگیری فوج کا مقابلہ ہوا اور خفیف خفیف معرکہ آرائیاں ہوتی رہیں۔ اس عرصہ میں نواب غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ سپہ سالار شاہنشاہی جو بعد فتح بیجاپور تسخیر قلعہ ابراہیم گڑھ پر مقرر ہوئے تھے اس قلعہ کو فتح کرکے واپس آگئے اس لیے شاہنشاہی فوج میں تازہ جوش و ہمت پیدا ہوگئی اور قطب شاہی فوج نے ہمت ہاردی ایک سخت معرکہ کے بعد قطب شاہی فوج منتشر ہوکر قلعۂ گولکنڈہ میں

واپس آگئی۔ ۲۴ ربیع الاول ۱۰۹۸ھ کو اورنگ زیب عالمگیر گولکنڈہ کے قریب پہونچا۔ شاہنشاہی سرداروں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور جابجا مورچے قایم کر دیے۔ قلعہ پر سے بھی توپیں سر ہونے لگیں اور طرفین سے معرکۂ جدال و قتال گرم ہوا۔ اس ہنگامۂ رستخیز میں نواب قلیچ خاں بہادر کے شانہ پر جو سرگرم کارزار تھے ایک زنبورک کا گلولہ لگا اور ہاتھ پاش پاش ہو گیا۔ آپ اسی حالت میں گھوڑے پر سوار اپنے قیامگاہ پر پہونچے۔ مولف حدیقۃ العالم لکھتا ہے کہ عمدۃ الملک اسد خاں جب آپ کی عیادت کے لیے گئے اُس وقت جراحان تیزدست مجروح شانہ سے استخوان کے ریزے نکال رہے تھے اور آپ مستقل مزاجی سے دوزانو بیٹھے ہوئے بلا چین جبین حاضرین سے سرگرم گفتگو تھے اور دوسرے ہاتھ سے قہوہ پی رہے تھے اس ہی صدمہ سے آپ نے قضا کی۔ بعض مورخین لکھتے ہیں کہ اسی روز ۲۴ ربیع الاول ۱۰۹۸ھ کو انتقال ہوا بعض کا بیان ہے کہ دوسرے یا تیسرے روز رحلت فرمائی قصہ مختصر قلعۂ گولکنڈہ پر آٹھ مہینے دس روز تک عالمگیری فوج کا محاصرہ رہا اور طرفین سے ہزارہا جانیں تلف ہوئیں اور بڑے بڑے قطب شاہی سرداروں نے تاناشاہ کی رفاقت چھوڑ کر عالمگیری فوج میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل کیا صرف اعلی درجہ کے دو سردار باقی رہ گئے تھے ایک عبدالرزاق لاری المخاطب مصطفی خاں دوم عبداللہ خاں افغان پنی ان کو بھی ملازمان شاہنشاہی نے سازباز کرنے

اور لالچ دلانے میں کمی نہیں کی۔ عبدالرزاق لاری نے تو فرمان
و قول شش ہزاری کو جو منجانب اورنگ زیب عالمگیر وصول
ہوا تھا پھاڑ کر پھینک دیا اور صاف انکار کیا لیکن عبداللہ خاں
افغان پنی نے شاہنشاہی افسروں سے سازش کرلی اور دروازہ
قلعہ جو (کھڑکی کے نام سے مشہور ہے) کھول دینے کا وعدہ کر لیا
اور اس فصیل قلعہ کی نشاندہی کردی جو توپوں کی زد سے ناقص
و ناکارہ ہو گئی تھی۔ ماہ ذیقعدہ کی تیئیسویں تاریخ کو رات کا نصف
سے زیادہ حصہ گذرنے کے بعد عبداللہ خاں پنی نے وعدہ کے
موافق حفاظت فصیل و دروازہ سے اپنی فوج ہٹالی اور دروازہ
کھول دیا۔ افسران فوج شاہنشاہی روح اللہ خاں مختار خاں
و رنمست خاں و صف شکن خاں۔ اور خواجہ مکارم خاں اپنی
اپنی فوج لیکر قلعہ میں گھس گئے۔ عبدالرزاق لاری سردار فوج
قطب شاہی کو جب یہہ خبر ہوئی تو بلا زین گھوڑے پر سوار ہو کر
جب تک ہوش رہے اپنے جاں نثار سپاہیوں کو لیا ہوا لڑتا رہا
آخر کار بلا تعداد زخم اس کے بدن پر آگئے اور خون کی روانی
نے اس کو بیکار کر دیا تو بلا زین نے اس کو گھر پہونچا دیا۔ قتل عام
کے بعد تھوڑے عرصہ میں عالمگیری فوج سے قلعہ بھر گیا۔ شاہی
محل میں کہرام مچا ہوا تھا۔ تانا شاہ نے محل میں جاکر ہر ایک کو
تسکین دی اور قسمت پر شاکر رہنے کی تلقین کی اور سب سے
وداع ہو کر اور لباس بدل کر دیوان خانہ میں برآمد ہو کے
نئے مہمانوں کی آمد کا منتظر بیٹھا رہا وہ وقت تانا شاہ کے

خاصہ تناول کرنے کا تھا دسترخوان چننے کا حکم دیا۔ اس عرصہ میں روح اللہ خاں اور مختار خاں افسران فوج شاہنشاہی دیوان خانہ میں بلا مزاحمت داخل ہو کر آداب بجا لائے اور عرض کی کہ شہزادہ اعظم شاہ عالم ملاقات کے منتظر ہیں ان کے خیمہ تک قدم رنجہ فرمائیں تو مناسب ہے۔ تانا شاہ نے شاہی طریق پر سلام کا جواب ادا کیا اخلاق و مستقل مزاجی و تبسم آمیز چہرہ سے بہ کشادہ پیشانی معمولی گفتگو کرتا رہا جس میں جنگ کے متعلق کوئی تذکرہ نہ تھا اس عرصہ میں خادم نے عرض کیا کہ خاصہ تیار ہے۔ تانا شاہ نے نئے مہمانوں سے شرکت کی خواہش کی سب نے انکار کیا مگر روح اللہ خاں دو فوجی عہدہ دار ساتھ لے کر شریک ہوا تانا شاہ اطمینان سے کھانا کھا رہا تھا روح اللہ معرکۂ جنگ سے سراسیمہ اور تھکا ہوا تھا از روئے استعجاب عرض کیا کہ یہ کوئی کھانا کھانے کا وقت ہے تانا شاہ نے تبسم کر کے کہا کہ اطمینان سے کھانا کھانے کا یہی وقت ہے جس بات کا خوف لگا رہتا تھا وہ جاتا رہا۔ بار گراں سلطنت سے سبکدوشی حاصل ہو گئی ہے اور اس وقت میں بہت ہی مطمئن ہوں الغرض بعد تناول طعام مالۂ مروارید گلے میں پہن کر گھوڑے پر سوار ہو کر سرداران شاہنشاہی کے حلقہ میں قلعہ کے دروازہ کے متصل شہزادہ محمد اعظم شاہ کے ڈیرے کے پاس پہونچا اور ملاقات کے وقت مالۂ مروارید اپنے گلے سے نکال کر شہزادہ کے گلے میں پہنا دیا۔ شہزادہ نے تانا شاہ کو تسلی دی اور اپنے

کا الدا اورنگ زیب عالمگیر کے خیمہ کے پاس لایا مگر اُس نے ملاقات نہیں کی اور بغیر رو برو طلب کرنے کے حکم دیا کہ ابوالحسن کو اعزاز و اکرام سے علیحدہ خیمہ میں رکھیں چنانچہ وہ مع اپنے فرزند کے علیحدہ خیمہ میں فوجی کیمپ کے پاس نظر بند رہا۔ اس واقعہ کی تاریخ نعمت خان عالی نے کیا خوب کہی ہے۔

قطعہ تاریخ

بوالحسن داشت جا بہ چار محل ۔۔۔ بدرش کرد ازاں مکاں تقدیر
چوں بروں رفت او بجائش نشست ۔۔۔ شاہ اورنگ زیب عالمگیر

چار محل کے اعداد (۲۸۲) سے ابوالحسن کے اعداد (۱۵۸) کو منہا کر دیں تو (۱۲۴) باقی رہتے ہیں اس میں شاہ اورنگ زیب عالمگیر کے اعداد (۹۷۴) جمع کر دیں تو سنہ تاریخ فتح (۱۰۹۸) ہجری برآمد ہوتا ہے۔

بعد انتظام شہر حیدرآباد و قلعۂ گولکنڈہ جب اورنگ زیب بیدر کی جانب ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۰۹۹ھ میں واپس ہوا تو تاناشاہ کو جان نثار خاں کے ہمراہ قلعۂ دولت آباد میں بھیجدیا اور تاناشاہ دولت آباد کے چینی محل میں تا قید حیات نظر بند رہا۔

تاناشاہ کا سنہ وفات کسی مستند تاریخ سے صحیح نہیں معلوم ہو سکتا البتہ مشہور ہے کہ تاناشاہ کے ۱۴ سال طفلی میں اور ۱۴ سال تحصیل علوم میں اور ۱۴ سال اپنے مرشد سید شاہ راجی قتال قدس سرہ کی خدمت اور فقیری لباس میں اور ۱۴ سال

سرکار گولکنڈہ

[illegible]

۱۴-۱۰۵۱۵۱۷

سرکار رگھن پورہ

[illegible]

۴-۵۱۳۳۸۴

سرکار مرتضیٰ نگر

[illegible]

۴-۱۱۶۷۷۰۹

سرکار مچھلی پٹن

[illegible]

۵۴۰۰۰۰

سرکار نظام پٹن

[illegible]

۲۸۷۰۰۰

سرکار راج مندری

[illegible]

۶۲۸۸۵۳

سرکار ویلور

[illegible]

۱۵-۶۹۰۴۴۸

سرکار سیکاکول

[illegible]

۹۹۰۲۴۲

سرکار کال الماس

[illegible]

۲۵۵۰۰۰

طرف کرناٹک یعنی ارکاٹ

[illegible]

۱-۸۰۳۶۴۹۴

مصارف سالانہ

دو کروڑ

[illegible]

[illegible]

۹-۲۳۸۴۰۸۷۱

پیش کش شاہان ہند	انعام متصدیان ہند
[illegible]	[illegible]
[illegible] ہزار	[illegible] ہزار
۴۴۳۴۰۰۰	۵۶۶۰۰۰

اخراجات سلطان	تنخواہ داران وغیرہ
	یک کروڑ
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
۲۲۷۱۷۳۴	۹-۱۶۵۶۹۱۳۷

خاصہ	نذر حضرت پیر ارشاد پناہ حسینی صاحب مرشد سلطان	سواران	سخنی ملازمان بیدستخط وغیرہ
		یک کروڑ	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	[illegible] ہزار	[illegible]	[illegible]
۶۰۰۰۰	۳۹۷۸۰۰	۱۰۰۱۸۷۱۹	۹-۱۸۲۸۳۵۷

لنگر	کندوری یعنی نیازات	توپ خانہ فرنگ	تنخواہ متعلقین سلطان
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
١٢٦٠٠٠	٥٠٠٠٠	١٨٤٤٢٧	٤٩٣٨٠٠
لنگرخانہ امین ہامین	مشعلی و روشنائی	درماہا برہمنان فارسی نویس	ماہوار مسلمانان و یتیمان
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
٢٠٨٠٧٠	٣١٥٠٠	٢٢٣٨٠٠	٦٣٥٠٠٠
اخراجات کندیدن کانات	جاسوس یعنی ہرکارہ	عیدی محلہا	خرچ عاشورخانہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
٣٠٩٠٠	٧٥٠٠	١٠٥٥٠	٢٦٤٤٥٠
انعام دیولہا	مشاہرہ ارباب نشاط	نوکران قلعجات	ملازمان بیجاپور
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
٦٤٧٢٥	٣٢٤٠٠٠	٣٠٠١٠٣٤	٩٠٠٠٠٠

لہ

معتاد مرحوم سیواجی سیبندی محالات خالصہ

[illegible] [illegible]

رسالہ [illegible]

۳۰۰۰۰ ۱۳۱۲۳۹

باقی

یک کروڑ

[illegible]

[illegible]

۱۳/

۱۳-۱۷۹۵۰۹۷۰

کولاس کی قدیم آبادی کا زوال اور قلعداران عالمگیری کا حال

کل من علیہا فان

جو پیدا ہوگا وہ ایک نہ ایک دن ضرور مرے گا۔ جو گہوارہ میں سوئیگا وہ قبر کو بھی لامحالہ دیکھے گا۔ اسی طرح عمارت کیسی ہی پائدار بناؤ ایک دن کھنڈر ہو جائینگی عروج و زوال کا چکر نہ صرف انسان بلکہ دنیا کے تمام افراد کے ساتھ برابر لگا ہوا ہے۔ کولاس جو قطب شاہی عہد مین کمال عروج حاصل کر چکا تھا اس سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی برباد ہوگیا۔ کولاس کی آبادی اور فوجی چھاؤنیاں قلعہ کے جنوبی دروازہ کے باہر تھیں اور اس کی وسعت تالاب تک تھی اور یہاں سے نارائن کھیڑ تک فوج کی آمد و رفت کے لیے وسیع رستہ بنا ہوا تھا اور قلعہ میں اس ہی دروازہ سے آمد و رفت کی کثرت تھی جس کا ثبوت فی الوقت دروازہ کے فرش کے فرسودہ پتھروں سے بخوبی مل سکتا ہے۔ عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں جب افواج مغلیہ نے نانڈیڑ و قندھار پر قبضہ کر لیا تو قطب شاہی جرار فوج اور بہادر افسر حفاظت سرحد کے لیے کولاس میں

متعین تھے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور یہہ کولاس کیلیے
انتہائے عروج کا زمانہ تھا۔ بعد فتح بیجاپور جب فوج عالمگیری
بالائے گلبرگہ۔ وچیتاپور و سیڑم حیدرآباد روانہ ہوئی۔ تو
کولاس کی جملہ فوج وافسر دناگواڑی حیدرآباد چلے گئے۔
چھاونیاں ویران ہوگئیں امساک باراں اور افواج کی
نقل و حرکت و فراہمی رسد کے تشدد سے رعایا یونہی پریشان ہورہی
تھی ابوالحسن تاناشاہ کے قید ہوجانے اور حکومتیں انقلاب پیدا ہونے سے
اور بھی تباہ و برباد ہوگئی۔ اس کس مپرسی کی حالت میں
لٹیرے زمینداروں نے اودھم مچادی۔ ہرجگہ بدامنی ہوگئی۔
اور مرض طاعون بیجاپور میں پھوٹ پڑنے اور اُس کے
اثرات دور دراز مقامات پر پھیلنے کی افواہ نے رہے سہے
اوسان کھو دیے۔ منشی قادر خاں بیدری کی فارسی تحریر مندرجہ
تاریخ فرخندہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام دکن طاعون سے
متاثر ہوگیا تھا ہم اس تحریر کا لفظی ترجمہ کردیتے ہیں۔
سنہ ۱۱۰۰ ہجری مطابق سنہ ۳۳ جلوس عالمگیری کا ایک عجیب واقعہ
لکھا جاتا ہے کہ تسخیر دکن کے زمانہ میں طاعون دو قسم کا شائع ہوا تھا
ہزارہا مخلوق غرق بحر فنا ہوگئی تفصیل اس کی یہہ ہے کہ طاعون کا
دانہ عناب و کنار کے برابر بغل میں یا کان کے نیچے ہزارہا
امراء کو پیدا ہوا بعض کو بھی دانہ اعضائے انسانی کے کسی
عضو پر ظاہر ہوا حدقہ چشم میں سرخی اور شدت سے تپ اور
حرارت معلوم ہوتی تھی زندگی کی امید باقی نہ رہتی۔ ہزارہا

غیر مشہور آدمی راستے اور بازاروں میں مرجاتے بہت کم آدمیوں کو گور و کفن میسر ہوتا۔ لشکر بیجاپور اور لشکر شہنشاہی میں یہ مرض پھیل گیا۔ بستیوں کے اکثر لوگ گھروں میں مردوں کو چھوڑ کر باہر سے دروازے بند کر کے چلے جاتے۔ بیجاپور اس قدر ویران ہوا کہ ہزار میں سے ایک بھی باقی نہ رہا۔ ابتدا اس حادثۂ عالم سوز کی اواخر سی و سہ سال جلوس عالمگیری سے ہوئی اور اس کا اثر (۷) سال تک رہا اس کے بعد بتدریج دفع ہوا ملکِ دکن اس قدر ویران ہو گیا کہ بارہ بارہ کوس تک آدمی کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ عالمگیر بادشاہ نے از سر نو بستیاں آباد کیں ایک دو سال میں زر تحصیل وصول اور جمع کامل قرار پائی۔ چنانچہ اب تک لفظ جمع کامل دفاتر سرکاری میں لکھا جاتا ہے ؎

اس پر آشوب زمانہ میں فوج اہنا یکو اڑیوں کے چلے جانے سے ہر طرف طوفان بے تمیزی برپا تھا جدھر دیکھو لوٹ مار کوئی شخص اپنے گھر میں چین سے نہ بیٹھ سکتا تھا۔ غلہ کی عدم میسری علاوہ پانی کی قلت بھی تھی اس لیے قدیم کولاس کے رہے سہے باشندے قلعہ کے دامن میں شمالی دروازہ کی جانب ملکاپور میں پناہ گزین ہوئے ان کے قیام کی بدولت ملکاپور کا نام کولاس مشہور ہو گیا اور قلعہ کے جنوب رویہ آبادی کا نشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

فتح قلعہ گولکنڈہ کے بعد منجانب سلطنت دہلی صوبیداری

حیدرآباد کے ماتحت قلعداران کولاس کا تقرر ہوتا رہا جنہوں نے اپنا مستقر ملکاپور کو ہی قرار دیا اور دفاتر سرکاری میں اسی کا نام کولاس لکھا جاتا تھا اب تک وہی علمدرآمد ہے۔ عالمگیری قلعداروں میں اخلاص خاں و خونی خاں یکے بعد دیگرے مشہور قلعدار گذرے ہیں جن کے زمانہ میں موجودہ کولاس کی آبادی نے بڑی ترقی کی اور انھیں کے بنائے ہوئے پختہ مساجد اب تک موجود ہیں لیکن مساجد کے قریب اس وقت آبادی باقی نہیں ہے۔

صوبہ داران سلطنتِ مغلیہ کی حیدرآباد پر حکومت

قطب شاہی حکومت کے خاتمہ کے ساتھ ہی اورنگ زیب عالمگیر نے حیدرآباد کا لقب دارالجہاد دفاتر سرکاری میں لکھنے کیلیے فرمان صادر فرمایا اور رعایائے حیدرآباد کی قسمت سید بہادر دل خاں المخاطب جاں سپار خاں بہادر کے ہاتھ میں آگئی اس وقت صوبہ حیدرآباد کے تحت بائیس ۲۲ ضلع تھے اور ضلع کو لفظ سرکار سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ بائیس اضلاع کی تفصیل یہ ہے۔

۱ سرکار محمد نگر گولکنڈہ	۲ سرکار بھونگیر	۳ سرکار دیورکنڈہ
۴ سرکار میدک	۵ سرکار نلگنڈہ	۶ سرکار پانگل
۷ سرکار کویلکنڈہ	۸ سرکار گھن پورہ	۹ سرکار ایلگندل
۱۰ سرکار آرام گیر	۱۱ سرکار کھم	۱۲ سرکار ورنگل

۱۳ سرکار مرتضیٰ نگر	۱۴ سرکار مصطفیٰ نگر	۱۵ سرکار مچھلی بندر
۱۶ سرکار راج مہندری	۱۷ سرکار نظام پٹن	۱۸ سرکار کان الماس
۱۹ سرکار سیکاکول	۲۰ سرکار دیلور	۲۱ سرکار ملنگور
۲۲ سرکار کولاس		

جب جاں سپار خاں صوبہ دار حسب فرمان اورنگ زیب ابوالحسن تاناشاہ کو قلعۂ دولت آباد میں پہونچانے کے لیے روانہ ہوا تو روح اللہ خاں میر بخشی نگرانکار صوبہ دار رہا اور بعد واپسی جانسپار خاں جائزہ صوبہ داری دیکر اپنی اصلی خدمت پر واپس ہوا۔ جاں سپار خاں سنہ ۱۲[illegible]ھ میں طبعی موت سے انتقال کیا تو اس کے بیٹے رستم دل خاں کو صوبہ داری ملی۔

مولف حدیقۃ العالم لکھتا ہے کہ بادشاہ عالمگیر نے صوبہ داری حیدرآباد اپنے چھوٹے بیٹے شہزادہ کام بخش سے نامزد کرکے اسکی نیابت صوبہ داری حیدرآباد پر رستم دل خان فرزند جانسپار خاں کو مقرر کیا۔ سنہ ۱۱۱۸ھ میں رستم دل خاں کا فوجداری کرناٹک پر تبدل ہوا اور داؤد خاں بن خضر خاں کو منصرمانہ صوبہ داری ملی۔

شہزادہ کام بخش کا حیدرآباد پر حملہ اور رستم دل خان کی موت

شہزادہ کام بخش کو جب خبر ملی کہ بتاریخ ۲۸ ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ اسکے والد اورنگ زیب نے وفات پائی اور شاہ عالم بہادر شاہ

۸۲۹۶۰

ولی عہد سریر آرائے سلطنتِ دہلی ہوا تو شہزادہ نے رستم دل خاں کو بہت سے عہد و پیمان کے بعد کرناٹک سے اپنے قیام گاہ بیجاپور کو بلوایا اور رستم دل خاں کی امداد سے حیدرآباد پر قبضہ کرلیا چونکہ شہزادہ متلون مزاج تھا اور اس نے طرح طرح کی بے اعتدالیاں شروع کردی تھیں اس لیے اکثر امرا اس سے متنفر و ناراض تھے مولف تاریخ فرخندہ لکھتا ہے کہ شہزادہ خلاف عہد و پیمان رستم دل خاں کی تخریب کے درپے ہوگیا تھا اس لیے رستم دل خاں نے جامع مسجد میں چند امرائے ہمراز سیف خاں۔ و احمد خاں معتمد خاں وزاہد خاں و میر احمد حیدرآبادی سے اپنے بچاؤ کے متعلق مشورہ کیا تھا بعض خود غرضوں نے شہزادہ کو سمجھا دیا کہ رستم دل خاں ونیز چند امرا آپ کو نظر بند کرنے کی کوشش میں ہیں اور جامع مسجد میں روزانہ مشورے ہو رہے ہیں۔ شہزادہ نے رستم دل خاں کو قید کرلیا اور بلا تحقیقات اس کے متعلقین اور قرابت داروں کو بے پردگی اور بے حرمتی کے ساتھ محل سے باہر نکالکر اُن کے روبرو رستم دل خاں کو رسیوں میں جکڑوا کر اُسی کی سواری کے ہاتھی کے پاؤں سے بندھوایا اور کوشش کی گئی کہ وہ ہاتھی اس کو اپنے پاؤں کے نیچے روندے۔ میر عالم بہادر لکھتے ہیں کہ اس ہاتھی نے اپنے آقا کو پہچان لیا نہ تو اس نے اپنے آقا کے بدن پر پیر رکھے اور نہ کسی قسم کی اذیت دی۔ ہر چند ہاتھی کو مجبور کیا گیا مگر اس نے خود سختیاں برداشت کیں لیکن جنبش نہ کی آخر الامر دوسرے ہاتھی کے پاؤں سے باندھ کر شہر کے صوبہ دار کو جہاں اُس نے

حکومت کی تھی شہر کے بازاروں میں پھرا دیا گیا جس کے صدمہ سے رستم دل خاں بڑی زحمت اُٹھا کر مرا علیٰ ہذا دوسرے امرا کو جن سے اُس کو بدگمانی ہو گئی تھی اُن کے بی بی بچوں کے روبرو گوناگوں اذیتوں سے قتل کرا کے اہلی محل کے پاس دفن کروا دیا اور اُن کی قبروں کو دیکھکر کہا کہ آپ لوگ مجھے معتقد کرنیکے مشورے اطمینان کیساتھ قیامت تک کرتے رہیں۔

شاہ عالم بہادر شاہ کا حیدرآباد آنا اور شہزادہ کام بخش کی موت

کام بخش کے ظلم اور زیادتیوں کی خبر دہلی تک پہنچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس نے خطبہ و سکہ میں اپنا نام شریک کر لیا ہے تو بہادر شاہ نے دکن کی جانب توجہ کی کچھہ دنوں برہان پور اور ناندیڑ میں بوجہ بارش قیام کر کے حیدرآباد پہنچا۔ کام بخش نے مقابلہ کیا مگر عین معرکہ آرائی میں زخمی ہو کر مع دو فرزندوں کے گرفتار ہوا اور اسی زخم کے صدمہ سے مر گیا۔ بہادر شاہ نے اپنے بھائی کام بخش کی لاش دہلی روانہ کر دی اور حیدرآباد کی صوبہ داری یوسف خاں روز بھانی کو عطا کی اور حیدرآباد کا لقب بجائے دار الجہاد کے فرخندہ بنیاد لکھنے کا حکم دیا جس پر اب تک عملدرآمد ہے بعد انتظام مناسب بہادر شاہ دار السلطنت دہلی کی جانب واپس ہو گیا اور حیدرآباد میں فی الجملہ امن قائم ہوا۔

عماد الملک مبارز خان نائب صوبہ دار

بہادر شاہ کے انتقال کے بعد امراء کے باہمی نفاق اور بادشاہوں کے عزل ونصب نے سلطنتِ دہلی کو کمزور بنا دیا تھا۔ فرخ سیر بادشاہ کے عہد میں صوبہ داری دکن سید حسین علیخاں بارہ نے جو امور سلطنت میں پورا دخیل تھا اپنے نام مقرر کی اور نیابت صوبہ داری پر عماد الملک مبارز خاں کو مقرر کرکے بھیجا۔ مبارز خاں گیارہ سال تک نائب صوبہ دار رہا۔ حیدر آباد کے اطراف فصیل کی تیاری اُسی کے زمانہ سے ہورہی تھی۔ ۱۱۳۶ھ میں نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر نے تسخیر دکن کا ارادہ فرمایا۔ برہان پور ہوتے ہوئے ۱؍ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو اورنگ آباد داخل ہوئے۔ مبارز خاں نے فوج کثیر کے ساتھ مقابلہ کیا موضع شکر کھیڑہ حدود برار کے پاس عین معرکہ میں ۲۳ محرم ۱۱۳۷ھ کو مبارز خاں مع اپنے دو فرزندوں کے مارا گیا اور اُس کی باقیماندہ فوج نواب صاحب کی مطیع ہوگئی اور تمام ملک دکن پر نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کا تسلط ہوگیا فقط

حصۂ دوم

تاریخ کولاس

مولفۂ

منشی محمد امیر حمزہ

مطبوعہ مطبع اعظم جاہی حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فرمانروائی سلاطین آصفیہ

نواب میر قمر الدین خان خاندوران فتح جنگ نظام الملک بہادر آصفجاہ اول

۱۱۳۷ھ سے قلعۂ گولکنڈہ اس سلطنت آصفیہ کے زیرنگین ہے اِس سلطنت کے فرمانروائے اول میر قمر الدین خاں آصف جاہ بہادر فرزند نواب غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ ابن خواجہ عابد خاں سمرقندی المخاطب نواب قلیچ خاں بہادر تھے جن کا سلسلۂ نسب بواسطۂ حضرت سلطان المشائخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے۔ آپ کے نانا امیرالوزرا نواب سعد اللہ خاں بہادر وزیر اعظم شاہجہاں شہنشاہ دہلی تھے۔ آپ ۱۴ ربیع الثانی ۱۰۸۲ھ کو پیدا ہوئے۔ اورنگزیب عالمگیر کے زمانہ میں چین قلیچ خاں خطاب اور بیجاپور کی صوبیداری

شرفِ امتیاز پایا اور شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد میں خاندوراں
خطاب اور ملک اودھ کی صوبہ داری حاصل کی - فرخ سیر بادشاہ
کے اول سال جلوس میں آپ نے نظام الملک بہادر فتح جنگ
خطاب اور منصب ہفت ہزاری و نظامت صوبہ جات دکن سے
افتخار حاصل کیا - بادشاہ رفیع الدرجات کے عہد میں مالوہ کی
صوبہ داری پائی - اس کے بعد ہی آپ نے عزم تسخیر ملک دکن
فرمایا چنانچہ سنہ ۱۱۳۲ھ میں قلعہ آسیر طالب خاں سے اور
برہان پور محمد انور خاں قطب الدولہ سے لے لیا - اور اورنگ آباد
میں قیام پذیر ہوئے - بعد انتقال اعتماد الدولہ وزیر اعظم
سلطنت دہلی حسب الطلب محمد شاہ بادشاہ اورنگ آباد سے
روانہ ہو کر فائز شاہ جہاں آباد ہوئے اور سنہ ۱۱۳۴ھ ہجری
میں عہدۂ وزارت سلطنت دہلی آپ کے تفویض ہوا - ان
دنوں حیدر قلی خاں ناظم گجرات کی جو باغی ہو گیا تھا آپ نے
تنبیہ کی اور اپنے چچا نواب حامد خاں معز الدولہ صلابت جنگ کو
نیابت صوبہ گجرات پر مقرر فرمایا اور انتظام و استحکام سلطنت
کی جانب متوجہ ہوئے لیکن جب آپ نے دیکھا کہ امرائے
سلطنت میں رشک و حسد و نفاق رونما ہوا ہے اور
حاسدین کے کہنے سننے سے بادشاہ کی التفات میں کمی پیدا
ہو گئی ہے تو آپ بعذر ناسازی مزاج دربار شاہی سے رخصت
حاصل کر کے پہلے مراد آباد پہنچے اور پھر تشریف فرمائے دکن
ہوئے عماد الملک مبارز خاں ناظم حیدر آباد سے بمقام

شکر کھرہ مضافات صوبہ برار جنگ عظیم واقع ہوئی۔ بتاریخ ۲۳ محرم الحرام ۱۱۳۷ھ عین معرکہ میں عماد الملک مبارز خاں اور اُن کے دو فرزند اسد خاں و مسعود خاں مقتول ہوئے اور دو بیٹے محمود خاں و حامد الدین خاں زندہ گرفتار ہوئے اس کے بعد جملہ صوبجات دکن پر نواب آصف جاہ بہادر کا قبضہ ہوگیا اور آپ نظم و نسق ملک دکن میں مشغول ہوگئے۔

۱۱۵۰ھ ہجری میں نادر شاہ کے آمد آمد کی خبر سُن کر دہلی میں تشویش پیدا ہوئی اور دربار دہلی میں آپ طلب فرمائے گئے آپ نے اپنے فرزند ناصر جنگ کو نیابت دکن پر مقرر کرکے شرکت دربار دہلی کا فخر حاصل کیا۔ اس موقعہ پر محمد شاہ بادشاہ نے خطاب آصف جاہ اور صوبہ داری اکبر آباد و مالوہ سے آپ کو ممتاز فرمایا۔ جب باجی راؤ نے مرہٹوں کی فوج کثیر کے ساتھ شاہ جہاں آباد پر حملہ کا قصد کیا تو محمد شاہ بادشاہ نے غنیم کی تنبیہ و تادیب کے لیے نواب آصفجاہ بہادر کو رخصت فرمایا۔ نواب موصوف ملک بندیلہ کے راجہ کو ہمراہ لیکر بھوپال پہنچے۔ سواد بھوپال میں غنیم کی فوج سے مقابلہ ہوا اور معرکۂ جدال و قتال گرم رہا۔ ابھی جنگ کی یکسوئی نہ ہوئی تھی کہ نادر شاہ کے آمد آمد کی خبر مشہور ہوئی۔ آصفجاہ بہادر نے باجی راؤ سے صلح کرلی اور شاہجہاں آباد واپس ہوئے اور آپ کی حُسن سعی سے فیما بین نادر شاہ و محمد شاہ بادشاہ مصالحت ظہور پذیر ہوئی اور بہ نسبت دوسرے امرا کے آپ ہی

نادر شاہ کے پاس بارسوخ رہے۔
۱۱۵۴ھ ہجری میں جب آپ دہلی سے واپس ہوئے تو ناصر جنگ بہادر نے خودسری اختیار کی اور اپنے والد کی فوج پر حملہ آور ہوئے۔ جنگ عظیم کے بعد ناصر جنگ زخمی ہوکر گرفتار ہوئے۔
۱۱۵۶ھ میں آپ نے قلعۂ ترچناپلی کو مفتوح کیا اور ملک ارکاٹ علاقہ کرناٹک قوم نوائط سے اور قلعۂ بالکنڈہ مصری خاں دکھنی سے لے لیا۔ بہر حال دکن کے خودسر و سرکش حاکموں اور قلعداروں کے دلوں میں آپ نے پورا رعب بٹھا دیا۔ قلعۂ کولاس آپ کے عہد میں نواب بسالت جنگ بہادر کے علاقہ میں دیا گیا۔

قلعہ کولاس پر نواب بسالت جنگ بہادر کی عملداری

نواب میر محمد شریف خاں بسالت جنگ برہان الملک بہادر نواب آصف جاہ بہادر کے پانچویں فرزند تھے۔ قلعۂ کولاس آپ کے زیر عملداری تھا آپ بہ عہد نواب صلابت جنگ بہادر بتاریخ ۶ ذیقعدہ ۱۱۶۶ھ دیوان حیدرآباد مقرر ہوئے تھے نواب میر نظام علیخاں بہادر آصف جاہ دوم کے زمانۂ فرمانروائی میں آپ خدمت مذکور سے کنارہ کش ہو گئے اور مرتضیٰ نگر کا علاقہ محاصلی دو لک روپیہ بطور جاگیر حاصل کرلیا۔ نواب آصف جاہ اول کے عہد میں پرگنۂ کولاس کے بعض دیہات گوپال سنگھ راجہ

قندہار کو عطا ہوئے تھے اوران مواضعات کی سند راجہ نے اپنے فرزند کے نام حاصل کی تھی۔ مگر قلعہ کولاس نواب لبالت جنگ بہادر کے علاقہ میں تھا اور مرتضےٰ خاں خدمت قلعداری پر متقرر تھا۔ نواب لبالت جنگ بہادر نے ماہ ذی الحجہ ۱۱۹۶ھ میں بعہد حکومت نواب آصف جاہ ثانی انتقال کیا اس وقت تک کولاس انھیں کے علاقہ میں رہا۔

آصف جاہ اول کی وفات اور اسکے بعد کے واقعات

نواب نظام الملک آصفجاہ اول نے تقریبًا تیس سال شش صوبہ جات دکن پر حکمرانی کرکے بتاریخ ۴ جمادی الثانی ۱۱۶۱ ہجری نواح برہان پور میں وفات پائی آپ کی عمر (۷۹) سال تھی آپ کا جنازہ خلد آباد میں لاکر حضرت شاہ برہان الدین غریب قدس سرہٗ کے مقبرہ کے پاس دفن کیا گیا اور مغفرت مآب آپ کا لقب مشہور ہوا۔ آپ کے فرزند دوم نواب میر احمد علیخاں ناصر جنگ بہادر نے بتاریخ ۹ جمادی الثانی سنہ مذکور سواد برہان پور میں ساحل دریائے تپتی کے پاس عنان حکومت اپنے قبضہ میں لی اور بتاریخ ۱۷ محرم سنہ ۱۱۶۴ ہجری مقام پھولچری میں قلعہ جینجی کے قریب باغی افسروں کے ہاتوں شہید ہوئے۔ لاش حسنداباد بھیجی گئی اور ان کے والد کی قبر کے پاس دفن کی گئی۔ (۲) سال (۷) مہینے آپ نے

حکومت کی نواب شہید آپ کا لقب ہے ۔ نواب ممدوح کی شہادت کے بعد باغی افسروں نے ہدایت محی الدین خاں مظفر جنگ بہادر کو جو نواب آصف جاہ بہادر کے نواسے تھے مسند نشین کیا لیکن وہ حیدر آباد آرہے تھے کہ راستے چوٹی منزل میں کڑپہ کے پاس ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ھ کو بعض افسروں نے بغاوت کرکے مارڈالا ۔ اس عرصہ میں نواب نظام علیخاں بہادر نے یلغار پہونچکر باغیوں کی خوب خبر لی ۔ اور سزائے اعمال بھگتنے کے لیے عدم آباد کو بھیجدیا ۔ بعد قتل نواب مظفر جنگ بتاریخ ۸ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ھ نواب صلابت جنگ بہادر بمقام اورنگ آباد مسند نشین حکومت ہوئے ۔ آپ نواب آصف جاہ بہادر کے تیسرے فرزند تھے آپ کا نام میر محمد علیخاں اور خطاب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک آصف الدولہ تھا آپ تقریباً بارہ سال حکمران رہنے کے بعد قلعۂ بیدر میں نظر بند کیے گئے بعد نظر بندی ایک سال تین مہینے چھے روز بیدر ہی میں رہکر بتاریخ ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۷ھ آپ نے انتقال کیا اور حضرت ملتانی بادشاہ صاحب قدس سرہ کے مقبرہ کے پاس اندرون شہر بیدر مدفون ہوئے نواب مرحوم آپ کا لقب ہے ۔

فرمانروائی نواب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک میر نظام علیخاں بہادر آصفجاہ دوم

نواب میر نظام علیخاں آپ کا نام اور خطاب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک بہادر تھا۔ نواب آصف جاہ بہادر کے چوتھے فرزند تھے۔ یکم شوال ۱۱۴۷ھ میں پیدا ہوئے آپ نے ملک برار کی صوبہ داری اور فوج کی سپہ سالاری کی ہے جب ۱۱۷۵ھ میں راگھو راؤ مرہٹہ نے دہارور اور اورنگ آباد پر حملہ کیا اور شاہی فوج نے حملہ کو رد کر کے پونا تک اس کا تعاقب کیا ایسے نازک وقت میں نواب صلابت جنگ بہادر نے سردارانِ فوج کے ساتھ کچھ ایسا برتاؤ کیا جس سے بعض سردار اور راجہ رام چندر اور مغل علیخاں بد دل ہوکر فوج مخالف کے ساتھ مل گئے۔ پونا سے واپس ہونے کے بعد بقول مؤلف مختار الاخبار نواب نظام علیخاں بہادر نے بوجہ حرکاتِ مخالفانہ نواب صلابت جنگ کو بارِ حکومت سے سبکدوش کر کے قلعہ بیدر میں رکھا اور ۲ ذی الحجہ ۱۱۷۵ھ کو زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور بمقام اورنگ آباد سلطنتِ دکن کے مستقل تخت نشین ہوئے ملک کا معقول انتظام اور افسرانِ فوج کا مناسب طور پر تغیر و تبدل فرمایا۔ آپ کے

عہد فرماں روائی میں راجہ پدم سنگہ کو اُن کی بہادرانہ کارگزاری اور اُن کے باپ راجہ اجی چندگور بہادر کی جاں نثاری اور اُن کے دادا راجہ گوپال سنگہ بہادر کی وفاداری کے صلہ میں قلعہ کولاس عطا ہوا۔

راجہ پدم سنگہ بہادر قلعدار و جاگیردار کولاس

راجہ پدم سنگہ قوم کے چمر گور راجہ اجی چندگ بہادر کے بیٹے اور راجہ گوپال سنگہ بہادر کے پوتے تھے۔ گوپال سنگہ کے باپ بھگونت سنگہ اور دادا پہاڑ سنگہ[1] اندرکھی علاقہ صوبۂ الہ آباد کے مشہور و معروف زمیندار تھے۔ پہاڑ سنگہ نے بعہد شاہ اورنگ زیب عالمگیر راجہ تلوک چند کارپرداز مالوہ سے معرکہ آرائی کی تھی جس کا ذکر کتاب مآثر الامرا کی تیسری جلد میں مندرج ہے۔ اپنے باپ اور دادا کے انتقال کے بعد گوپال سنگہ نے بندیل کھنڈ میں اقامت اختیار کی اور محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں تین سو سواران راجپوت کی افسری اور خطاب راجگی سے سرفراز ہوئے۔ جب نواب آصف جاہ بہادر نے تسخیر دکن کا ارادہ فرمایا تو گوپال سنگہ اپنے سوار اور پیادہ فوج کے ساتھ

[1] مآثر الامرا میں پہار سنگہ بعض کتب میں بہادر سنگہ لکھا ہے مگر صحیح نام پہاڑ سنگہ ہے۔

نواب ممدوح کے ہمراہ رکاب رہ کر دس ہزار فوج کی افسری
سے ممتاز ہوئے اور بعد تسلط ملک دکن نواب ممدوح نے
گوپال سنگہ کو حسن خدمت اور بہادرانہ کارگزاری کے صلہ میں
پرگنہ قندہار و پرگنۂ بھیگل و پرگنۂ دیگلور اور سرکار کولاس کے
بعض مواضعات سرفراز فرمائے۔ راجہ نے قندہار کو اپنا مستقر
بناکر یہیں اقامت اختیار کی اور سنہ ۱۱۶۲ھ میں بیکنٹھ باش ہوئے۔
بعد انتقال اپنے والد کے راجہ اجی چند گور بہادر قندہار کی
قلعہ داری و جاگیرداری اور فوج راجپوت کی سپہ سالاری سے ممتاز
ہوئے اور نواب میر نظام علیخاں بہادر آصف جاہ ثانی کے
لشکر ظفر پیکر میں شریک رہ کر بمقابلہ افواج مرہٹہ بہت سے کارہائے
نمایاں کیے چنانچہ سنہ ۱۱۷۷ھ میں بمقام راکس بھون ضلع بیڑ گوداوری
گنگا کے ساحل پر بوجہ طغیانی دریا فوج شاہی کے دو حصے ہوگئے تھے
بادشاہ مع نصف فوج دریا عبور فرما چکے تھے اور فوج کے دوسرے
نصف حصہ پر جو دریا کے اس طرف ساحل پر رہ گیا تھا اچانک
راگھو راؤ رئیس پونہ اسی ہزار مرہٹہ فوج سے ٹوٹ پڑا۔ اس موقع پر
اجی چند بہادر نے جان توڑ کے جنگ کی اور آقا کے سامنے
جو دوسرے ساحل پر کھڑے ہوئے حالت جنگ کو ملاحظہ فرما رہے
تھے اپنی جان فدا کر دی اس استقلال و جوانمردی کی موت نے
ان کے نام کو صفحات تاریخ میں ہمیشہ کیلیے زندگی بخشی ہے۔
ان کے بیٹے راجہ پدم سنگہ بہادر تھے۔ ابتدا میں اُن کو
سواران راجپوت کی رسالداری اور پرگنۂ احمد پور و راجورہ

ورداں) کے دیہات تفویض ہوئے اور لشکر شاہی میں شریک
رہنے کا اعزاز حاصل ہوا لیکن بعد میں ان کی بہادرانہ کارگزاری
اور اُن کے باپ راجہ اجی چند گور بہادر کی جاں نثاری کے
صلہ میں نواب میر نظام علیخاں بہادر نے خطاب و منصب و
فوج کے ساتھ قلعداری و جاگیرداری کو لاس عطا فرمائی۔ راجہ
پدم سنگہ کو بادشاہ کے ہمراہِ رکاب رہنے کی ہمیشہ عزت حاصل
رہی اور ہر معرکہ کے وقت اپنی بہادرانہ کارگزاری سے انھوں نے
بہت نام پیدا کیا اور ہمچشموں میں عزت حاصل کی۔ پدم سنگہ بہادر
نے جو معرکہ آرائیاں کی ہیں ہم بوجہ طوالت اس کے پورے
واقعات نہیں لکھ سکتے۔ البتہ چند معرکوں کا ذکر کرتے ہیں
جس میں راجہ پدم سنگہ بہادر نے خوب خوب جوہر دکھائے ہیں
اور جس کا ذکر کتاب تزک آصفیہ میں درج ہے۔

نوٹ۔ گوپال سنگہ کے تین فرزند تھے۔

(۱) دلپت سنگہ اپنے باپ کے ساتھ وطن سے آئے سنہ ۱۱۵۰ھ
میں ہندوستان واپس گئے۔ ان کے فرزند بشن سنگہ تھے جن کو
سنہ ۱۱۶۶ھ میں پرگنہ دیگلور کے دیہات عطا ہوئے تھے۔

(۲) راجہ اجی چند گور ان کے بیٹے راجہ پدم سنگہ تھے۔

(۳) راجہ زینت سنگہ ماہور کے قلعدار تھے ان کو دو بیٹے
تھے (۱) درجن سنگہ بیہ لاولد فوت ہوئے۔ (۲) جوت سنگہ
ان کو دو بیٹے تھے۔ دلپت سنگہ و جسونت سنگہ دونوں لاولد فوت

فوج ہولکر و سندھیہ سے مقابلہ

ماہ رمضان ۱۱۸۸ھ میں بادشاہ میر نظام علیخاں بہادر اورنگ آباد میں مقیم تھے یکایک یہہ خبر ملی کہ راگھو راؤ نے فوج ہولکر و سندھیہ کو فراہم کرکے دریائے نربدا کو عبور کر لیا ہے اور صوبۂ خاندیس میں داخل ہوچکا ہے۔ بادشاہ نے اُس کے تعاقب کا قصد فرمایا اور افسران فوج کو طلب کیا۔ فرمان طلبی

(بقیہ مضمون نوٹ صفحہ ۸۹) - زبریت سنگ کی اولاد باقی نہیں رہی جسونت سنگہ کی بی بی رتن کنور نے اپنے خاندان سے اپنے بھائی کیسری سنگہ کو آغوش میں لیکر جسونت سنگہ کا قائم مقام کیا اور تعلقہ ناہور میں چار جاگیرات ان کے نام بحال ہیں۔ کیسری سنگہ کو راجہ گوپال سنگہ کے خاندان سے نسبی تعلق نہیں ہے۔ بتاریخ ۲۴ و ۲۵ اسفندار ۱۳۱۵ف مطابق ۲ و ۳ محرم ۱۳۲۷ھ بہ ہمراہی مسٹر ناکس ہومن ناظم ٹپہ خانجات سرکار عالی بتقریب دورہ ضلع عادل آباد قصبۂ کنوٹ تعلقہ ناہور پر مؤلف کا مقام ہوا یہاں کیسری سنگہ سے ملنے کا اتفاق ہوا آدمی سادہ مزاج تھے اسوقت ان کی عمر چالیس سال سے متجاوز تھی لیکن کثرت استعمال تریاک نے بیکار بنا دیا تھا۔

نوٹ

راجہ اجی چند گور بہادر کے تین فرزند تھے۔

پہونچتے ہی راجہ پدم سنگھ اپنی فوج لیے ہوئے داخل لشکر شاہی ہوئے اس وقت شاہی خیمہ جات فتح میدان میں نصب کیے گئے تھے اور افسران فوج جوق جوق حاضر ہو رہے تھے۔ راجہ پدم سنگھ دربار شاہی میں باریاب ہوئے اور نذر پیش کی تو بادشاہ نے سرپیچ وجیغہ مرصع عنایت فرما کے رکاب میں رہنے کا حکم دیا۔ بادشاہ مع فوج بہ طے منازل پنجم ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو بخیریت برہانپور پہونچے۔

(بقیہ مضمون نوٹ صفحہ ۹۰) (۱) راجہ لعل کیسری سنگھ ہندو پت مہندر بہادر بہہ قندہار کے قلعدار و جاگیردار تھے اب ان کی اولاد کا سلسلہ باقی نہیں ہے۔

(۲) راجہ تیج سنگھ بہادر جن کو پرگنہ قندہار و پرگنہ توپران و پرگنہ پاتہری علاقہ صوبہ برار و پرگنہ ادگیر کے متفرق دیہات و قصبہ ہٹہ و کہنر کہڑہ تفویض ہوئے تھے۔ فوج شاہی کی افسری کی خدمت سے ممتاز تھے۔ تاریخ قندہار و تاریخ تزک آصفیہ میں ان کا ذکر درج ہے۔

ان کی اولاد میں سونے سنگھ جاگیردار دابکہ موجود ہیں ان سے تین مرتبہ مولف کی ملاقات ہوئی ہے۔ سنہ ۱۳۱۵ھ میں بمقام کولاس رانی صاحبہ کے مکان پر ملے تھے اس کے بعد مؤلف کے وطن قندہار کو بھی آئے تھے اور سنہ ۱۳۲۲ھ میں بہ تقریب دورہ مولف کو بھی دابکہ جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ سونے سنگھ خوش خلق و ذی مروت

وفات حضرت عمدہ بیگم صاحبہ

برہان پور کے قیام کے وقت حیدر آباد سے یہہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ حضرت عمدہ بیگم صاحبہ کا ۲۹ رذی الحجہ ۱۲۰۸ھ ہجری کو انتقال ہوگیا ہے۔

بادشاہ کو اپنی والدہ کی رحلت کی خبر نے مضطر و مغموم کردیا اور وہ اورنگ آباد کی راہ سے بلدۂ حیدر آباد واپس ہوگئے لشکر شاہی جس میں راجہ پدم سنگھ بھی شامل تھے راگھو راؤ کے تعاقب میں بہ سرکردگی نواب وقار الدولہ بہادر روانہ ہوا۔ خاندیس کے قریب فوج شاہی اور ہولکر و سندھیہ کی فوج سے خوب معرکہ آرائی ہوئی طرفین سے متواتر حملے ہوتے رہے آخری معرکہ یکم محرم ۱۲۰۹ھ کو ہوا جس میں راگھو راؤ کو شکست ہوئی اور ہولکر و سندھیہ کی فوج پسپا و منتشر ہوگئی اس کے بعد فوج شاہی و راجہ پدم سنگھ کامیابی کے ساتھ واپس آئے اس معرکہ میں لعل کبیری سنگھ قندھار کا راجہ بھی شریک تھا۔

مرہٹوں سے دوبارہ مقابلہ۔

واقعہ بالا کے دس مہینے بعد پھر مرہٹوں نے دولت آباد کی جانب یورش کی۔

بقیہ مضمون صفحہ (۹۱) شخص ہیں اپنی جاگیر کی سرحد تک مؤلف کیساتھ رہے۔

(۳) راجہ پدم سنگھ قلعدار و جاگیردار کولاس۔

بندگان عالی مع فوج دولت آباد پہونچے۔ راجہ پدم سنگھ ہمراہ رکاب تھے جب مرہٹوں کی فوج تھوڑی سی معرکہ آرائی کے بعد منتشر ہوگئی اور بندگانعالی نے دولت آباد میں بغرض تفریح قیام فرمایا تو نواب وقارالدولہ بہادر نے بتاریخ ۱۰ شوال ۱۱۸۹ھ چوسر باغ میں محفل جشن ترتیب دی کل افسران فوج کو مدعو کیا۔ راجہ پدم سنگھ بھی مع قرابت داران بندگانعالی کے ہمراہ شریک محفل جشن رہے۔

قلعۂ دھارور کا سفر

اسی سال ۱۱۸۹ھ میں بندگانعالی نے قلعۂ دہارور ملاحظہ فرمانے کا قصد کیا اور اورنگ آباد سے روانہ ہوئے راجہ پدم سنگھ مع برادران و قرابت داران ہمراہ رکاب تھے بعد معائنہ قلعۂ دھارور بندگانعالی حیدرآباد پہونچکر قلعۂ گولاس واپس آئے۔

حیدر علیخاں بہادر کی فوج سے مقابلہ

۱۱۹۱ھ میں حیدر علیخاں بہادر والی سرنگ پٹن نے اپنی فوج کو دریائے کرشنا کے پاس حدود سرکار آصفیہ کے قریب لایا اس کو روکنے کے لیے ظفرالدولہ مبارزالملک ابراہیم بیگ خاں دہونسا لشکر کثیر کے ساتھ دریائے کرشنا کے پار اتر گیا بندگانعالی کو اطلاع ملی کہ حیدر علیخاں کے پاس بہت لشکر ہے

لہذا خود بدولت نے مبارز الملک کی مدد کا قصد فرمایا۔ راجہ پدم سنگہ بندگانعالی کے ہمراہ رکاب تھے۔ حیدر علیخاں بہادر نے بندگان عالی کے آمد آمد کی خبر سن کر بعذر عدم میسری آب و علف اپنی فوج سرحد سے ہٹالی۔ بندگان عالی چار مہینے سفر میں گذار کے بخیریت واپس ہوئے۔ راجہ پدم سنگہ نواب مبارز الملک کے ساتھ زمینداران شورا پور وگدوال سے رقم نذرانہ وصول کرنے کے لیے روانہ ہوئے اور تھوڑے سے ہی عرصہ میں زرکثیر وصول کرکے داخل خزانۂ سرکاری کر دیا۔ بعد واپسی سفر کرشنا ماہ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۱ھ میں دربار منعقد ہوا۔ راجہ پدم سنگہ نے اپنے فرزند نرندھر سنگہ کو پیش کرکے نذر دلوائی۔ بندگانعالی نے ہر دو کو سرپیچ و دو رقم مرحمت فرمایا۔ اسی دربار میں نواب تیغ جنگ بہادر کو اصل بہ اضافہ پنجہزاری سہ ہزار سوار علم ونقارہ و پالکی جھالردار و خطاب شمس الدولہ سرفراز ہوا۔

رونق افروزی بندگان عالی نواب نظام علیخاں بہادر
بہ قلعۂ کولاس

اب وہ زمانہ آیا کہ کولاس کی آبادی نے ایک شاہی فوجی افسر کے مستقل قیام سے کمال زینت و رونق حاصل کی یہاں فوج راجپوت کے علاوہ سوار و پیادہ فوج بھی موجود تھی۔ جو بوقت ضرورت نواب رفعت الملک بہادر کے لشکر میں شامل ہوجاتی باربرداری کے ہاتھی اور اونٹ بھی بکثرت موجود تھے۔ راجہ نے

اپنے لیے ایک عالی شان محل آبادی میں بنوایا۔ قلعہ کی ضروری مرمت کی اور اس میں ایک مکان بھی تیار کیا۔ قلعہ کے شرقی و غربی و جنوبی جانب کی جھاڑیوں کو جس میں صحرائی جانور اور درندے رہتے ہیں راجہ نے شکارگاہ قرار دیکر محفوظ کر دیا اسلیے اکثر امرا بغرض تفریح و شکار آتے اور راجہ کے مہماں ہوتے اس پر فضا مقام اور شکارگاہ کی خبر خدام بندگانعالی کے مسامع ہمایوں تک پہونچی تو ۱۳۰۰ھ میں بندگان عالی بغرض سیر و شکار امرائے نامدار کو ہمراہ لیکر رونق افروز کولاس ہوئے۔ راجہ پدم سنگھ نے اس عزت افزائی سے خوش ہوکر نہایت تکلف سے محفل جشن ترتیب دی اور ہمراہی امرا کو مدعو فرمایا اور شامتاپور کی گھاٹیوں میں شکار کے لیے معقول انتظام کیا۔ کولاس کے ہموار میدان میں ندی کے کنارے کنارے افسران شاہی کیلیے صدہا خیمے استادہ ہوئے شاہی کیمپ میں نہایت قرینہ و سلیقہ سے بازار قایم کیے گئے۔ شکارگاہ کے اطراف فوجی دستے بطور محافظ دور دور تک متعین کیے گئے۔ بندگانعالی بعد سیر و شکار چندروز باغ قلعہ میں مقیم رہے اور راجہ کے حسن انتظام سے نہایت محظوظ ہوئے۔ بوقت مراجعت جب راجہ کے اقربا و متعلقین کیجانب سے نذریں پیش ہوئیں تو بندگانعالی نے راجہ پدم سنگھ کی رانی کو دست بند عطا فرمایا اور دارالسلطنت کو واپس ہوئے۔

یہہ پر فضا شکارگاہ بندگانعالی کے دل کو ایسا بھایا کہ

دوسرے ہی سال ۱۹۶۰ء میں دوبارہ کولاس کو تشریف فرمائی ہوئی۔ راجہ نے بہ نسبت پہلے کے نہایت عقیدت اور کشادہ دلی سے کیمپ شاہی کا انتظام کیا۔ بندگانعالی سیر و شکار کیجانب متوجہ تھے یکایک نواب عبدالحی خاں صمصام الملک ثانی کا مزاج علیل ہوگیا جو ہمراہ رکاب تھے۔ بیماری نے اس قدر جلد ترقی کی اور بخار اس شدت سے بڑھ گیا کہ حکماے حاذق اس کے علاج سے مجبور ہو گئے آخر صمصام الملک کا انتقال ہوگیا بندگانعالی ملول ہوکر جانب حیدرآباد واپس ہوئے۔

کولاس کو اس بات پر ناز و فخر ہے کہ قطب شاہی دور میں جمشید قطب شاہ و ابراہیم قطب شاہ نے چند روز قلعہ میں قیام کیا تھا اس کے بعد سلطنت آصفیہ کے تاجدار بندگان عالی آصف جاہ ثانی نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے دوبارہ قلعۂ کولاس کی عزت افزائی فرمائی ہے۔

صمصام الملک ثانی کا حال

ان کا نام عبدالحی خاں تھا اور شاہنواز خاں صمصام الملک دیوان دولت آصفیہ کے بیٹے تھے۔ موسیٰ بھوسی فرانسیسی

---

(۱) انگریزی میں "مسٹر" اور فرانسیسی میں "مانسیو" مرادف الفاظ ہیں۔ مانسیو بسے کو فارسی تاریخوں میں موسیٰ بھوسی لکھا ہے۔

وحید رجنگ نے شاہ نواز خاں کو بتاریخ ۳ رمضان سنہ ۱۱۷۱ھ ہجری قتل کرا کے عبدالحی خاں کو قلعۂ گولکنڈہ میں قید کیا تھا۔ نواب نظام علیخاں بہادر نے اپنے ولیعہدی کے زمانہ میں بتاریخ ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۵ھ عبدالحی خاں کو قید سے رہائی دلائی اور بخطاب پدری صمصام جنگ صمصام الدولہ مخاطب کر کے منصب ششش ہزاری و پنج ہزار سوار عطا فرمایا اور اپنے مصاحبین میں داخل کیا پھر اپنے عہد شاہی میں باضافہ منصب ہفت ہزاری و ہفت ہزار سوار و علم و نقارہ و ماہی مراتب و پالکی جھالر دار خطاب صمصام الملک سے سرفراز فرمایا۔ عبدالحی خاں نے کئی باریہ ہمراہی مرشدزادہ آفاق عالیجاہ بہادر و وصولی پیشکش محالات سرکار میں خدمات نمایاں کیے اور بتاریخ ۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۶ھ سواد کولاس میں رحلت فرمائی۔

قلعہ جگتیال کی معرکہ آرائی

قصبہ جگتیال کے پاس ظفر الدولہ مبارز الملک ابراہیم بیگ خاں دھونسہ نے اپنی عملداری میں ایک مستحکم قلعہ(۱) بنایا ہے وہ قلعہ ظفر الماس حبشی کے سپرد تھا۔ مگر اس نے ایسی بے اعتدالیاں

---

(۱) مختصر سا قلعہ میدان میں فرانسیسی کاریگروں کا بنایا ہوا نہایت خوشنما ہے۔ قلعہ میں باغ و مکان ہے۔ قدیم تہہ خانہ اور کوٹھیاں درست حالت میں ہیں مولف کو بہ تقریب دورہ پانچ مرتبہ جگتیال جانیکا اتفاق ہوا ہے اب یہ مقام ضلع کریم نگر میں ہے۔

اور مردم آزاری شروع کی کہ رعایا اُس سے بددل ہو گئی۔
۳؍ محرم سنہ ۱۱۹ھ کو بندگان عالی قصبۂ یلواڑہ[1] کو تشریف فرما ہوئے تھے رعایا جگتیال نے اس حسن اتفاق کو تائید غیبی سمجھکر ظفر الماس حبشی کی شکایت پیشگاہ والا تک پہونچا لی۔ بندگان عالی نے نواب مشیر الملک بہادر و دولہ راے اودے راج بہادر [illegible] کو قلعہ جگتیال کی ضبطی کا حکم دیا اُن افسروں نے شاہی فوج کے ساتھ جگتیال پہنچکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا شدید معرکہ آرائی کے بعد بتاریخ ۲۸ محرم سنہ مذکور ظفر الیماس حبشی مغلوب ہوا اور دست بستہ بندگانعالی کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی چاہی۔ بندگانعالی نے بمراحم خسروانہ اُس کی خطا معاف کی اور پھر قلعہ اُس کو واپس دیدیا۔

---

[1] یلواڑہ ضلع کریم نگر میں مہاراجہ پیشکار کی جاگیر ہے۔ ندی کے کنارے قدیم آبادی ہے یہاں متعدد مندر ہیں لیکن سب سے بڑا اور شاندار مندر ہنود کی پرستش گاہ تالاب کے کنارے آبادی سے ملحق ہے مندر کے احاطہ میں دیول کے روبرو ایک مزار بھی ہے پہلے مزار کی زیارت کی جاتی ہے پھر لوگ مندر میں جاتے ہیں سالانہ جاترا کا میلہ ہوتا ہے ہزارہا مخلوق جمع ہوتی ہے اور یہ ہنود کی مشہور تیرت گاہ ہے یہاں برہمن پجاری بہ کثرت ہیں اور موضع کا تمام محاصل انھیں کا حق ہے مزار کے خادموں کو بھی معاش وزمین انعام مقرر ہے مزار کے متعلق مشہور ہے کہ یہ شاہ تاج الدین شیر سوار قدس سرہٗ کا چلہ ہے مؤلف کو بتقریب دورہ یہاں تین مرتبہ جانیکا اتفاق ہوا ہے

قلعۂ نرمل کی معرکہ آرائی

نواب مبارز الملک ابراہیم بیگ خاں دھونسا قلعدار و جاگیردار نرمل کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا احتشام جنگ جانشین ہوا وہ فطرتی طور پر بہادر تھا مگر اس کے ساتھ ہی متلوّن مزاج ناعاقبت اندیش اور مغلوب الغیظ بھی تھا اُس نے باغیانہ روش سے علاقہ خالصہ شاہی پر دست درازی شروع کرکے پرگنۂ نا ندیڑ دیودھن پر پورا قبضہ کرلیا۔ اُس کی تفہیم ہدایت کے لیے جو افسر بھیجے گئے تھے اُن کی ایک نہ مانی بلکہ اُن کے ساتھ بُرا سلوک کیا اس لیے اُس کی تنبیہ کے لیے بندگان عالی نے ماہِ صفر ۱۱۹۷ھ میں کورٹلہ ہوتے ہوئے نرمل کی جانب توجہ فرمائی راجہ پدم سنگھ بہادر لشکر ظفر پیکر میں شریک تھے اور یہاں تک راجہ پدم سنگھ بہادر پر بادشاہ کو اعتماد تھا کہ طلایہ اور ہر قسم کا حزم و احتیاط اور فوج شاہی کی نگرانی اُن کے تفویض کی گئی تھی۔ اور اُن کو تمام شب فوج شاہی کے اطراف گشت کرنی پڑتی تھی۔ جب لشکر شاہی دریائے گوداوری کو عبور کرکے سرحد نرمل میں داخل ہوا تو احتشام جنگ نے فوج و توپ خانہ مہیا کرکے مقابلہ کیا مگر فوج شاہی نے پہلے ہی حملہ میں احتشام جنگ کی فوج کو منتشر کردیا۔ اب احتشام جنگ قلعہ جیتیال میں روپوش ہوگیا اور بذریعۂ مشیر الملک بہادر معافی چاہی بادشاہ نے براحم خسروانہ اُس کا قصور معاف کیا اور حاضر ہونے کی اجازت دی مگر احتشام جنگ نے پھر اپنا خیال بدل

بدل دیا اور اپنی منتشر شدہ فوج کو جمع کر کے شاہی فوج پر حملہ
کر دیا۔ یہہ حملہ طرفین سے بہت سخت تھا دونوں لشکروں سے
ہزارہا جانیں تلف ہوئیں اور بہت سے نامور اور بہادر افسر
مارے گئے آخر کار شاہی فوج نے باغیوں کو بھگا دیا۔ اور
احتشام جنگ کو قلعہ میں محصور رہنا پڑا اُس نے اپنی والدہ کو بادشاہ
کی خدمت میں بھیجکر اور اپنے والد کی جاں نثاریاں یاد دلا کر
معافی چاہی اور بتاریخ ۴ ربیع الاول اپنے دونوں ہاتھ
رومال سے باندھکر بادشاہ کی حضور میں حاضر ہو گیا چونکہ بادشاہ
کے پاس اُس کے باپ ابراہیم بیگ خاں دہونسہ کی بہت
قدر تھی اس لیے بادشاہ نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ سے
کھول دیے۔ خلعت و سرپیچ مرصع عطا کیا اور صوبۂ برار کی نظامت پر
مقرر فرما کر متفرق مقامات کا دورہ فرماتے ہوئے ۵ رشعبان
سنہ مذکور کو داخلِ حیدرآباد ہوئے اور راجہ پدم سنگھ کو پاندان
رخصت و سرپیچ مرصع مرحمت فرمایا۔

نرندھر سنگھ کا بمقابلہ فوج ٹیپو سلطان قلعۂ بادامی میں محصور ہونا اور پدم سنگھ کا بغرض امداد جانا

سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں نرندھر سنگھ کے قلعہ بادامی میں محصور ہو جانیکے
بعد ان کی امداد اور ٹیپو سلطان بہادر کی فوج کے مقابلہ کیلیے
لشکر شاہی بہ سرکردگی نواب شمس الملک بہادر و نواب

مشیر الملک بہادر روانہ ہوا راجہ پدم سنگہ فوج شاہی میں شریک تھے کامیابی کے ساتھ واپس ہوئے اس جنگ کی تفصیلی کیفیت راجہ نرندھر سنگہ کے واقعات میں بیان کیجائیگی۔

جنگ بنگلور

سنہ ۱۲۰۴ھ چوتھی رجب کو بندگانعالی نے بارادۂ مقابلہ ٹیپو سلطان بہادر زیبا باغ المعروف باغ گوردھن داس میں نزول اجلال فرمایا۔ امرائے نامدار مع لشکر جرار باغ کے روبرو وسیع میدان میں خیمہ زن تھے یکایک بارش غیر ہنگامی شروع ہوئی۔ اور اسقدر اولے برسے کہ خیمہ جات پارہ پارہ ہوگئے اور فوج کو تکلیف برداشت کرنے پڑی چارپایونکو بھی نقصان پہونچا۔ چند روزہ قیام کے بعد قلعۂ پانگل کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں سے مرشد زادۂ نواب سکندر جاہ کو مع افسران تجربہ کار مشیر الملک اعظم الامراء وابو القاسم میر عالم بہادر جانب سرینگ پٹن روانہ کیا پنڈت پرد ہان وہری پنڈت پہڑکیا بھی آکر مل گئے اور لارڈ کانوالیس بھی کلکتہ سے آئے۔ جنگ چھڑ گئی اور سنہ ۱۲۰۶ھ میں بنگلور پر انگریزی قبضہ ہوگیا۔ سرکار آصفیہ کو اس جنگ میں ایک کروڑ روپے نقد اور ایک کروڑ کا ملک ملا۔ اور یہہ جنگ سنہ ۱۲۰۷ھ میں ختم ہوئی۔ یہہ قحط سالی کا زمانہ تھا اور ایک روپیہ کو ایکسیر جوار ملنا دشوار تھا صرف کولاس ہی میں نہین تمام ملک دکن وگجرات وخاندیس وپنجاب وہندوستان میں قحط عظیم واقع ہوا

مؤرخ برہان پور لکھتا ہے کہ دو روپیہ فی سیر غلہ کا نرخ ہوا اور کہیں کہیں تو پانچ روپیہ چھ روپیہ کو ایک سیر بکنے لگا ہزاروں جانیں تلف ہوئیں راجہ پدم سنگھ و کنور نرندھر سنگھ نے ایام قحط میں رعایا کے ساتھ بڑی ہمدردی کی محتاجوں کو خیرات و معزز اشخاص کو غلہ قرض دیا۔

جنگ قلعہ کھرلہ

مہاجی سندھیا کے انتقال کے بعد دولت راؤ ان کا بیٹا جانشین ہوا اور نانا پھڑنویس نائب سلطنت مرہٹہ قرار پایا وہ ایک چالاک شخص تھا اُس کے اُبھارنے سے مرہٹوں کی ہمت بڑھی اور اُنھوں نے سرکار آصفیہ سے جنگ کی ٹھانی اس لیے بندگانعالی ۱۳ رشعبان ۱۲۰۹ھ کو حدود قلعہ کھرلہ میں پہونچے اور فوج مخالف سے معرکہ آرائی ہوئی ہزاروں سپاہی طرفین سے مقتول و مجروح ہوئے۔ قریب تھا کہ فتح و ظفر قرین حال آصفیہ ہو مگر مرہٹوں کی تازہ دم فوج امداد کے لیے پہونچ گئی جس سے مرہٹوں کی ہمت بڑھی بعض نمک حرام بسبب عداوت مشیرالملک مرہٹوں سے سازش کر کے عین وقت پر پہلو تہی کر گئے اور تاریکی شب میں پنڈاروں نے لٹیروں نے بھی حملہ کر دیا اور لوٹ مار شروع کر دی بندگانعالی قلعہ کھرلہ میں تشریف فرما ہوئے بائیس روز تک مینگا منہ جدال و قتال گرم رہا آخر پیشوا نے طرفین میں صلح کروادی اس صلح کی شرائط کے بموجب

مشیر الملک مرہٹوں کے تفویض کر دیے گئے۔

اس جنگ کے واقعات تاریخ خورشید جاہی میں بصراحت درج ہیں آخر الامر ۹ ر رمضان کو صلحنامہ لکھا گیا اور ۱۲ ر رمضان کو بندگان عالی کھرڈلہ سے روانہ ہوئے اور ۷ ر شوال کو حیدر آباد پہونچے۔ مشیر الملک کی جگہ راجہ شام راج بہادر ملکی و مالی معاملات فیصل کرنے کیلیے مقرر کیے گئے۔

تقرر فوج باقاعدہ و زوال جمعیت بے قاعدہ

واقعہ جنگ کھرڈلہ کے بعد سنہ ۱۲۰۹ھ میں بندگان عالی مرہٹونکی استیصال کے درپے ہوئے اور حسب مشورہ ابو القاسم میر عالم فیما بین ایسٹ انڈیا کمپنی و سرکار آصفیہ ایک عہدنامہ مرتب ہوا جس کی بنا پر فوج باقاعدہ کا انتظام ہو گیا۔ فوج کنٹینجنٹ قایم ہوئی اور انگریزی افسر فوج پر مقرر ہو گئے اور فرانسیسوں سے ہتھیار لیکر اُن کو خارج البلد کیا گیا اور انگریز قلمرو آصفیہ کے محافظ بنے اور اُن پر سرکار آصفیہ کو بوقت ضرورت مدد دینا لازمی قرار پایا۔ پنڈاروں اور لٹیروں کے انسداد کے لیے متفرق مقامات پر باقاعدہ فوجی چھاؤنیاں اور توپ خانہ رکھنے کا انتظام شروع ہوا اس کے بعد بڑی بڑی معرکہ آرائیوں میں فوج بیقاعدہ کے قدیم افسروں و جاگیرداروں و قلعداروں کو شریک ہونیکی ضرورت نہیں پڑی اور یہہ اپنے مستقر پر مقیم رہا کیے راجہ پدم سنگھ تو بوجہ ضعیفی اکثر مستقر پر رہا کرتے تھے اور نرندھر سنگھ اُن کے

قایم مقام فوج شاہی میں کارگزار تھے اس انتظام کے بعد اُن کو بھی آسایش ملی سنہ ۱۲۱۱ھ میں بعد فوت مادھوراو نواب مشیر الملک مرہٹوں کی نگرانی سے علیحدہ ہوکر پونا سے داخل حیدرآباد ہوئے بندگان عالی نے مشیر الملک کو بخطاب ارسطو جاہ خدمت وکیل مطلق و مختار دولت آصفیہ سے سرفراز فرمایا۔

سنہ ۱۲۱۲ھ میں بندگان عالی بعارضۂ فالج بیمار ہوئے۔ حکمائے حاذق کے معالجہ سے بافضال الٰہی صحت حاصل ہوئی۔

جنگ سرینگ پٹن

ٹیپو سلطان بہادر کو بمقابلہ فوج انگریزی متواتر شکست ہونے اور بہت سا ملک قبضہ سے نکل جانے کے بعد بہت دور کی سوجھی اور اُس نے نپولین بوناپارٹ سے مدد طلب کی لیکن اس وقت نپولین مصر پر جنگ آزما تھا اس لیے ٹیپو سلطان بہادر کے استیصال کا خیال لارڈ ولزلی کو ہوا اور اُنھوں نے سرکار آصفیہ سے فوجی مدد مانگی بنا بر آں بموجب عہد نامہ بابتہ سنہ ۱۲۰۹ھ منجانب سرکار آصفیہ ابو القاسم میر عالم دہادی الدولہ بہرام جنگ مع آٹھ ہزار سوار اور چار پلٹن کے سنہ ۱۲۱۳ھ میں حیدرآباد سے روانہ ہوکر فوج انگریزی مدراس و ملبار میں شامل ہوئے اور جمعیت متفقہ نے سرینگ پٹن پر حملہ کیا عین معرکۂ جدال و قتال میں ٹیپو سلطان بہادر نے بہادرانہ طریق پر ملک اور ملک کے ساتھ اپنی جان بھی دی اس واقعہ عظیم کی تاریخ تاریخ برہانپور میں

ٹیپو بوجہ دین محمد شہید شد ۱۲۱۴ اور تاریخ لبستان آصفیہ میں

نسل حیدر شہید اگر شد ۱۲۱۴

لکھی ہے ملک مفتوحہ کے جو اضلاع ملک سرکار عالی سے ملحق تھے ان کا الحاق ممالک محروسہ سرکار عالی میں ہوا۔ بعد واپسی میر عالم بہادر فوج کنٹنجنٹ کی چھاؤنی اوال کے قریب مقرر ہوئی اور بزمانۂ سفارت مسٹر کرک پاترک حشمت جنگ رزیڈنٹ بہادر انگریزی فوج کی چھاؤنی قریب تالاب حسین ساگر قرار پائی اور سکندرآباد کی عمارت اور کوٹھی رزیڈنسی کی بنیاد آغاز کیگئی۔

تقریب شادی شہزادہ سکندرجاہ بہادر

سنہ ۱۲۱۵ھ میں ولیعہد جناب سکندرجاہ بہادر کی شادی جہاں پرور بیگم صاحبہ دختر نیک اختر سیف الملک عرف مالی میاں ابن اعظم الامرا مشیر الملک سے بہ تکلف تمام و حسن مالا کلام انجام پذیر ہوئی۔

وفات نواب میر نظام علیخاں بہادر

سنہ ۱۲۱۸ھ میں بتاریخ ۷ ربیع الثانی نواب میر نظام علیخاں بہادر دارفانی سے عالم جاودانی کو روانہ ہوئے آپ کی عمر ستر سال چھ ماہ سترہ یوم کی تھی اور بیالیس سال آپ نے حکومت کی صحن مکہ مسجد میں مدفون اور غفران مآب کے لقب سے مشہور ہوئے۔

تاریخ وفات جو بہ سر مزار سنگ مرمر کی جالی کے دروازہ پر کندہ ہے۔

بہ روح پاک میر نظام علی مدام — خوانند با وضو ہمہ اشخاص فاتحہ
زایں مصرعہ عجیب دو تاریخ راانجواں — مستوجب بہشت و باخلاص فاتحہ

فرماں روائی نواب میر اکبر علیخاں سکندر جاہ بہادر آصف جاہ سوم

نواب سکندر جاہ بہادر آصف جاہ دوم کے سب سے بڑے فرزند تھے غرۂ رجب ١١٨٢ھ کو پیدا ہوئے اور بتاریخ ٢٢ ربیع الثانی ١٢١٨ھ کو سریر آرائے سلطنت دکن ہوئے تخت نشینی کی تقریب میں راجہ پدم سنگھ ونرندھر سنگھ نے حاضر دربار ہوکر نذریں پیش کیں اور مورد الطاف شاہی ہوئے جاگیرات بدستور بحال رہیں اور سرپیچ مرصع عطا ہوا دونو راجہ کامیابی کے ساتھ کولاس واپس آئے۔

آصف جاہ ثالث نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اپنے بھائیوں کی تنخواہ میں (جو تین تین ہزار تھی) ایک ایک ہزار کا اضافہ کیا۔

حسب دستور قدیم فرمان عالی شان منجانب شاہ عالم ثانی بادشاہ ہندوستان دہلی سے استقلال ریاست موروثی کے متعلق

پہونچا آپ نے اپنے متقدمین کی طرح فرمان کے استقبال کیلیے بلدہ سے باغ لنگم پلی تک تشریف فرما ہوکر ایلچی کے ہاتھ سے باعزاز تمام فرمان لیا۔

فیمابین دولت آصفیہ وحکومت انگریزی جو سابق میں معاہدے ہوئے تھے آپ نے اس کی تصدیق کرکے بدستور اتحاد قایم رکھا۔

۱۲۱۹ھ میں ۲۸ محرم کو نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ قدیم مدار المہام کا بعارضہ تپ محرقہ انتقال ہوگیا اور بتاریخ ۱۴ ربیع الثانی ابو القاسم میر عالم بہادر خدمت وزارت سے سرفراز کیے گئے اس عرصہ تک راجہ رگھوتم راؤ نائب پیشکار وزارت کا کام انجام دیتے رہے۔

آصف جاہ ثالث کی ولیعہدی کے زمانہ میں راجہ مہیت رام پیشکار تھا آصف جاہ ثانی نے اپنے آخر زمانہ میں اس کو چودہ ہزار جوانان یعنی علاقہ موسی رنمو فرانسیسی وجوانان عرب ورد ایل وسواران جملہ چالیس ہزار فوج کا افسر بناکر پنڈار وںکی شورش رفع کرنے کے لیے سرحدی اضلاع صوبہ برار وغیرہ کی جانب بھیجا تھا اور سبحان خاں وصلابت خاں درویش خاں (معتمد اران) وغیرہ بھی اس کے ساتھ متعین کیے گئے تھے بعد جلوس آصف جاہ ثالث پیشکار مذکور حیدرآباد آیا اور مدار المہامی کی خدمت حاصل کرنے کی ہوس کرنے لگا۔ میر عالم بہادر نے پیشکاری کی خدمت پر قناعت کرنے کی تفہیم کی لیکن وہ اپنے

خیال سے باز نہ آیا اور حضور کو میر عالم بہادر سے بدظن بنانیکی کوشش کرنے لگا آخر میر عالم بہادر نے باتفاق راے سڈنہم صاحب بہادر رزیڈنٹ حضور سے عرض کر کے مہیت رام کو خارج البلد کرا دیا اور بجاے اس کے گوبند بخش برادر خورد راجہ چندو لعل کو پنڈاروں کی شورش رفع کرنے کے لیے لشکر ضلعداری کا سردار مقرر کیا۔ مہیت رام نے قلعہ سکر شاہ پور میں جاکر فوج جمع کی اور آمادہ فساد ہوا لیکن حیدر آباد کی انگریزی فوج نے اس کو تباہ کر دیا۔

سنہ ۱۲۲۱ھ میں راجہ چندو لعل بہادر بہ عہدہ پیشکاری سرفراز ہوے۔ اسی سال میں میر عالم بہادر نے تالاب کی تعمیر آغاز کی۔ مولوی محمد خلیل الرحمن صاحب برہان پوری نے لکھا ہے کہ تین لاکھ روپے تعمیر تالاب میں اور ایک لاکھ روپے تعمیر نہر میں صرف ہوئے غالباً بعض قطعات زمین کی قیمت بھی اسمیں شامل ہوگی۔ اسی عہد میں عیدگاہ جدید بھی منجانب سرکار تعمیر ہوئی۔ سنہ ۱۲۲۳ھ میں بتاریخ ۲۰ شوال میر عالم بہادر کا انتقال ہوا۔ اندرون بلدہ میر مومن صاحب کے دائرے میں مدفون کیے گئے۔

سنہ ۱۲۲۴ھ میں بتاریخ ۱۵ رجب نواب منیر الملک بہادر داماد میر عالم خدمت مدار المہامی پر مقرر کیے گئے سنہ ۱۲۲۹ھ میں خونخوار پنڈاروں کی تنبیہ کے لیے سرکار آصفیہ کی فوج کے علاوہ بسرکردگی مسٹر مالکم انگریزی فوج بھی روانہ ہوئی۔ سندھیا اور پنڈاروں کے

سردار امیر خان نے سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کر لی ۔ ۱۲۳۳ھ میں حکومت
پیشوائے پونہ و سرکار انگریزی میں جنگ چھڑ گئی ۔ باجی راؤ مغلوب
ہو کر مسٹر مالکم کے قبضہ میں آگیا اور ایک لاکھ روپے ماہوار وظیفہ پر
قصبہ بٹھور میں قریب بنارس سکونت پذیر ہوا اور تمام ملک سرکار
پیشوا و حکومت پونا و ملک ناگپور مقبوضہ رگھوجی بھونسلہ پر سرکار
انگریزی کا قبضہ ہو گیا رقم چوتھ بابت زمینداری جو مرہٹوں کو ملک
براڑ وغیرہ سے ملا کرتی تھی موقوف ہو گئی ۔

۱۲۳۴ھ میں امساک باراں کی وجہ سے قحط اور اختلاف
آب و ہوا کے سبب سے موسم گرما میں ہیضہ پھوٹ پڑا ۔

۱۲۳۸ھ میں سلخ ذالحجہ کو مولوی عبدالکریم صاحب مسجد منڈی
میر عالم میں مہدوی سپاہیوں کے ہاتھوں قتل کیے گئے ۔ ۲ محرم ۱۲۳۹ھ
کو جمعہ کے روز اہل سنت جماعت مکہ مسجد میں جوق جوق جمع ہوئے
اور چنچل گوڑہ پر یورش کی ۔ طرفین سے بہت آدمی مارے گئے
جمعیت انگریزی نے چنچل گوڑہ کا محاصرہ کر لیا ۔ آخر مہدویوں
نے چنچلگوڑہ خالی کر دیا اور متفرق مقامات پر چلے گئے ۔

۱۲۳۹ھ تک راجہ پدم سنگھ کولاس میں بیٹھے ہوئے اپنے
وکیل کے توسط سے واقعات بالا سنتے رہے جب ضعیفی نے
ضعف بڑھا دیا تو کولاس سے کیلاس کی جانب رجوع
ہو گئے ۔

راجہ پدم سنگھ کی موت اور اُس کی اولاد کا ذکر

راجہ پدم سنگہ فوج شاہی کے بہادر افسر تھے اور اُن کی فوج نواب رفعت الملک بہادر کی فوج کے ساتھ بڑے بڑے معرکوں میں شامل رہتی تھی۔ اس کے علاوہ راجہ نے بادشاہ کے ہمراہ رکاب سر معرکہ میں شریک رہ کر کارہائے نمایاں کیے اور ناموری پیدا کی تھی۔ کولاس کے سن رسیدہ باشندے اپنے بزرگوں سے سُنے ہوئے واقعات روایت کرتے ہیں کہ راجہ کے جلوس میں اکسٹھ ہاتھی اور باربرداری کے چھ سو اونٹ رہتے تھے۔ اور خونی مجرموں کے نسبت قصاص کا فیصلہ نافذ کرنے کی اجازت تھی راجہ نے اپنی ساری عمر اطاعت گزاری اور فرماں برداری سرکار میں گذار کر طبعی موت سے ۱۲۳۹ھ میں انتقال کیا اور اپنے بعد دو وارث چھوڑے۔ بڑے فرزند نرندھر سنگہ جو اپنے والد کے جانشین ہوئے اور چھوٹے فرزند دسے سنگہ جو لاولد مرے اُن کی رانی نے مینی سنگہ فرزند نین سنگہ کو متبنےٰ لیا تھا قصبہ برکور اُن کی جاگیر تھی۔

راجہ پدم سنگہ کو غیر ملت کی عورت کے بطن سے دو فرزند ایک عمر یار خاں دوسرے شرف یار خاں تھے دونوں کو مواضع اننت پلی و مرزاپور راجہ نے بطور جاگیر عطا کیے تھے۔

راجہ نرندھر سنگہ بہادر المخاطب سوائی پدم سنگہ

راجہ نرندھر سنگہ کا خطابی نام راجہ سوائی پدم سنگہ تھا بعض کاغذات میں نرپت سنگہ فرزند پدم سنگہ بھی لکھا ہے باپ کے

مرنے کے بعد اُن کے جانشین ہوئے بچپن ہی سے اپنے باپ کے
ہمراہ شاہی لشکر کی معرکہ آرائی میں شریک رہا کرتے تھے شجاع
دلیر قوی تن ذہین و چالاک تھے ورزش کا بہت شوق تھا
نوجوانی میں ہی اپنے باپ سے بلند قامت ہو چکے تھے۔ بزمانہ
پیرانہ سالی راجہ پدم سنگھ خانہ نشین ہو گئے تھے اور راجہ نرندھر سنگھ
فوج شاہی کیساتھ رہا کرتے تھے۔

سوائی پدم سنگھ خطاب ملنے کی اسباب

راجہ پدم سنگھ کے جنگی کارنامے کے اخیر حصہ میں تسخیر قلعہ باداپی
کا مختصر ذکر کیا گیا ہے۔ چونکہ راجہ نرندھر سنگھ کو اس معرکہ کی عمدہ
کارگزاری کے صلہ میں سوائی پدم سنگھ کا خطاب ملا ہے اسلیے
یہ واقعہ بصراحت بیان کیا جاتا ہے جب ٹیپو سلطان بہادر والیِ
سرینگ پٹن نے توسیع مقبوضات کی کوشش شروع کی اور حد
ملک آصفیہ اور مرہٹوں کے علاقہ میں قدم بڑھائے تو نواب
نظام علیخاں بہادر رئیس دکن نے اس کے انسداد کا قصد فرمایا
اور ۱۳ جمادی الثانی سنہ ۱۲۰۱ ہجری کو دریائے پورنا عبور کرکے
قلعۂ باداپی کا محاصرہ کر لیا چونکہ قلعہ کے اطراف کوئی وسیع میدان
نہ تھا بلکہ دو جانب بڑے بڑے پہاڑ تھے جن کا سلسلہ دور تک
چلا گیا تھا اور ایسے تنگ مقام پر غنیم کے شب خوں مارنے کا
خوف لگا ہوا تھا اس لیے آپ نے بہت جلد اپنی فوج ہٹائی اور
ایک وسیع میدان میں خیمہ زن ہوئے لیکن وہاں رسد بر وقت

نہ پہونچ سکی اور گرانی زیادہ ہوگئی اس لیے نظر بہ مصلحت وقت بادشاہ
نے معاودت کی مگر اپنے تیس ہزار سوار اور پیدل مع افسران
فوج نواب شرف الملک بہادر و نواب رفعت الملک بہادر
و نواب حشمت جنگ و کنور نرندھر سنگھ و راجہ تیج سنگھ وجودہ سنگھ
و بیچے سنگھ و رستم راؤ پانڈرہ و محمد لودی خاں و سوائی خان و
داؤد خاں وغیرہ محاصرہ قلعہ پر چھوڑ دیا اور سرکردہ ہائے فوج پونہ
کی اعانت کا حکم دیا لشکر شاہی نے محاصرین قلعہ کو گولہ باری سے تنگ
کرکے بامن جان قلعہ خالی کروالیا۔ جب قلعہ پر آصف جاہی فوج
کا قبضہ ہونے کی خبر ٹیپو سلطان بہادر کو ملی تو وہ ایک لاکھ پیادہ
اور ساٹھ ہزار بارہ اور چونسٹھ ہزار سوار اور تین سو توپ
و گرنال اپنے ساتھ لے کر ۲۶ ماہ رجب سنہ ۱۲۰۱ھ ہجری کو فوج شاہی
کے مقابل ہوا فوج شاہی جس میں کنور نرندھر سنگھ بھی شریک تھی
قلعہ میں محصور ہوکر ٹیپو سلطان بہادر کی فوج سے لڑتی رہی اور
باوجود محصور ہونے کے مخالف فوج کے سترا فسر اور تخمیناً پندرہ ہزار
سواروں اور پیادوں کو بضرب توپ و گرنال و تفنگ ہلاک
کر ڈالا جب فوج شاہی کے محصور ہونے کی اطلاع آصف جاہ ثانی
بادشاہ دکن کو ملی تو اُن کی غیور و بہادر طبیعت نے اس مہم کے
سرکرنے کا بار اپنے سر لیا اور فوراً شہر کے باہر خیمہ زن ہوگئے
نواب شمس الملک بہادر اور نواب مشیر الملک بہادر نے
بادشاہ کو سمجھایا کہ یہ کوئی ایسی بڑی مہم نہیں ہے کہ خود بدولت کو
زحمت گوارا کرنے کی ضرورت ہو یہ کام ہم لوگ باسانی انجام دیسکتے ہیں

امرا کے کہنے سُننے پر بادشاہ نے اپنا قصد ملتوی کر دیا اور نواب شمس الملک بہادر و نواب مشیر الملک بہادر کی سرکردگی میں فوج کا روانہ ہونا قرار پایا جب یہہ خبر کولاس تک پہونچی اور بوڑھے راجہ پدم سنگ کو معلوم ہوا کہ اُس کا جوان بیٹا کنور نرندھر سنگہ محصور ہو گیا ہے تو وہ باوجود پیرانہ سالی اولاد کی محبت کے مارے نہایت بے چین ہو کر یلغار کولاس سے حیدر آباد پہونچا۔ فوج شاہی چلنے کو تیار تھی جس میں عظیم الملک بہادر۔ سیف الملک بہادر۔ مجاہد الدولہ بہادر۔ شجاع الدولہ بہادر۔ نادر الدولہ بہادر۔ کرم الدولہ بہادر۔ کامیاب جنگ بہادر۔ سر بلند جنگ بہادر۔ بہرہ یاب جنگ بہادر۔ دایم جنگ بہادر۔ راجہ راؤ رنبھا بہادر۔ راجہ مان سنگہ بہادر اور راجہ چنبا بہادر۔ اور سرگردہ ہائے رسالہ یعنے رسالہ داران سید کرم علیخاں۔ محمد اللہ بخش۔ سید عمر خاں اور سیدی عنبر خاں اپنی اپنی فوج لیے ہوے شریک تھے بوڑھے راجہ پدم سنگہ بھی بادشاہ سے اجازت حاصل کر کے فوج شاہی کے ہمراہ ہو گئے یہہ فوج یکم شعبان سنہ ۱۲ ہجری کو حیدر آباد سے روانہ ہوئی الغرض محصورین کی امداد کے لیے جب فوج شاہی پہونچ گئی تو وہ بھی قلعہ سے باہر نکل کر فوج مخالف پر ٹوٹ پڑے۔ سخت معرکہ آرائی کے بعد دو جانب کے حملوں سے دشمن مغلوب ہو گیا اور کامیابی کے ساتھ لشکر شاہی رزمگاہ سے حیدر آباد واپس پہنچا دربار عام میں افسران فوج نے فتح کی نذریں بادشاہ کے سامنے پیش کیں۔ راجہ پدم سنگہ و کنور نرندھر سنگہ حاضر دربار تھے۔ نواب رفعت الملک بہادر نے

کنور نرندھر سنگھ کی شجاعت و بہادری کا ذکر کیا اور اُنکی کارگزاری کی تفصیلی کیفیت سُنائی بادشاہ نے محبت بھری نظر سے دونوں کو دیکھا" کنور نرندھر سنگھ اپنے باپ سے طویل القامت اور قوی تن تھے" بادشاہ نے تبسم کرکے فرمایا کہ پدم سنگھ تمہارا بیٹا تم سے سوائی ہے" یعنی ربع حصہ بڑھکر ہے" آج سے اس کو سوائی پدم سنگھ کہنا چاہیے کنور نرندھر سنگھ نے سرفرازی خطاب کی نذر پیش کی جو قبول ہوئی اور خلعت کے ساتھ پاندان رخصت مرحمت ہوا راجہ اپنے مستقر مقام کولاس میں مقیم رہے اپنے والد کے انتقال کے بعد راجہ سوائی پدم سنگھ دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ ماتم پرسی کا دوشالہ مرحمت ہوا اور دفتر دیوانی مالی سے مقبوضہ جاگیرات ذاتی و مشروطی بدستور بحال رہے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی اور سرکار آصفیہ کے معاہدے کے بعد فوج باقاعدہ کا انتظام ہوگیا اس لیے متفرق فوج متعینہ کولاس جس کی تنخواہ کا تعلق تعلقات مقبوضہ نواب رفعت الملک سے تھا برخاست ہوگئی۔ مشروطی جاگیرات کے بموجب جوانان احتشام وغیرہ حفاظت قلعہ کولاس کے لیے حسب عملدرآمد حاضر و کارگزار رہے۔ اس کے بعد راجہ کو پنڈاروں اور لٹیروں کی رفع شورش کے سوا کسی بڑے معرکہ جنگ میں شریک رہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔

نواب سکندر جاہ بہادر کی وفات

نواب سکندر جاہ بہادر ۲۶ سال بادشاہت کرکے ۴۲ سال کی

عمر میں بتاریخ ۱۷ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ بعارضہ استسقا دنیائے ناپائدار سے عالم دار القرار کی جانب روانہ ہوئے مولوی میر شجاع الدین صاحب و مولوی محمد حیدر صاحب لکھنوی و قاضی محمد ذوالفقار خاں صاحب و علما و مشائخین شاہی و جمیع امرا و اراکین دولت شریک تجہیز و تکفین تھے صحن مکہ مسجد میں دفن کیے گئے اور مغفرت منزل آپکا لقب مقرر ہوا دو تاریخیں مقبرہ کی جالی پر کندہ ہیں۔

چوں سکندر جاہ از آفاق رفت | ہر مکاں شد از غمش بیت الحزن
برکشیدم آہ گفتم سالِ اُو | راہیٔ فردوس شد شاہِ دکن

۱۲۴۴

دیگر

بود شاہِ دکن سکندر جاہ | در سلاطین ہند بے ہمتا
عادل و باذل و شجیع و جری | معدنِ خلق و کانِ علم و حیا
چوں بگلگشت باغ جنت رفت | داغ حسرت گذاشت بر دلہا
شدہ در ماتمش جہاں تاریک | پُر شد از غم زمین تا بسما
آمدش از سرِ الم تاریخ | آہ رفت آفتاب از دنیا

۱۲۴۴

فرماں روائی نواب ناصر الدولہ میر فرخندہ علیخاں بہادر آصفجاہ چہارم

نواب ناصر الدولہ بہادر جناب مغفرت منزل کے سب سے بڑے

فرزند تھے بتاریخ ۲۴ رمضان شریف ۱۲۴۹ھ بمقام محمد آباد بیدر فضیلت النسا بیگم صاحبہ کے بطن سے تولد ہوئے۔ اور کم سنی میں بخطاب ناصر جنگ ناصر الدولہ مخاطب کیے گئے۔ اور بروز یکشنبہ بتاریخ انیسویں ذی قعدہ تخت سلطنت دکن پر جلوس فرمایا۔

نواب منیر الملک بہادر مدار المہام اور راجہ چندو لعل پیشکار اپنی اپنی خدمت پر بحال رہے لیکن مدار المہامی و پیشکاری دونوں خدمات کی انجام دہی راجہ چندو لعل ہی کے ذمہ رہی۔

مارٹین صاحب بہادر رزیڈنٹ حاضر دربار ہوئے اور قدیم عہد نامہ کے موافق ایسٹ انڈیا کمپنی سے جدید عہد نامہ مرتب ہوا۔

جشن نوروز کے دربار میں راجہ سوائی پدم سنگھ نے بھی حاضر ہو کر نذر تہنیت تخت نشینی پیش کی اسی دربار میں نواب شمس الامرا کو خطاب امیر کبیر عطا ہوا۔

۱۲۴۶ھ میں دکن میں قحط پڑا سرکار کی جانب سے رعایا کی امداد کے لیے دور دور سے غلہ فراہم کیا گیا۔ چادر گھاٹ کا پل بھی اسی سال تعمیر ہوا۔ اسی سال راجہ چندو لعل کے جلوخانہ میں عربوں اور سکھوں میں جنگ عظیم ہوئی طرفین کے بہت سے سپاہی مارے گئے آخر سکھ مغلوب ہو کر چل دیے۔

۱۲۴۸ھ میں نواب منیر الملک نے بعارضۂ ہیضہ وبائی انتقال کیا راجہ چندو لعل بدستور مدار المہامی کا کام انجام دیتے رہے۔

سنہ ۱۲۴۹ھ میں فرمان منجانب سلطان محمد اکبر ثانی بادشاہ دہلی حسب عملدرآمد قدیم بذریعۂ ایلچی وصول ہوا حضور نے بموجب دستور قدیم باغ لسنگم بیلی تک استقبال کیا اور فرمان کی بڑی تعظیم کی۔

راجہ سوائی پدم سنگہ کا انتقال ور اُن کی اولاد کا ذکر

راجہ سوائی پدم سنگہ نے اپنی زندگی کا تمام حصہ اطاعت گزاری سرکار میں گذارا اور ایک سچے وفادار ملازم بنے رہے سنہ ۱۲۵۴ھ میں بمقام کولاس ان کا انتقال ہوا ۱۴ سال انھوں نے راج کیا اور اپنے بعد دو وارث چھوڑ گئے۔ بڑے فرزند لچھمن سنگہ اور چھوٹے فرزند نین سنگہ تھے۔

راجہ لچھمن سنگہ بہادر

سوائی پدم سنگہ کے انتقال کے بعد اُن کے بڑے فرزند راجہ لچھمن سنگہ اپنے باپ کے جانشین ہوئے۔ بذریعۂ وکیل سے رقم نذرانہ حضور میں داخل کی اور اپنی موروثہ جاگیرات پر بدستور قابض رہے۔ فوج کنٹیجنٹ کی چھاؤنیاں متعدد مقامات پر متعین ہو چکی تھیں اس لیے اُن کو کہیں جنگ آزمائی کا اتفاق نہیں ہوا اُن کی زندگی نہایت اطمینان سے بسر ہوئی۔ پانچ سال حکومت کر کے سنہ ۱۲۵۹ھ میں کولاس ہی میں طبعی موت سے قضا کی ان کے کوئی اولاد نہیں تھی اس لیے اُن کے چھوٹے بھائی نین سنگہ

مسند نشین ہوئے۔

راجہ نین سنگھ بہادر

راجہ نین سنگھ سوائی پدم سنگھ بہادر کے چھوٹے بیٹے اپنے بھائی لچھمن سنگھ کے انتقال کے بعد سمستان کولاس کے والی بنے آدمی سپاہی منش جنگجو طبیعت کے تھے معرکہ آرائی اور نام آوری کا شوق تھا مگر اس کو پورا کرنے کا کوئی موقع نہ ملتا تھا۔ عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد بغرض تجدید اسناد وحصول خطاب حیدرآباد پہونچے۔

معزولی راجہ چندولعل بہادر و تقرر راجہ رام بخش بر عہدۂ پیشکاری

یہ وہ زمانہ تھا کہ راجہ چندولعل بہادر اپنی خدمت سے معزول ہو چکے تھے جس کے واقعات یہ ہیں کہ بہ سبب کثرت سخاوت راجہ چندولعل کے مخارج مداخل سے زیادہ تھے۔ سنہ ۱۲۵۹ھ میں سپاہیوں۔ ملازموں اور اقرباے حضور کو تنخواہ ملنا دشوار ہو گیا۔ حضور نے جنرل فریزر صاحب بہادر رزیڈنٹ کو طلب فرمایا اور انتظام امور ریاست کے متعلق مشورہ لیا۔ بتاریخ دہم شعبان سنہ مذکور راجہ چندولعل بہادر خدمت جلیلہ سے معزول کیے گئے اور ان کے برادرزادہ راجہ رام بخش کو خدمت پیشکاری مرحمت ہوئی اور راجہ چندولعل کے اخراجات وخیرات کے لیے تیس ہزار روپیے ماہوار مقرر کی گئی۔ راجہ نین سنگھ نے بذریعۂ دفتر مال رقم نذرانہ

سرکار میں داخل کرکے اپنے استقلال کے متعلق انکا بات حاصل کریں
اور راجہ کولاس بن کر کامیابی کے ساتھ کولاس واپس آ سکے۔

قلعہ قندہار دکن پر راجہ نین سنگھ کا حملہ

سجان سنگھ قندہار کا راجہ فوت ہوچکا تھا اس کا علاتی چھوٹا بھائی ہیرا سنگھ راجہ بننے کی کوشش کر رہا تھا مگر سجان سنگھ کی ماں دھرتیا بائی نے کارپردازوں کی حمایت سے امور راج میں اس کو دخیل نہونے دیا اور ایسا بندوبست رکھا کہ ہیرا سنگھ اپنی ہیر(؟)ازی کا انتظام نہ کر سکے اور خود کاروبار جاگیر انجام دیتی رہی کہتے ہیں کہ ہیرا سنگھ نے بہ لحاظ قرابت راجہ نین سنگھ سے دریردہ امداد چاہا تھا۔ راجہ نین سنگھ نے قندہار کے راج کی بے سروسامانی کی کیفیت سن کر تین سو سوار اور پیادے فراہم کیے اور دو ضرب توپ اور سامان انتظام سے بغرض تسخیر قلعۂ قندہار موضع باچوٹی کے رستہ سے داخل سرحد قندہار ہوا ادھر دھرتیا بائی نے اپنے موجودہ سپاہیوں کے علاوہ کچھ ہنگامی جوان بھرتی کر کے بستی اور قلعہ کی حفاظت کا انتظام کر لیا اور قلعہ کے ابراہیمی بُرج پر سے سُرخ رنگ کا قدیم پرچم نکال کر اپنی چولی (انگیا) جھنڈے پر چڑھا دی اس سے یہ مراد تھی کہ چولی پہننے والی عورت فوجی مقابلہ کے لیے تیار ہے کولاس کی فوج اور قندہار کی فوج سے پھول ملی دردو منیار کے بند پر مقابلہ ہوا قندہار والوں نے ممکنہ مزاحمت کی مگر کولاس کی فوج آگے بڑھتی گئی جب قلعہ پر سے توپیں سر ہونے لگیں تو راجہ نین سنگھ نے

اپنی فوج کو لعل باغ کے رستہ سے بھوانی کی ٹیکری کے مشرقی جانب
توپوں کی زد سے بچنے کے لیے ہٹا لیا اور بالائے کو ہیچہ مذکور
اپنے ہمراہی دو توپوں سے مورچہ قایم کر کے قلعہ کی توپوں کا جواب
دینے لگا قلعہ کی چھوٹی عنبر شاہی توپ کے گولہ سے کولاس کے
رسالہ کا صرف ایک سوار اور ایک پیدل عرب ضائع ہوا تھا اور
ابھی طرفین کی معرکہ آرائی کی ہوس پوری نہیں ہوئی تھی کہ راجہ
نین سنگھ کی نظر چولی کے نشان پر پڑی چونکہ وہ بہادر شخص تھا اس نیے
بے حد متاثر ہوا اور عورت پر فوج کشی کرنی پسند نہیں کی اس کے علاوہ
یہہ بات تھی کہ اس مستحکم قلعہ کی فتح کے لیے اور سامان بھی کافی نہیں
تھا ان وجوہ سے اُس نے اپنا ارادہ بدل دیا اور کولاس کو واپس
ہوگیا۔

وزارت نواب سراج الملک بہادر — سنہ ۱۲۶۲ھ میں ۱۶ ذیقعدہ
کو نواب سراج الملک بہادر خلعت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے۔

قصبہ برکور پر لڑائی

جب قصبہ برکور من مضافات سمستان کولاس کی ضبطی کا حکم
نواب سراج الملک کے اجلاس سے صادر ہوا۔ اور جمعیت جان پنگلس
بغرض ضبطی موضع مذکور بھیجی گئی تو راجہ نین سنگھ نے اس سے مقابلہ کیا
عین معرکہ میں جمعیت جان پنگلس کا افسر گولی کی زد سے مر گیا اور
جمعیت منتشر ہو گئی۔ کولاس کی فوج نے مخالفین کو گرفتار کر لیا تاہم
راجہ نے اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا اُن کی دعوت کر کے اور

اخراجات سفر دے کر واپسی کی اجازت دی اس کے علاوہ پیش کش اور عرضداشت سرکار کی خدمت میں اپنے وکیل کے ذریعہ سے گزرانی براحم خسروانہ پیشگاہ نواب ناصر الدولہ بہادر سے قصبہ پرکور کی سند بنام ابنی سنگھ فرزند خورد راجہ نین سنگھ عطا ہوئی یہ واقعہ ۱۲۵۵ف مطابق ۱۲۶۲ھ کا ہے۔

راجہ کا انتقال

اس کے ایک سال بعد راجہ ضعف جگر و بخار کے عارضہ میں مبتلا ہوگیا جب علالت میں طوالت ہوئی تو بہ غرض معالجہ حیدرآباد میں آکر کشن باغ میں مقیم ہوا۔ بادشاہ نے براحم خسروانہ اپنی پیشگاہ میں طلب فرما کے عزت افزائی فرمائی اور تسکین دی۔ اور بغرض معالجہ شاہی حکیم مقرر کئے۔ دس ہزار روپئے نقد بھی مرحمت فرمائے لیکن راجہ کا پیمانہ حیات لبریز ہوچکا تھا کوئی علاج مفید نہیں ہوا۔ اور وہ ۱۲۵۶ف مطابق ۱۲۶۳ھ میں دنیا سے سدھارا۔ موسی ندی کے کنارے چتا میں رکھ کر لاش جلا دی گئی۔

خاص رانی کے بطن سے راجہ نین سنگھ کے دو بیٹے تھے بڑے بیٹے راجہ دیپ سنگھ جی باپ کے جانشین ہوئے اور چھوٹے بیٹے ابنی سنگھ کو روپ سنگھ نے متبنی لیا تھا۔ قصبہ برکور کے جاگیردار ہوئے۔ راجہ کو دوسری بیوی کے بطن سے ایک فرزند مان سنگھ تھا جس کے نام ماہانہ پچاسی (۸۵) روپے تنخواہ مقرر تھی۔ ان کے بعد ان کے فرزند کے نام منتقل ہوئی۔

راجہ دیپ سنگہ بہادر

راجہ نین سنگہ کے انتقال کے بعد اُن کے فرزند راجہ دیپ سنگہ بہادر جانشین ہوئے اور حسب دستور سابق بموجب اسناد عطیۂ سرکار بجاگیرات ذات و مشروط احشام قلعۂ کولاس مخبرگیری متعلقات و پیران پدم سنگہ متوفی ازطرف بگینذہ پندرہ موضع و ازطرف برکور تین موضع محاصلی بیس ہزار چھیالیس روپیے من بعد ازطرف بگینذہ علاقہ مولوی محمد عمر صاحب دو موضع محمد ابدرہ وغیرہ محاصلی ایک ہزار چار سو اکیاسی روپیے (۱۴۸۱) سرفراز کیے گئے راجہ مستقر کولاس پر رہ کر حکم سرکار کی تعمیل کیا کرتے تھے۔

رگھوناتھ رام سے مقابلہ

قصبۂ اجنی کے جاگیردار صاحب کے ذمہ رگھوناتھ رام نے اپنے مطالبات قائم کر کے قصبۂ مذکور پر قبضہ کر لیا تھا۔ جاگیردار کے استغاثہ پر پیشگاہ سرکار سے فرمان بنام راجہ دیپ سنگہ شرف صدور لایا کہ قصبۂ اجنی پر جاگیردار کو قبضہ دلوایا جائے۔ راجہ نے بہ تعمیل حکم سرکار قصبۂ اجنی کا محاصرہ کر لیا اور رگھوتم رام کے کارپردازوں کو نکال کر جاگیردار کا قبضہ کرا دیا۔

کرب گل پر روہیلوں سے مقابلہ

قصبۂ کرب گل پر روہیلوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ راجہ نے حسب فرمان سرکار

اپنی موجودہ فوج سے مقبوضۂ مذکور پر چڑھائی کی اور گروہ رو اہل پر حملہ کر کے گاؤں ان کے قبضہ سے واپس لے لیا۔

اس راجہ کے عہد میں اس قسم کی چھوٹی چھوٹی معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ قدیم کاغذات سے بیس مواضع کے علاوہ اور دس مواضع بطور معافی وغیرہ سمستان کو اس کے زیر اثر اور راجہ کے قبضہ میں رہنا پایا جاتا ہے۔

واقعات ملکی

۱۲۶۴ھ میں شیعہ مذہب کے بعض معمولی اشخاص بلدہ میں سر بازار اپنی عبادت میں ایسے متعصبانہ و بے ادبانہ الفاظ بلند آواز میں ادا کرنے لگے جو سنیوں کی اشتعال طبع کا باعث ہوئے اور اس کی مزاحمت نے فساد کی صورت اختیار کی حسن علیخاں المخاطب نواب طالب الدولہ بہادر نے بجائے تفہیم کے چند سنیوں کو بلوائی قرار دے کر مقید کر دیا جس سے سنی اور بھڑک اٹھے اور بتاریخ ۱۰ محرم کو مکہ مسجد میں جوق جوق جمع ہو گئے۔ حضرت شاہ سعد اللہ صاحب۔ اور مولوی عبد الرحیم صاحب و مولوی محمد حسین صاحب و سید دلاور علی صاحب قاضی بلدہ و مولوی ابراہیم صاحب و بزرگان حضرت شاہ موسیٰ صاحب قادری وغیرہ علماء و مشائخین بغرض تفہیم شریک مجمع عام ہوئے لڑائی اور تکرار میں بستی صاحب داروغہ مکہ مسجد کا لڑکا مارا گیا اور دو اہل سنت و جماعت کو مرزا عباس علی صاحب مرثیہ خوان نے مجروح کیا اسکے ساتھ ہی عام بلوہ ہو گیا اور مرزا صاحب کے مکان پر

حملہ ہوا۔ مرزائے مذکور اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ نواب امیر کبیر بہادر نے بلوہ کی روک تھام کی اور بلوائی منتشر کر دیے گئے اس واقعہ کے بعد نواب طالب الدولہ معزول ہوئے اور محمد وزیر کا خدمت کوتوالی پر تقرر ہوا۔

۱۲۶۵ھ میں نواب سراج الملک بہادر خدمت وزارت سے سبکدوش کئے گئے اور نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کو بتاریخ ۷ ربیع الثانی خلعت وزارت سرفراز ہوا۔ چند مہینوں کے بعد نواب موصوف نے بعذر کبر سنی و نقاہت مزاج استعفا پیش کر دیا حضور نے راجہ رام بخش کو دو بارہ خدمت پیشکاری بتاریخ ۲۶ شوال سنہ مذکور عطا فرمائی۔ مدار المہامی کا کام بھی یہی انجام دیتے رہے۔ لیکن فوج کنٹنجنٹ کی تنخواہ پہنچانے کی کوئی سبیل نہ ہوئی تا بحدیکہ ستر لاکھ روپے اُن کی تنخواہ کے واجب الادا ہو گئے اور تقاضائے شدید منجانب سرکار انگریزی شروع ہوا۔ پس نواب سراج الملک جمیع امور کے ذمہ دار ہو کر بار دیگر ۱۲۶۷ھ میں خدمت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے اس عہد میں انتظام سلطنت اور وصول تحصیل زیادہ تر تعہد داری کے طریقہ پر ہوتی تھی اور اکثر زمیندار و سیکھ بر وقت رقم تحصیل ارسال نہیں کرتے تھے۔ اور بعض راجہ و جاگیرداروں کی جانب سے رقم چوتھ وغیرہ کی ادائی میں عمداً تجاہل کیا جاتا تھا حتی کہ ان کے مقبوضات سرفوت بھی پڑتی تھی۔ اس وجہ سے خزانہ خالی تھا۔ اور سرکاری نوکروں کی تنخواہ ماہ بماہ نہ ملتی تھی۔ اس کے سوا اکثر قصبہ جو تعلقات عربوں اور مہاجنوں کے پاس رہن تھے جس سے ہر وقت

دقت کا سامنا تھا۔ انہیں وجوہ سے کنٹنجنٹ کی تنخواہ بھی رُکی ہوئی تھی جب لارڈ ڈلہوزی صاحب بہادر نے ادائی تنخواہ کے لئے سرکار آصفیہ کو مجبور کیا اور کرنل لو صاحب بہادر ۲۶ر جمادی الاول کو خدمت رزیڈنسی پر مامور ہو کر آئے۔ اور اُن کی جانب سے تنخواہ فوج کنٹنجنٹ کیلئے شدید ترین تقاضا شروع ہوا تو ۱۴ر شعبان سنہ ۱۲۶۹ھ کو صوبہ برار محاصلی اکاون لاکھ روپے اس شرط کے ساتھ ایسٹ انڈیا کمپنی کے تفویض کیا گیا کہ بعد وضع اخراجات فوج باقی رقم داخل خزانہ دولت آصفیہ ہوا کرے۔ جب سے انگریزی قبضہ صوبہ برار پر ہو گیا۔ سپردگی ملک برار کے احکام اجرا ہونے کے بعد پانچویں روز بتاریخ ۸ر شعبان بروز جمعہ نواب سراج الملک کا انتقال ہو گیا اور بتاریخ ۲۲ر شعبان نواب سالار جنگ بہادر خلف نواب شجاع الدولہ ابن نواب منیر الملک خدمت موروثی مدار المہامی سے چوبیس برس کی عمر میں سرفراز ہوئے اور اُسی تاریخ راجہ نرندر پرشاد فرزند راجہ بالا پرشاد ابن راجہ چندو لعل بھی چوبیس ۲۴ برس کی عمر میں خدمت موروثی پیشکاری پر مامور ہوئے۔

محمد یار خاں محی الدولہ فرزند احمد یار خاں صاحب خلف عزت یار خاں صاحب صدر الصدور صوبہ جات دکن مقرر ہوئے اور زور آور جنگ بہادر نبیرہ رفعت الملک عہدہ کوتوالی بلدہ سے ممتاز کئے گئے۔ بتاریخ ۲۸ر جمادی الاول سنہ ۱۲۷۰ھ حضرت شاہ سعد اللہ صاحب قدس سرہٗ واصل رحمت الٰہی ہوئے۔ آپ کا گنبد محلہ اُمید پورہ میں ہے۔ مدار المہامان سابق کے عہد سے اگرچہ ماہوار ہاسے

بیش قرار جمعدار پیشہ و سپاہ و منصبداران و معززین امتیازی ملازم تھے لیکن تنخواہ ماہ بماہ نہیں ملتی تھی۔ نواب سالارجنگ نے بہ لحاظ مصلحت وقت بالعموم مشاہروں میں تخفیف کی اور ماہ بماہ تنخواہ تقسیم ہونے کا انتظام کر دیا۔

روہیلوں و عربوں و مہاجنوں کے ظلم سے رعایا کو بچانے کیلیے تہد داری و رہن جاگیرات کا قاعدہ موقوف کیا گیا اور شخصی مالگزاری کے لیے جہاں تک ممکن ہوا ستدین اشخاص مقرر کیے چار مینار اور قطب شاہی گنبدوں کی مرمت ہوئی۔

سنہ ۱۲۷۱ھ میں مدرسۂ دار العلوم کھولا گیا علوم عربی و فارسی و انگریزی کی تعلیم کے لیے معلمین مقرر ہوئے۔

دوئم ربیع الاول سنہ مذکور میں بردہ فروشی کی ممانعت میں احکام اجرا ہوئے حسب الحکم حضور پرنور بلدہ میں منادی کرائی گئی کہ ہر شخص اپنے افعال ناشائستہ کا ذمہ دار ہے سب کو اپنا چال چلن درست کرنا چاہیے اگر دریافت کرنے پر اس کے خلاف ثابت ہوگا تو بلارعایت کافی تدارک کیا جائیگا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی حکم ہوا کہ کوئی مسلمان شخص داڑھی نہ منڈوائے اور رذیل عورتیں سبز رنگ کی چولی لانگیا ہو ساڑی اور سبز چوڑیاں نہ پہنیں زرد باتات کا جوتہ بھی نہ بنوائیں اور بلدہ کے اندر بجز دائرہ میر مومن صاحب قدس سرہٗ بلا اجازت سرکار کہیں جنازہ نہ دفن کیا جائے۔

وفات نواب ناصر الدولہ بہادر

ماہ شعبان سنہ ۱۲۷۳ھ میں نواب ناصر الدولہ بہادر بمقام سرور نگر
بعارضۂ اسہال علیل ہوئے وہاں سے بلدہ تشریف لائے کوئی علاج
مفید نہ ہوا اور ۲۲ رمضان کو دار الفنا سے رحلت کر کے عالم بقا ہوئے
آپ کی عمر ۶۰ سال کی تھی ۲۲ برس دس مہینے پانچ یوم بادشاہت کی
صحن مکہ مسجد میں دفن کیے گئے بعد وفات غفران منزل آپ کا لقب
مقرر ہوا۔ یہہ قطعہ تاریخ مقبرہ پر کندہ ہے۔

چو رفت نواب ناصر الدولہ سوئے جنت ز دار فانی
خدا اش بخشید کرد بخشش بفضل و رحمت مقام والا
مہ صیام از شہور بود است و بود بست و دوم از آن مہ
کرد ادش ایزد بقصر جنت بصد عزت مقام والا
سروش غیبی بروز سالش بگوش جان خواند مصرعہ خوش
بناصر الدولہ داد ایزد دران میان جنت مقام والا

فرماں روائی نواب میر تہنیت علیخاں افضل الدولہ بہادر آصفجاہ پنجم

نواب افضل الدولہ بہادر غفران منزل کے فرزند اکبر تھے ۱۱ ربیع الاول
سنہ ۱۲۴۳ھ کو محل حویلی قدیم میں حضرت دلاور النساء بیگم صاحبہ کے بطن سے

پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۲۵۱ھ کو ایام ولی عہدی میں نواب افضل الدولہ خطاب پایا۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد ۲۴ رمضان سنہ ۱۲۷۳ھ کو تخت نشین ہوئے۔ دربار میں تمام ارکان دولت اور سرکار انگریزی کی جانب سے کرنل ڈیوڈسن بہادر رزیڈنٹ شریک تھے۔ نذریں پیش ہوئیں نواب سالار جنگ مدار المہام اور راجہ نریندر پرشاد پیشکار سے تھے دونوں بدستور اپنی خدمتوں پر کارگزار رہے۔ آپ نے زمام حکومت قبضہ میں لیتے ہی تین سو حافظ قرآن۔ پنجتن حافظ بخاری و مشکوٰۃ وحصن حصین مقرر کئے۔ گیارہ جماعتیں مولود خوانوں کی رکھیں اور پانچ ہزار فوج علی غول کا تقرر کیا۔ آپ کی تخت نشینی کا زمانہ ۱۸۵۷ء کے غدر کا تھا تمام ہندوستان میں ہنگامہ عام برپا تھا اور دہلی کی سلطنت میں انقلاب ہو گیا تھا۔ اس لئے کسی عہدہ دار کو اپنا مستقر چھوڑنے کی اجازت نہ تھی۔ لہذا کولاس کے راجہ دیپ سنگ نے رقم نذرانہ مع عرضداشت پیشگاہ سرکار میں اپنے وکیل کے توسط سے گذرانی اس پر آشوب زمانہ میں حضور نے سرکار انگریزی کی بڑی حمایت کی اور فوج کنٹیجنٹ کو قلمرو برطانیہ میں روانہ کر دیا۔ اور ایسا معقول انتظام فرمایا کہ آپ کے ملک میں کسی قسم کی شورش و بد امنی نہ ہونے پائی ماہ رمضان کے اخیر میں مولوی علاؤ الدین صاحب علاقہ دار حضرت مولوی شجاع الدین صاحب قدس سرہ وطرہ باز خاں جمعدار روہیل نے ملوائیوں کی کثیر جماعت کے ساتھ رزیڈنسی بلدہ پر حملہ کیا تھا۔ لیکن کار آصفیہ کے عہدہ داروں کے حسن انتظام سے بلوہ کی روک تھام ہوئی۔ اور فتنہ پرداز لوگوں کو گرفتار کرکے انگریزوں کے

سپرد کر دیا گیا۔

عہد حکومت نواب سکندر جاہ بہادر میں سکۂ حالی کی تسکیک شروع ہوئی ابتدائے سکۂ موسومہ بادشاہ دہلی میں فرمانروائے دکن کے نام کا پہلا حرف بطور علامت عہد منقّش کر دیا جاتا تھا جب ہندوستان کے غدر کا تصفیہ ہو گیا اور محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی معزول ہوئے تو ۱۲۷۵ھ میں قدیم سکہ بدل دیا گیا۔ بہادر شاہ غازی کے نام کے بجائے جدید سکہ مضروب ہوا جس کی ایک جانب نظام الملک آصف جاہ بہادر اور دوسری جانب صرف فرخندہ بنیاد حیدرآباد و سنہ جلوس میمنت مانوس منقش کیا گیا۔ ۲۴ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی حکمرانی کا اعلان ہوا۔

۱۲۷۷ھ میں سرکار انگریزی نے جدید عہد نامے کی رو سے ضلع شوراپور جو بوجہ بغاوت راجہ قوم بیڈر ضبط کیا گیا تھا سرکار آصفیہ کو واپس دے دیا جو علاقہ صرف خاص میں شامل ہوا۔ اس کے ساتھ اضلاع رائچور دوابہ دہاراسیون ونلدرگ بھی واپس ملے اور عمل کمشنری برخاست ہو کر تعلقداران اضلاع لنگسگور و رائچور و شوراپور و دہاراسیون مقرر ہوئے۔

۱۲۷۹ھ میں قحط عظیم واقع ہوا سرکار کی جانب سے رعایا کی بہت کچھ مدد کی گئی اس کے بعد ۱۲۸۳ھ میں قحط ہوا تھا۔

۱۲۸۰ھ میں مجلس مالگزاری قایم کی گئی اور عدالت ہائے بلدہ و صرف خاص میں بھی جدید انتظام ہوا۔

۱۲۸۳ھ میں (جو سال ولادت نواب میر محبوب علیخاں بہادر ہے)

ضلع بندی ہوئی۔ پانچ صوبے اور سترہ ضلع قایم ہوئے۔ ہر صوبہ میں صدر تعلقدار اور ہر ضلع میں اول تعلقدار اور اُسکی تحت کسی ضلع میں دو کسی ضلع میں تین دوم وسوم تعلقدار مقرر ہوئے۔ اکثر تعلقات قرضہ اور فوج کی تنخواہوں میں ساہوکاروں اور جمعداران عرب کے قبضہ میں تھے مدارالمہام بہادر نے رقوم کی ادائی کی سبیل کرکے اُن کے قبضہ سے تمام تعلقے علیحدہ کرلیے اور خزانہ شاہی قایم کرکے عملہ اور فوج کی تنخواہ ماہ بماہ تقسیم کرنے کا انتظام کیا۔ صیغہ جات عدالت وچوبینہ ودارالضرب وطبابت وصفائی وتعلیمات قایم ہوئے بلدہ واضلاع میں باقاعدہ پولیس کا انتظام ہوا۔

سیندھی وشراب جو عام طور پر اندرون آبادی فروخت ہوتی تھی اُنکی دُکانیں آبادی سے خارج کردی گئیں۔

سجادہ صاحب سروری اور راجہ دیپ سنگھ کی ملاقات
اُس زمانہ کی فقیرانہ وامیرانہ زندگی واعتقادات

ناظرین کو یہ معلوم کرانے کے لیے کہ تھوڑے زمانہ کے پہلے فقیروں کی ظاہری شان وشوکت امیروں سے کچھ کم نہ تھی اور امیروں کے اعتقاد فقیروں کی نسبت کس حد تک بڑھے ہوئے تھے ہم حضرت سیدشاہ راجو محمد محمد الحسینی سجادہ نشین روضۂ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہٗ اور راجہ دیپ سنگھ کی ایک ملاقات کا تفصیلی ذکر کرتے ہیں۔

ایک دفعہ سجادہ صاحب مع خدم و حشم قندھار سے جانب حیدرآباد تشریف لیجارہے تھے آپ کے ہمراہ سید صاحب حسینی صاحب مشایخ قندھار معمر ۸۴ سال تھے شامتاپور میں قیام کرنے کا قصد تھا لیکن بانوا فقیر تکیہ دار کے اصرار پر کولاس میں ٹھہر گئے راجہ صاحب کو اسکی خبر ملی تو انھوں نے بذریعہ ٹھاکر راجیور سنگھ (ایک معزز راجپوت) کے سجادہ صاحب سے عرض کرایا کہ کوئی وقت ملاقات کا تجویز ہو تو حاضر ہوکر دست بوسی کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ سجادہ صاحب نے سید صاحب حسینی صاحب کو حکم دیا کہ راجپوت کے ہمراہ جاکر راجہ صاحب سے کہدیں کہ آپ کے آنے کی ضرورت نہیں دعاگو خود حاضر ہو جائے گا۔ سید صاحب جب ڈیوڑھی پر پہونچے تو راجہ صاحب بڑے دیوان خانہ میں برآمد ہوئے سلام کے بعد راجہ صاحب نے دریافت فرمایا کہ سجادہ صاحب کہاں تشریف لے جاتے ہیں اور اس طرف گذر کیسے ہوا۔ سید صاحب نے عرض کیا کہ راما سامی مدلیار کی زیر کفالت جاگیرات دیے گئے تھے اور اب قرض ادا ہوچکا ہے لہذا واگذاشت کے لیے سجادہ صاحب بلدہ حیدرآباد جارہے ہیں بانوا فقیر کے چند عزیز بیعت سے مشرف ہونے والے ہیں اُن کے اصرار پر کولاس میں قیام کرنے کی ضرورت ہوئی ورنہ موضع شامتاپور میں مقام فرماتے ارشاد ہوا ہے کہ دعاگو کے قیام گاہ پر تشریف لانے کی ضرورت نہیں ہے کل بعد نماز صبح دعاگو خود آکر ملیگا راجہ صاحب نے کہا کہ بہت خوب میں صبح حضرت کی تشریف فرمائی کا منتظر رہونگا سید صاحب کے قیام گاہ پر پہونچنے کے بعد راجہ صاحب نے سامان دعوت ضرورت سے زیادہ روانہ فرمایا۔

ہمراہی تخمیناً تیس آدمی تھے اور سامان ایک سو سے زاید آدمیوں کا بھیجا گیا تھا۔ سجادہ صاحب کے حکم سے بریانی پکوائی گئی اور ہمراہیوں اور کولاس کے مسلمانوں کو کھلائی گئی دوسرے روز صبح کو سجادہ صاحب راجہ کی ملاقات کو تشریف لے گئے۔ خدمتگزار اور خاص بردار اپنے اپنے عہدے ساتھ لیے ہوئے تھے اور سٹوا کہار بھی صراحی آبخاصہ کی لیا ہوا تھا۔ جوانان ہمراہی باہتیار آگے آگے اور اُن کے پیچھے دو گھوڑے کوتل تھے۔ ہمراہی کے فقرا اور کولاس دیکھنے والے تھے فقرا سامنے چل رہے تھے ازلی فقیر نہایت ادب کے ساتھ سجادہ صاحب کے روبرو "ہوش در دم نظر بر قدم" موثر لہجہ میں کہتا ہوا چل رہا تھا۔ مکان دربار بہت آراستہ و پیراستہ تھا سپاہی بندوقیں لیے ہوئے دروازہ کے باہر تھے اور دروازہ کے اندر سے دربار ہال تک دربانان و جوانان مسلمان و راجپوت دو طرفہ کھڑے تھے حضرت سجادہ صاحب باشان تقدس وقار و تمکنت کے ساتھ سفید و مہین نانڈیڑی سیلے کے لانبے کرتے پر عربی چغہ پہنے ہوئے اور شنجرفی رنگ کا عمامہ مشائخی زیب سر کیے ہوئے معتقدین کا سلام لیتے ہوئے اور اُن کے سر پر دست شفقت رکھتے ہوئے اندرون دروازہ دربار پہونچے۔ ازلی فقیر نے ہوش در دم نظر بر قدم کا نعرہ لگایا اور راج کے نقیب نے عمر و دولت زیادہ نگاہ روبرو دیکھا۔ راجہ صاحب بیلیا کمخواب کا بارہ بندی (قبا) زیب تن کیے ہوئے اور زرین کھڑکی والی دستار جس میں جیغہ مرصع لگا ہوا تھا سر پر رکھے ہوئے سیدھی تلوار (جس کے قبضہ پر جواہر جڑے تھے)

ہاتھ میں لیے ہوئے بہت ہی ادب سے دہلیز تک آئے مؤدبانہ مگر امیرانہ شان کے ساتھ سر جھکایا۔ سجادہ صاحب دیر تک مسرت بار نظروں سے راجہ صاحب کو دیکھتے رہے اور انداز شاہانہ سے سلام لیا اور راجہ کے سر پہ دست شفقت رکھا۔ راجہ نے سجادہ صاحب کا ہاتھ تعظیماً آنکھوں سے لگایا دونوں مل کر مسند پر بیٹھے راجہ صاحب نے ادباً تکیہ کا سہارا چھوڑ دیا۔ راجہ صاحب کے روبرو چوبداران و عہدہ داران اور سجادہ صاحب کے روبرو فقرا و خدمتگزاران کھڑے ہوگئے بعد مزاج پرسی تھوڑی دیر گفتگو رہی اس کے بعد راجہ صاحب کے اشارے پر خانساماں نے کشتی پیش کی جس کا سرپوش راجہ صاحب نے اپنے ہاتھ سے ہٹایا اس میں سرخ زریں دوشالہ دستار علم موتی کی تسبیح اور نقد ایک سو گیارہ روپیہ تھے سجادہ صاحب نے نذرانہ پر ہاتھ رکھکر قنبر علی کی جانب دیکھا۔ قنبر علی نے کشتی اُٹھالی اور ستوا کہار کے حوالے کی اُس کے بعد دو کشتیاں پاندان کی آئیں اُس کو بھی بطریق مندرجہ بالا قنبر علی نے اٹھا لیا راجہ صاحب نے اپنا قلمدان کھول کر عطر کی شیشی نکالی اور سجادہ صاحب کے نذر کی اور اُسی قلمدان سے ایک کاغذ کی فرد نکالی اور کہا کہ ہماری پانچویں پُشت کے دادا راجہ اجی چند گور بہادر نے جو حضور نواب نظام علی خان بہادر بادشاہ دکن کے قدموں کے آگے معرکہ راکس بھون میں مرہٹوں کے مقابلہ میں بہادرانہ طریق پر اپنی جان فدا کر دی اس مشہور واقعہ سے آپ تو بخوبی واقف ہیں اُن کی قلعداری کے زمانہ میں قندہار میں اسی ہزار مکان تھے۔ یہہ تفصیلی فرد دستخطی

دادا صاحب ملاحظہ فرمائیے اس فرد کے عنوان پر "حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم کا قندہار" لکھا ہوا تھا اس نام مبارک کو دیکھکر سجادہ صاحب نے فرد کو تعظیماً آنکھوں سے لگایا راجہ صاحب نے بھی اسی طرح مؤدبانہ عمل کیا اور پوچھا کہ اب قندہار کی کیا حالت ہے۔ سجادہ صاحب نے فرمایا کہ سنتے ہیں کہ راجہ جے سنگھ کی عملداری میں امری سر دیوان کی بغاوت کے وقت ہی بربادی ہو چکی تھی اس کے بعد گوڑ یالیٹرے کے حملہ نے اور بھی تباہی پھیلادی تھی جب ہیرا سنگھ اور ہمنت سنگھ کا مقابلہ ہوا تو روہیلوں نے تمام بستی لوٹ لی۔ خوش باش و ملازم پیشہ لوگ منتشر ہو گئے اور جب سے سندھیوں کی عملداری ہوئی ہے راجپوت و بیدڑے دگا بکو اڑ سب چل دیے راجہ صاحب اب قندہار کی حالت کیا دریافت فرماتے ہو صرف نام ہی نام ہے باوجود تباہی کے اس چھوٹی سی موجودہ آبادی پر جو چہرہ نور ہے وہ سیدی مرشدی حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم کے کرامت و فیض کا ظہور ہے رخصت کے وقت سجادہ صاحب نے فرمایا "خانہ آباد دولت زیادہ" اور سرفراز علی شاہ بھنڈاری کی جانب دیکھا بھنڈاری نے اشارہ پاتے ہی بلند اور سریلی آواز میں صدادی کہ "کرم انبیا۔ لطف اولیا۔ فضل پنجتن یا علی مدد" سب فقیروں نے زور سے ایک دم نعرہ لگایا "لا الہ الا اللہ" تمام مکان گونج اٹھا سجادہ صاحب اور راجہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے ادنی فقیر نے صدا لگائی "ہوش در دم نظر بر قدم" راج کے نقیب نے پکارا "عمر و دولت زیادہ" راجہ صاحب سیڑھیوں تک آئے اور مؤدبانہ سلام کرکے رخصت ہوئے۔

سجادہ صاحب نے راجہ کے علاقہ کے چوبدارون ونقیبون وخدمتگارون وغیرہ کو ایک سو پچیس روپے انعام دیا۔ دوسرے روز صبح میں راجہ صاحب نے سجادہ صاحب سے بازدید کی ملاقات کی۔ سجادہ صاحب نے حضرت مخدوم کی مزار کے غلاف کا پارچہ وصندل وپھول اور سلیمانی منکے کا ایک کنٹھا جس میں طلائی پھول ہر ایک دانہ کے دونون جانب لگے ہوئے تھے راجہ کو دیا تا ندیڑی دستار سر پر رکھی اور ایک نا ندیڑی مہین سیلہ شانون پر ڈال دیا۔ رخصت کے وقت راجہ صاحب نے قدیم سکہ کے گیارہ ہُن (چھوٹی اشرفی) سجادہ صاحب کے نذر پیش کیے اور اپنے حدود شامتا پور کی گنڈی تک چار سوار اور دس پیدل جوانون کا بدرقہ مقرر کیا۔ سجادہ صاحب نے کولاس سے کوچ کر کے کوڑنگل میں مقام فرمایا اور بدرقہ واپس کر دیا۔

سورج گہن

۲۸ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ کو بروز سہ شنبہ سورج گہن کامل نظر آیا دوپہر کے وقت پورے ۱۲ بجے بالکل اندھیرا ہوگیا تھا یہاں تک کہ تارے صاف نظر آنے لگے یہہ تاریکی دس منٹ رہی پھر رفتہ رفتہ روشنی بڑھنے لگی تین پہر تک آفتاب صاف اور پورا روشن ہوگیا

راجہ دیپ سنگہ کا انتقال

واقعۂ بالا کے بعد راجہ کی علالت کا سلسلہ قائم ہوا اور تمام

جسم میں بلغمی مواد پیدا ہو کر جسامت بڑھتی گئی یہاں تک کہ چلنا پھرنا اس کے بعد بیٹھنا اُٹھنا دشوار ہو گیا۔ اس مرض کے دفعیہ کے لیے بہت علاج معالجہ کیا گیا مگر کوئی دوا مفید نہ ہوئی اور مرض میں ترقی ہوتی گئی فسادی خون کو رفع کرنے کے لیے ویہی فصاد کی رائے کے موافق فصد لی گئی کئی روز تک خون کی روانی رہی نقاہت بڑھتی گئی جب جسد عنصری سے روح علیحدہ ہو کر کولاس سے کیلاس کی جانب چل دی تب کہیں خون تھما۔ راجہ کا سال انتقال اوائل ۱۲۸۵ھ ہجری ہے اور سادہ کولاس میں ہے۔

راجہ کی اولاد

راجہ دیپ سنگھ کو اُن کی خاص ہم قوم رانی رتن کنور بائی کے بطن سے ایک فرزند درجن سنگھ تھے اور دوسری بیوی سے دو فرزند جگت سنگھ دونوں کے نام نو دو دو روپیے ماہوار مقرر کی گئی تھی ۔۔۔ کے ایک فرزند پدم سنگھ ہیں اور جگت سنگھ کے تین فرزند تھے خاص بیوی سے دولت سنگھ ذہین سنگھ اور دوسری بیوی سے ہری سنگھ ہیں۔

راجہ درجن سنگھ بہادر

راجہ دیپ سنگھ کے انتقال کے بعد ان کے فرزند درجن سنگھ جانشین ہوئے۔ صغرسنی میں ہی وہ اقبال مند پائے جاتے تھے۔ قدیم رواج کے موافق ان کی تعلیم و تربیت اچھی ہوئی تھی۔ ورزش

پھیک پٹا و نشانہ اندازی میں کامل مہارت تھی آدمی وضعدار وعالی ہمت تھے۔ سمستان کا مالی و ملکی انتظام اچھا رکھا فوجی کام میں خاص دلچسپی تھی جمعیت سوار و پیدل میں اصلاح کی۔ جوانان عرب کا بیڑہ انھیں کے عہد حکومت میں مقرر ہوا۔ سواری جلوس کے وقت جلو میں اکثر جوانان عرب رہتے تھے۔ اُن کی عملداری میں رعایا و ملازمین سب خوش تھے۔ پیشگاہ خسروی میں اپنے وکیل کے توسط سے عرضداشت و نذرانہ داخل کر کے اپنی سرفرازی خدمت کے احکام حاصل کر لیے۔ اور اپنے بزرگوں کی طرح سمستان کا کام انجام دیتے رہے آدمی لائق اور شکار کے بہت شائق تھے۔

رحلت نواب افضل الدولہ بہادر

ابتدائے ماہ ذیقعدہ سے نواب افضل الدولہ بہادر کا مزاج عالی عارضہ بخار وغیرہ سے علیل تھا ۱۲ تاریخ کو طبیعت زیادہ بگڑی اور بروز جمعہ ۱۴ ذی قعدہ کو دار الفنا سے وداع ہو کر جانب دار البقا سدھارے۔ تاریخ برہان پور میں لکھا ہے کہ حکیم شفائی خاں صاحب و نادر علی صاحب معالج تھے کہتے ہیں کہ نادر علی نے کچھ تیز دوا جرأت سے دے کر خطا کی چنانچہ حبیب اللہ صاحب فے کا کی تاریخ سے ثابت ہے۔

اے حکیم جاں ستاں نادر علی | صحت از رائے تو دایم نارضا
کردۂ از افضل الدولہ چناں | کابن ملجم با علیؑ مرتضےٰ
ایں بہ آمد مصرعۂ تاریخ آں | چوں طبیب ابلہ شود آید قضا
تخرجہ | ۸۵ ۱۲ اسر

نواب ممدوح میں قدردانی۔ سلوک اور سخاوت کا مادہ زیادہ تھا دفتر سیاہہ سرکاری سے ظاہر ہے کہ بارہ سال ایک مہینہ بیس یوم کی مدت سلطنت میں تخمیناً تیرہ کروڑ روپے آپ نے درویشوں و اہل فقر کو عطا فرمائے۔ محرم میں تین لاکھ روپے خیرات کیا کرتے تھے ربیع الاول و ربیع الثانی میں ۱۱ و ۱۲۔ تاریخ کو بریانی پکوا کے مساجد میں تقسیم کراتے تھے۔ آپ نے فاضل شاہ فقیر کو دو لاکھ روپے اور ایک پالکی عطا کی تھی اور مور شاہ کو اُن کے ہم وزن سونا دیا تھا ان کے زمانۂ ہمایوں میں نہ صرف امرا و جاگیرداروں کو خطابات اور جاگیریں مرحمت ہوئیں بلکہ فقرا اور اہل حاجت بھی اس سے محروم نہ رہے۔

آپ کے عہد میں جو محلہ مبارک تیار ہوا۔ مکہ مسجد کے صحن میں پتھر بچھایا گیا۔ افضل گنج۔ افضل گنج کی مسجد۔ افضل گنج کا شفاخانہ۔ افضل گنج کا پل مع دروازہ تعمیر ہوا اور آپ ہی کے عہد میں لگی نو... قایم ہوا

آپ کی عمر بیالیس سال تھی بارہ سال ایک مہینہ بیس روز بادشاہ رہ کر بعد رحلت مکہ مسجد کے صحن میں مدفون ہوئے اور غفران مکان لقب مقرر ہوا مقبرہ پر تاریخ عربی کندہ ہے۔

ربی المالک مالک الجنۃ	والممدوح فاتح الجنہ
قلت تاریخ وفاۃ المرحوم	افضل الدولہ داخل الجنہ

تخت نشینی نواب میر محبوب علیخاں بہادر
آصفجاہ ششم

نواب میر محبوب علی خاں بہادر بتاریخ ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ پیدا ہوئے آپ کی عمر تقریباً ڈھائی سال کی تھی آپ کے والد نواب افضل الدولہ بہادر نے انتقال فرمایا تو محل سرا اور حیدرآباد کے دروازے بند کر دیے گئے تھے جب آپ کے شاہی کی منادی شہر میں ہو چکی تو نواب سالار جنگ اعظم کے حکم سے دروازے کھول دیے گئے۔ ۱۵ ذی قعدہ کو نواب افضل الدولہ بہادر کے فاتحہ سوم ہونے کے بعد دوپہر کو منجلی بیگمصاحبہ کی حویلی میں تمام امرائے دولت آصفیہ و عہدہ دار و جمعدار و مسٹر سانڈرسن بہادر رزیڈنٹ اور انگریزی افسر جمع ہوئے سبھوں نے کم سن بادشاہ کو مسند پر بٹھا کر ماتم پرسی کی نذریں پیش کیں۔ دوسرے روز دربار عام منعقد ہوا تمام امرائے دولت آصفیہ اور صاحب عالی شان بہادر اور تمیس جلیل القدر انگریزی افسر دربار میں آئے۔ بادشاہ سفید جامہ دکر ندار دستار زیب تن کیے ہوئے انا کی گود میں محل سرا سے برآمد ہو کر رونق بخش دربار ہوئے اور تخت پر جلوس فرمایا۔ شادیانے بجنے لگے۔ نذریں پیش ہوئیں اور تخت نشینی کی رسم ادا کی گئی۔ بادشاہ کی صغر سنی کی وجہ سے نواب سالار جنگ اعظم مدار المہام امور سلطنت انجام

دینے لگے اور نواب عمدۃ الملک شمس الامرا امیر کبیر بہادر نائب قرار پائے۔

نوجوان راجہ درجن سنگھ نے حسب عملدرآمد قدیم اپنے وکیل کے توسط سے نذرانہ شاہی داخل کیا اور بدستور اپنی آبائی جاگیرات پر قابض و اطاعتگذار سرکار رہا۔

راجہ کا انتقال

راجہ دُرجن سنگھ (۱۶) مہینے راج کرکے عارضہ نمونیا میں مبتلا ہوگیا اور سنہ ۱۲۸۶ھ میں نوجوان اور لاولد انتقال کیا۔ سمادہ کولاس میں ہے۔

رانیوں میں باہمی مناقشے اور کولاس پر سرکاری نگرانی

راجہ درجن سنگھ کے انتقال کے بعد تین رانیوں میں مناقشہ پیدا ہوا۔ رانی رتن کنور بائی درجن سنگھ کی والدہ چاہتی تھی کہ خود راج کرے دوسری رانی امرکنور بائی درجن سنگھ کی چچا نی قصبۂ برکور پر قابض رہنا چاہتی تھی۔ تیسری رانی سون کنور بائی خاص درجن سنگھ کی بی بی پورے سمستان پر قابض تھی۔ دو سال تک باوجود مقدمات دائر رہنے کے کارپردازوں کے ذریعہ سے کام چلتا رہا اس کے بعد رانی رتن کنور بائی کے کارپردازوں کی

حسن سعی سے سمستان پر سرکاری نگرانی ہوئی۔ ۱۳۰۹ھ و ۱۳۱۲ھ
دو سال تک سمستان ضبط و زیر نگرانی مسٹر جیوں جی اول تعلقدار
ضلع میدک رہا۔ اوائل ۱۳۱۹ھ میں نواب مختار الملک سالار جنگ
بہادر کے اجلاس سے رانی سون کنور بائی کی جانب فیصلہ ہوا اور
وہ پورے سمستان کی مالکہ بنیں اور رانی رتن کنور بائی اور رانی امر
کنور بائی کے نام ایک ایک سو روپے ماہوار سمستان سے دیئے
[illegible] کا حکم نافذ ہوا۔

رانی سون کنور بائی

رانی سون کنور بائی راجیور ٹھاکر کی بیٹی اور کشن سنگھ ٹھاکر کی
پوتی تھی ان کا خاندان راجپوت بنس ٹھاکر سے ہے ان کے جد اعلیٰ
[illegible] کے رہنے والے تھے۔ محمد شاہ بہادر بادشاہ دہلی کے
عہد میں فوج شاہی میں شریک تھے۔ نواب آصف جاہ بہادر
کے ساتھ ہندوستان سے دکن آئے اور آصف جاہی فوج میں
شریک رہے۔

سون کنور بائی کی شادی ۱۲۸۴ھ میں بڑے ارمان اور
دھوم دھام کے ساتھ راجہ درجن سنگھ سے ہوئی مگر افسوس ہے کہ
دو سال کچھ مہینوں کے بعد عین عالم بہار میں بیوہ ہوگئیں شوہر
کے انتقال کے بعد دو سال تک کارپردازوں کے توسط سے حکمرانی
کرتی رہیں لیکن ان کی سگی ساس رتن کنور بائی اور چچی ساس
امر کنور بائی نے جھگڑا پیدا کیا تھا اس لیے دو سال تک سمستان

کو اس زیر نگرانی سرکار رہا اور سنہ ۱۲۹۱ھ میں اس کا تصفیہ ہوا اور رانی سون کنور بائی ستان کی مالکہ ہوئیں۔

واقعات ملکی

سنہ ۱۲۸۷ھ میں دہم شعبان کو بادشاہ کی تسمیہ خوانی کی تقریب میں دفاتر سرکاری کو ۲ یوم کی تعطیل دی گئی اور تمام شہر میں روشنی کی گئی۔ امرا و عہدہ داران مشائخین کو حسب مراتب خلعت و انعام سرفراز ہوئے۔ اور اسی سنہ میں ۲۱ ذی الحجہ کو چیچک کا ٹیکہ لیا گیا۔

سنہ ۱۲۸۸ھ میں بادشاہ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز ہوا اور مولوی محمد زماں خاں صاحب استاد مقرر ہوئے اور تختی لکھانے پر مولوی محمد مظفر ال... صاحب خوشنویس کا تقرر ہوا۔

سنہ ۱۲۹۱ھ میں ۶ ربیع الثانی کو سالگرہ کا پہلا دربار ہوا۔ ۹ جمادی الثانی کو پہلے مرتبہ پر جلوس کے ساتھ بادشاہ کی سواری نکلی حیدرآباد سے آصف نگر تک اس کثرت سے تماشائی جمع تھے کہ راستہ ملنا دشوار تھا۔ یہ مجمع اور جلوس قابل دید تھا۔ ۲ ذی الحجہ کو بادشاہ کے ختنہ کی گل پوشی کی تقریب بڑے دھوم دھام سے ہوئی بادشاہ کے ساتھ چودہ لڑکوں کی ختنہ کرائی گئی اور ہر ایک لڑکے کو ایک تولہ سونا اور ایک سو روپے نقد دیا گیا۔ بادشاہ علی نامی جراح کو دو سو پچاس روپے اور اس کے تین مددگاروں کو فی کس ایک سو پچیس روپے دیے گئے۔ نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں

جو سیر ابہ طور کفالت تنخواہ فوج کنٹنجنٹ سرکار انگریزی کے حوالہ کیا گیا تھا وہ سرکار عالی کو واپس ملا۔ اور اسی سنہ میں سکندرآباد سے واڑی تک ریل کی آمد و رفت شروع ہوئی۔

سنہ ۱۲۹۱ھ میں مولوی محمد زماں خاں صاحب شاہجہان پوری اُستاد حضور پُرنور ۶ ذی الحجہ کو اپنی مسجد میں بوقت نماز عشا ایک مہدوی پٹھان کے ہاتھ شہید ہوئے۔

سنہ ۱۲۹۲ھ دوم محرم کو مولوی محمد مسیح الزماں خاں صاحب حضور کے استاد مقرر ہوئے۔ اسی سنہ میں ۱۲ ذیقعدہ کو حضور پرنور دہلی روانہ ہوئے اور شریک دربار ہوکر ۲۷ ذی الحجہ کو رونق بخشی بلدہ حیدرآباد ہوئے۔

اسی سنہ میں مسٹر کلارک حضور کی انگریزی تعلیم کے لیے مقرر ہوئے۔

سنہ ۱۲۹۶ھ میں ۱۵ رمضان کو حضور کی روزہ کشائی کی تقریب ہوئی آپ کے ساتھ چودہ لڑکے روزہ تھے۔ مساجد میں افطاریاں بھیجی گئیں۔ غربا و محتاجوں کو کھانا کھلایا گیا۔ یہ تقریب بھی بہت دھوم سے ہوئی۔

سنہ ۱۳۰۰ھ ۲۹ ربیع الاول کو نواب مختار الملک سالار جنگ اعظم کا ہیضہ سے انتقال ہوا اور خدمت مدار المہامی منصرمانہ طور پر راجہ نرندر پرشاد بہادر کے تفویض ہوئی۔ اسی سال دنبالہ دار ستارہ آسمان پر نمودار ہوا اور اسی سنہ میں بحکم سرکار مسیح الزماں خانصاحب نے وطن کو مراجعت کی اور حضور کی تعلیم کے لیے مولوی

محمد انوار اللہ خاں بہادر اور آغا مرزا سرور جنگ بہادر استاد مقرر ہوئے۔

جلوس فرمانروائی نواب میر محبوب علیخان بہادر

نواب میر محبوب علیخاں بہادر کی عمر ۱۳۰۰ھ میں ۱۹ سال کی ہوئی ۱۶ صفر سنہ مذکور کو آپ نے کلکتہ کا سفر کرکے لارڈ رپن وائسرائے و گورنر جنرل بہادر سے ملاقات کی اور چند روزہ قیام کے بعد ۹۔ ربیع الاول کو گلبرگہ پہونچے اور بعد زیارت حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ و دیگر بزرگان دین بروز جمعہ ۱۱ ماہ مذکور کو داخل حیدرآباد ہوئے اس روز شہر بہت آراستہ کیا گیا تھا اور شب کو روشنی بھی ہوئی تھی۔ آپ نے ہاتھی پر سوار ہوکر روشنی ملاحظہ فرمائی۔ بتاریخ ۱۷۔ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ آپ نے تخت شاہی پر جلوس فرمایا اور زمام حکومت اپنے قبضہ میں لی لارڈ رپن وائسرائے و گورنر جنرل اس تقریب میں شریک تھے انھوں نے گورنمنٹ ہند کی طرف سے مبارکباد کے ساتھ اقتدار ریاست آپ کے سپرد کیے۔ تلوار و بگلوس۔ وہفت راس اسپ ایک گھڑی۔ ایک دوربین۔ ایک نقرئی گلدستہ۔ اور کانچ کے چند درخت بطور تحالیف پیش کیے۔ بہت خوبی کے ساتھ یہہ تقریب انجام پائی۔

وزارت نواب میر لایق علیخاں منیر الدولہ سالار جنگ ثانی

سنہ ۱۳۰۱ھ میں بتاریخ ۱۰۔ ربیع الثانی تین بجے مغلائی دربار ہوا اور اس دربار میں نواب منیر الدولہ میر لایق علی خاں بہادر سالار جنگ ثانی خلعت وزارت سے سرفراز ہوئے۔ رانی صاحبہ کو اس کی جانب سے بھی دوسرے رجواڑوں کی طرح نذرانۂ تاجپوشی داخل کیا گیا اور بموجب فیصلہ نواب سالار جنگ اعظم رانی صاحبہ اپنے شوہر کے آبائی جاگیرات پر قابض و متصرف رہیں۔

واقعات ملکی من ابتدائے سنہ ۱۳۰۱ف لغایتہ سنہ ۱۳۲۲ف

سنہ ۱۳۰۱ھ میں فارسی کے بجائے کل دفاتر میں زبان اردو رائج ہوئی اور سرکاری مراسلت اردو میں ہونے لگی۔

سنہ ۱۳۰۲ھ میں نظام گارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوے کمپنی کے ہاتھ فروخت ہوئی۔

گورنمنٹ برطانیہ کی جانب سے حضور پرنور کو خطاب جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ اور اسٹار آف انڈیا کا تمغہ ملا۔

حضور پرنور بتاریخ ۲۲۔ رجب بروز جمعہ جانب نیلگری روانہ ہوئے اور ۱۶۔ رمضان کو بخیریت واپس تشریف فرمائے بلدہ ہوئے۔

صدر المہامان کے بجائے معین المہامان کا تقرر ہوا۔

سنہ ۱۳۰۳ھ میں مجلس انتظام صرف خاص قایم ہوئی۔

اسی سال ہمایوں میں بتاریخ سلخ جمادی الثانی بروز سہ شنبہ شب کے ۹ بجے حویلی قدیم میں شہزادہ میر عثمان علی خاں بہادر کا تولد مسعود ہوا۔ اس خوشی میں ممالک محروسہ سرکار عالی میں یکیوم کی تعطیل ہوئی۔

تجو اڑہ بین کی اسی سنہ میں افتتاح ہوئی اور بندگانعالی ورنگل تشریف لے گئے۔

سنہ ۱۳۱۹ھ میں ۸ صفر کو لارڈ کرزن گورنر جنرل ہند حضور کی ملاقات کے لیے حیدرآباد تشریف لائے تھے۔ چار مینار اور شاہراہ پر روشنی کی گئی تھی۔

اور اسی سنہ میں کرنل مارشل حضور کے معتمد پیشی مقرر ہوئے تھے۔

اسی ... میں ۲۴ رجب کو نواب میر لایق علی خاں بہادر مختار الملک ... ی نے خدمت وزارت سے سبکدوشی حاصل کی۔ ۸ ذیقعدہ ... نواب آسمانجاہ بہادر کو خدمت وزارت سرفراز ہوئی اس وقت نواب موصوف لنڈن میں تھے بذریعہ تار برقی اس سرفرازی کی اطلاع دیگئی۔

سنہ ۱۳۲۰ھ میں راجہ نرندر پرشاد بہادر پیشکار و نواب میر لایق علیخاں بہادر سالار جنگ ثانی کا انتقال ہوا اور اسی سنہ میں کرنل مارشل معتمد پیشی خدمت سے علیحدہ ہو کر پنجاب روانہ ہوئے۔

سنہ ۱۳۲۱ھ میں منیر الملک بہادر خلف دوم نواب سالار جنگ اعظم نے انتقال کیا۔

سالاسلاہ میں نواب سر آسمان جاہ بہادر نے بعذر علالت ۶ ماہ کی رخصت حاصل کی اور ۶ جمادی الاول کو نواب سر وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر خدمت مدارالمہامی پر مامور ہوئے۔ انھیں کے عہد وزارت میں مسٹر سی لارڈ کا تقرر عہدۂ نظامت ٹپہ خانجات سرکار عالی پر سنہ ۱۳۰۵ء میں ۹۔ اردی بہشت کو بجائے مولوی محمد عبدالکریم صاحب ہوا۔ مسٹر سی لاڈر نے سات سال نظامت کی ان ہی کی ہمراہ بہ تقریب دورہ دوبار کولاس جانے کا مولف کو اتفاق ہوا اور رانی صاحبہ سے ملاقات ہوئی جس کا ذکر تاریخ قندہار میں بتصریح لکھا گیا ہے۔

رانی صاحبہ کا تیرت کو جانا اور روپ سنگہ کو راج گڈھ سے لانا

رانی صاحبہ نے بخیال حصول سعادت مذہبی تیرتھہ کا قصد فرمایا نہایت تزک واحتشام سے اپنے اقربا اور معزز ملازمین کو ساتھ لیکر جانب ہندوستان روانہ ہوئیں۔ کاسی۔ پریاگ۔ گیا۔ گوکل متھرا۔ بندرابن وغیرہ وغیرہ مقامات کی سیر کی اور تیرتھ لیکر اجمیر شریف میں چندے قیام فرمایا اور راجگڈھ سے راجہ چندن سنگہ کو بلوا کر کسی لڑکے کو متبنے لینے کے متعلق مشورہ لیا گلاب سنگہ کے بیٹے روپ سنگہ کو متبنے لینے کی رائے قرارپائی۔ رانی نے لڑکے کے کل خاندان کو اجمیر شریف میں بلوا کر بڑے تکلف سے دعوت کی

اور واپسی وطن کے وقت لڑکے کو اپنے ساتھ لیا۔ لڑکے کے ہمراہ
اُس کا باپ گُلاب سنگھ اور ماموں لچھمن سنگھ اور اُس کے عزیز
ڈونگر سنگھ وغیرہ بھی تھے۔

سمستان کولاس کا رقبہ اور آبادی و تفصیلی حالت بعہد حکومت رانی صاحبہ

کولاس کے تحت بیس مواضع ہیں جسمیں اُنیس آباد ہیں اور ایک
بے چراغ ہے اس کے علاوہ متعلقہ جات ہیں۔ بیگہ داری قدیم پیمایش
کے داخلہ سے اس تعلقہ کا موجودہ رقبہ بائیس ہزار دو سو اٹھارہ
بیگہ (۱۸ ۲۲۲) ہے اور کل مردم شماری (۱۲ ۳ ۱۱) ہے۔ آمدنی
مالگزاری اُنیس ہزار پانسو پچھتر روپے (۱۹۵۷۵) سالانہ ہے
جاگیردار صاحبہ کی جانب سے علاوہ پیادوں اور سواروں اور
دفتری عملہ کے دو منتظم اور ایک نایب اور چار کامدار مقرر ہیں۔
میانہ و پالکی و یک زنجیر فیل بھی ہے لوازمۂ امارت چوبدار و بھالدار
وغیرہ اپنی اپنی خدمات پر مقرر ہیں۔ دربار ہال قدیم وضع کا نہایت
شاندار ہے شہ نشین پر چلمن اور سُرخ باناتی کے پردے ہیں۔ مکانیں
شطرنجی کے فرش پر سفید چاندنیاں بچھی ہیں جب رانی صاحبہ برآمد
ہوتی ہیں تو عہدہ داران و علاقہ داران سمستان فرش پر بیٹھے رہتے
ہیں اور فوجی عہدہ دار و راجپوت و پیادے صف بستہ کھڑے رہتے ہیں

نقیب وچوبدار نقرئی عصا ہاتھوں میں لیے ہوئے وقت ضرورت صدا لگاتے ہیں۔ راجہ کا مکان و دربار حال آبادی میں ہے۔

قلعہ بلند پہاڑ پر ہے اس میں پرفضا باغ اور راجہ کا عالیشان محل ہے اس قلعہ کا طول (۶۴۵) گز ہے عرض (۵۸۰) گز ہے قلعہ کے دو دروازے ہیں۔ ایک موجودہ آبادی کیجانب شمال رویہ اور دوسرا جنوب رویہ جہاں سابق قدیم آبادی تھی۔ اس بلند پہاڑی کا سلسلہ مشرق وجنوب کی جانب دور تک چلا گیا ہے ان پہاڑوں میں جھاڑی کثرت سے ہے جس میں شیر ریچھ و درندے جانور رہتے ہیں قلعہ کے غربی وجنوبی برجوں پر سے اس صحرائے لق ودق کا نظارہ کیا جائے تو نہایت خوفناک منظر معلوم ہوتا ہے۔ شمالی جانب آبادی وزراعت اور صاف میدان اور پرفضا منظر ہے۔

قلعہ کے شرقی جانب جھیل سے ملا ہوا تالاب ہے۔ فی الوقت اس کے اطراف گھنی جھاڑی ہے۔ قلعہ کے باون ۵۲ برج ہیں اور ان برجوں پر توپیں رکھی ہوئی ہیں۔ قلعہ میں دس باولیاں اور دو مساجد اور دو دیول ہیں مساجد تو قطب شاہی عہد کے ہیں اور دیول راجایان حال نے بنوائے ہیں قلعہ میں سنگ بستہ پختہ قدیم کھیتیاں بنی ہوئی ہیں۔

کولاس کے شمالی جانب وسیع میدان ہے ربیع کی زراعت اسطرف خوب ہے خصوصًا رود مانجرا کے ساحلی مواضعات میں ربیع خوب ہوتی ہے اور جھاڑی سے بچی ہوئی پہاڑی زمین میں خریف کی پیداوار ہوتی ہے۔

ربیع کی پیداوار۔ گیہوں۔ چنا۔ تخم کسم۔ سفید جوار
خریف کی پیداوار۔ زرد جوار۔ تور۔ باجرا۔ روئی۔ سن۔ اُڑد۔
بعض مواضعات میں تالاب ہیں اور چانول کی پیداوار ہوتی ہے
قلعہ میں دو بزرگوں کی قبریں زیارتگاہ خلایق ہیں۔

(۱) حضرت بہلم شاہ ولی قدس سرہٗ آپ کا مزار اندرون قلعۂ جنوبی دروازہ کے پاس ہے۔

(۲) حضرت چاند شاہ ولی قدس سرہ آپ کا مزار اندرون قلعۂ شمالی دروازہ کی جانب ہے۔

یہہ قدیم مزار ہیں ان بزرگواروں کی وفات کے سنہ کا پتا نہیں چلتا بلاتعین ماہ وتاریخ سالانہ عرس میجانب سمستان ہوا کرتا ہے۔

موجودہ آبادی کولاس میں بھی ایک مسجد ہے جو پہلے بخپتہ تھی چھت ۔ ہونے سے سفالپوش کر دی گئی ہے۔ بیرون آبادی تین مساجد ہیں خونی خاں کی مسجد اور اخلاص خاں کی مسجد ہر دو کو سات سات روپے معاش ہے جن کے پیش امام سید حبیب صاحب اور سید مخدوم صاحب ہیں تیسری مسجد بنام مسجد کوہ قاف مشہور ہے جو بلند مقام پر واقع ہے جس کا معاش تخمیناً دو سو پچاس روپے ہے اس کے پیش امام شرف الدین صاحب ہیں۔ بیرون آبادی عیدگاہ ہے۔ سنہ ۱۳۱۰ھ میں نماز عید الفطر مولف کو یہیں ادا کرنے کا اتفاق ہوا ہے باشندگان کولاس کی زبان اکثر تلنگی ہے اور بعض مرہٹی بھی بولتے ہیں موسم بارش و سرما میں یہاں کی ہوا مرطوب

ہوتی ہے۔

رانی کی یادگار

رانی سون کنور بائی مخیر عورت تھی اُس نے اننذگری کے دیول میں سوامنڈپ بنوائیں اور رام نومی کا اچھاؤ مقرر کیا رتھ بنوائی۔ ماہ تیر میں مندر کے پاس جاترا کا میلہ لگا یا کرتیں جہاں برہمن و پردیسی غربا کو کھانا کھلایا جاتا۔

موضع شامتا پور کی گنڈی مشہور رہے پہاڑی مقام ہونے کے علاوہ بہت گھنی جھاڑی ہے اسی میں سے شاہراہ عام حیدر آباد سے ناندیڑ جاتی ہے چھ میل تک کہیں پانی نہیں ملتا تھا۔ رانی نے مسافرین کے آرام کے لیے اس گنڈی کے پاس باؤلی بنوائی ہے آم کے درخت لگوائے ہیں جس سے مسافرین کو بہت آرام ملتا۔

رانی صاحبہ کا انتقال

رانی سون کنور بائی نے ۴۴ سال سمتان کولاس پر حکومت کی ابھی متبنیٰ لڑکے روپ سنگھ کی منظوری کی کارروائی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ رانی صاحبہ کا جام حیات لبریز ہوگیا اور طبعی موت سے بتاریخ ۲۔ شعبان ۱۳۲۲ھ چہار شنبہ کے روز انتقال کر گئیں۔

سمتان کولاس پر سرکاری نگرانی اور منتظم کا تقرر

۱۳۲۲ھ میں رانی سون کنور بائی فوت ہونیکے بعد حسب الحکم سرکار

برزوجی صاحب اول تعلقدار ضلع نظام آباد و میر ولایت علیصاحب تحصیلدار تعلقہ بانسواڑہ فائز کولاس ہوئے۔ نقد رقم و جملہ زر و جواہر و مال و اسباب بضبط فہرست نگرانی سرکار میں لے لیا گیا اور بغرض حفاظت خزانہ ضلع نظام آباد میں منتقل کر دیا گیا اور سمستان کے انتظام کے لیے ایک منتظم کا تقرر ہوا اور اس کے ماتحت ضروری عملہ بھی دیا گیا اور پیمایش اراضی و بند و بست کا کام بھی جاری کرایا گیا اقربا و ملازمین راج کی تنخواہیں و اخراجات بہ ترمیم مناسب قایم رکھی گئیں۔ روپ سنگہ جن کے متبنے لینے کی کارروائی جاری تھی اُن کے اخراجات کے لیے پچاس روپے ماہوار مقرر کی گئی۔

واقعات ملکی من ابتداے ۱۳۲۳ھ لغایتہ ۱۳۲۹ھ

سنہ . . . میں ۱۲۔ ربیع الاول کو بذریعہ جریدہ غیر معمولی ضلع بندی سابقہ میں جدید ترمیم ہوئی اسی سال جشن چہل سالہ سالگرہ مبارک منایا گیا اس جلسہ کا انتظام اعلیٰ پیمانہ پر ہوا تھا۔ اور اس کے لیے بمنظوری سرکار عالی مجلس انتظامی بموجب جریدہ غیر معمولی جلد (۳۰) نمبر (۱۰) مورخہ ۲۔ بہمن ماہ الٰہی ۱۳۱۵ف قایم ہوئی تھی ۱۹۔ شوال سے ۲۴۔ ماہ مذکور تک عام طور پر تمام ممالک محروسہ سرکار عالی کے دفاتر کو تعطیل دیگئی تھی مگر جشن ۱۰۔ شوال سے شروع ہو کر دوم ذیقعدہ کو ختم ہوا۔ مجلس انتظامی کے اہتمام سے اس جشن کے تنظیم کے متعلق

ایک کتاب بھی شایع ہوئی تھی۔ تاریخ بستان آصفیہ میں اس جشن ہمایوں کا مفصل ذکر ہے۔ اس تقریب میں پربھنی کے تالاب کے لیے تیس ہزار قیام بیت المعذورین کے لیے تیس ہزار اور تقسیم خیرات کے لیے دس ہزار مساجد کے اماموں کے لیے ایک ہزار چھ سو اور غربا کو کھانا کھانے کیلئے دو ہزار پانسو اور اڈریس ہال اور تعمیر انیفی تھیٹر کے لئے پچاس ہزار اور آتش بازی و روشنی کے لیے بیس ہزار روپیوں کی منظوری ہوئی تھی۔

اس تقریب کے نذرانہ میں دو سو چھپن اشرفی اور چھ ہزار چھ سو روپے داخل ہوئے۔ اسی جشن کے دربار میں سرناپلی کی زمینداری چلم جنگا بائی کورانی کا خطاب ملا جسنے ہاتھی نذر دیا تھا باغ عامہ میں نمایش بھی ہوئی تھی۔

۱۳۲۳ھ میں پرنس آف ویلز بہادر وارد حیدر آباد ہوئے ان کی تشریف فرمائی کے اعزاز میں جو ڈنر ہونے والا تھا اور روشنی کا انتظام ہوا تھا وہ ملتوی ہوگیا۔ کیونکہ ۱۵۔ ذالحجہ ۱۳۲۳ کو جمعہ کے روز حضرت نظام النسا بیگم صاحب کا عارضۂ دق سے انتقال ہوا۔ بندگانعالی اس وقت شہزادہ ویلز بہادر کے ہمراہ سکندر آباد کے میدان میں فوج ملاحظہ فرمارہے تھے اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی آپ واپس ہوگئے۔ صاحب زادی صاحبہ مکہ مسجد کے صحن میں دفن کی گئیں اور اس واقعہ کے اظہار غم میں بذریعۂ جریدۂ غیر معمولی مورخہ ۱۰۔ فروردی ۱۳۱۵ف مطابق ۱۶۔ ذالحجہ ۱۳۲۳ھ تمام دفاتر سرکار کو ایک یوم کی تعطیل دی گئی

اسی سنہ میں ۱۷- جمادی الاول کو بندگانعالی عارضہ ہیضہ سے
علیل ہوئے اور بفضل خدا دوسرے ہی روز صحت ہوئی بعد کامل
صحت کے حویلی قدیم میں ایک عرصہ تک ہزارہا غربا کو کھانا کھلایا گیا
نقدی اور کمبل بھی تقسیم ہوئے اور رمضان میں مہینہ بھر بریانی
تمام مساجد کے روزہ داروں کے لیے بھیجی گئی۔

سنہ ۱۳۲۶ھ میں یکم رمضان کو رودموسی کی بلاخیز طغیانی سے ہزارہا
جانیں تلف ہوئیں اس طغیانی کا ذکر ہم نے کتاب روضۂ شہید میں
مفصل لکھا ہے جو طبع ہو کر شایع ہو چکی ہے۔ حضور نے خانہ برباد
مصیبت زدگاں کے عارضی قیام کے لیے اپنے محلات خاص (جو محلہ
دیبنج محلہ و حویلی قدیم وغیرہ) کھول دیے اور اُن کے لیے لنگرخانے
مقرر کیے اور کپڑے عطا فرمائے اس انتظام کے لیے اپنی جیب
خاص [illegible] سے ایک لاکھ اور خزانۂ دیوانی سے پانچ لاکھ روپے
مر [illegible] ئے۔

ی قعدہ سنہ ۱۳۲۷ھ میں بمقام حویلی قدیم برہمنوں کو عمدہ عمدہ
کھانا کھلایا گیا اور فی آدمی دو روپے نقد بھی دیا گیا اور اسی
ماہ و سنہ میں بمقام بمبئی پانچ لاکھ روپے میں کوٹھی خرید کی گئی۔

سنہ ۱۳۲۸ھ ماہ صفر میں نواب سالار جنگ بہادر کی بارہ دری
میں بلا تعداد ہندوؤں کو حسب الحکم حضور پرنور دو روز تک
بتاریخ ۱۹ و ۲۰ عام طور پر کھانا کھلایا گیا اور نقد روپیہ بھی
تقسیم ہوا۔

سنہ ۱۳۲۹ھ میں ۱۰- محرم کو ہم نے بادشاہ کی اخیر سواری کا جلوس

دیکھا ہے جو بہ سواری عماری منجھلے صاحبزادہ صاحب کو ساتھ لیے ہوئے نہایت شان و شوکت سے پنج محلہ کی راہ سے گذری تھی۔ مدار المہام بہادر خواصی میں تھے اور تمام امرا ہاتھیوں پر سواری کے ساتھ تھے۔ اس سال ماہ محرم میں حضور نے ہزارہا روپے خیرات کیے۔ اسی سنہ میں حضور نے حضرت بابا شرف الدین صاحب قدس سرہ کی پہاڑی کے پاس باغ میں کچھ عرصہ تک قیام فرمایا اور اخیر جمادی الاول میں مع محلات مبارک باغ مذکور سے قصر فلک نما میں قیام پذیر ہوئے۔

رحلت نواب میر محبوب علیخان بہادر

قصر فلک نما میں بتاریخ ۳۔ رمضان روز یکشنبہ آپ کا مزاج تین بجے دفعتاً علیل ہوگیا غشی طاری ہوئی اور غیر معمولی دستوں کا سلسلہ جاری رہا حالت خراب ہوتی چلی۔ آپ کی دا[لدہ] ماجدہ محل سے قصر فلک نما میں تشریف لائیں۔ حکیم عبد الوہاب صاحب نابینا کا علاج تھا اور شاہی حکما و ڈاکٹر بھی حاضر تھے۔ جب حالت میں اور بھی تغیر پیدا ہوا تو مدار المہام بہادر اور صاحب عالی شان بہادر اور خاص خاص اراکین سلطنت و امرا حاضر ہوئے۔ ہرچند [illegible] کوشش کی گئی مگر حالت نہ سنبھلی آخر الامر برضائے حق دوشنبہ کو روز صبح کے ساڑھے گیارہ بجے بتاریخ ۴۔ ماہ رمضان ۱۳۲۹ھ کو آپ نے رحلت فرمائی۔ دن کے ایک بجے آپ کی لاش قصر فلک نما سے موٹر میں رکھ کر ڈیوڑھی خلوت میں لائی گئی۔ بعد تجہیز و تکفین مکہ مسجد میں

شب کے گیارہ بجے نماز جنازہ پڑھی گئی اور صحن مکہ مسجد کے شاہی مقبروں کے سلسلہ میں مشرقی جانب دفن کی گئی۔ بموجب فرمان بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی اعلیحضرت نواب میر عثمان علیخاں بہادر خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہ وضاعف عمرہٗ و اجلالہٗ مزینہ رمضان شریف ۱۳۲۹ھ شاہ مغفور کا لقب غفران مکان قرار پایا جس کا ذکر جریدہ اعلامیہ سرکار عالی مورخہ ۲ آذر ماہ الٰہی ۱۳۲۱ف میں ہے۔

فرماں روائی اعلیحضرت نواب میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہ آصف جاہ ہفتم

آپ نواب میر محبوب علی خاں بہادر کے فرزند اکبر ہیں ۔۔سلخ جمادی الثانی ۱۳۰۳ھ بروز سہ شنبہ کو شب کے ۹ بجے پیدا ہوئے
۲۵ ۔۔ کو رسم چلہ ادا ہوئی۔ اس تقریب میں نواب
لائق ۔۔ بہادر سالار جنگ ثانی نے حضوری میں جھولا داخل کیا
۴۔ ذی قعدہ ۱۳۰۷ھ کو عشرت محل کی خواب گاہ میں مولوی نور الحسن ۔۔ رسم تسمیہ خوانی ادا کی گئی۔ فارسی و عربی
۔۔یم کے لیے خان بہادر مولوی محمد انوار اللہ صاحب (فضیلت جنگ) و سلطان العلما مولوی سید علی صاحب شوستری اور نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب بلگرامی مقرر کیے گئے۔ بتاریخ ۶۔ رجب ۱۳۱۱ھ آپ کی انگریزی تعلیم کے لیے مسٹر ایلی ایجرٹن کا

تقرر ہوا۔ ۱۵۔ شعبان سنہ مذکور کو اپنے والد کے ساتھ لارڈ کرزن بہادر وائسرائے
و گورنر جنرل کی ملاقات کے لیے کلکتہ تشریف لے گئے اور بعد
ملاقات بوقت واپسی بنارس و گلبرگہ میں قیام فرماتے ہوئے
۲۹۔ ماہ مذکور کو تشریف فرمائے حیدرآباد ہوئے۔ یکم صفر ۱۳۱۸ھ کو
بغرض تعلیم و تربیت آپ کا قیام کنگ کوٹھی میں قرار پایا۔ ۱۹۔
رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ کو اپنے والد کے ساتھ بغرض شرکت دربار
تاجپوشی ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ ہند دہلی تشریف لے گئے اور شرکت
دربار کے بعد بمبئی و گلبرگہ ہوتے ہوئے ۱۰۔ ذی الحجہ کو داخل حیدرآباد
ہوئے۔ ۱۹۔ صفر ۱۳۲۴ھ کو آپ کا عقد مرشد زادہ جہانگیر بادشاہ
کی صاحب زادی صاحبہ سے ہوا۔ اس مبارک تقریب میں بموجب
جریدۂ غیر معمولی مورخہ ۱۳۔ خورداد ۱۳۱۵ف بتاریخ ۲۱ صفر ۱۳۲۴ھ
تمام دفاتر میں ایک دن کی تعطیل رہی۔ اپنے والد کے انتقال کے
بعد ۷۔ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ کو سریر آرائے سلطنت دکن ہوئے
فرماں روائی کی تہنیت میں دن کے چار بجے تہنیت مر ب انگریزی
دربار ہوا صاحب رزیڈنٹ بہادر مع افسران انگریزی و امرائے
دولت آصفیہ موجود تھے۔ اکیس توپ سلامی کی سر کی گئی۔ بعد
ختم دربار ۲۱۔ قیدی رہا ہوئے۔ بہ تقریب جلوس مبارک چہار ،، اسلام کو
فی کس پانچ پانچ روپے یومیہ اور چودہ کو فی کس یکیک روپیہ یومیہ اور ہنود میں سے
دو کو فی کس دو دو روپے اور ایک کو یک روپیہ یومیہ اور دستور
چادر گھاٹ کو یک روپیہ یومیہ اجرا کیے گئے۔ اور حافظ محمد غیاث الدین
صاحب کے نام دو روپیہ یومیہ جاری ہوا۔

١٤ - رمضان ١٣٢٩ھ سرکو بندگانعالی کی جلوس کی سواری عماری میں حویلی قدیم سے برآمد ہوئی تمام امرا بسواری اسپ جلوس کے ہمراہ تھے - مدارالمہام بہادر مورچل لیے ہوئے خواصی میں بیٹھے تھے خیرات ہورہی تھی بارہ بجے چو محلہ مبارک میں سواری داخل ہوئی - تین بجے کے بعد مغلائی دربار ہوا - تمام امرا و جاگیرداروں و منصبداروں و جمعداروں نے نذریں پیش کیں -

یکم ذالحجہ ١٣٢٩ھ کو بندگانعالی بغرض شرکت دربار تاجپوشی ملک معظم دہلی روانہ ہوئے - ٢٠ - ذی الحجہ کو ملک معظم کی جانب سے آپ کو - جی - سی - ایس - ای - (گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) خطاب ملا - بعد انفراغ دربار ٢٩ - ذالحجہ کو بخیر و عافیت رونق بخش بلدہ ہوئے -

تکملہ

ہائے پیمایش وبندوبست سمستان کولاس

١٣٣٠ھ مطابق ١٣٢٢ ف میں جملہ مواضعات سمستان کولاس کی پیمایش . . . ختم ہوا بند و بست کی شنوائی بھی ہوگئی اور رعایا کے . . . تکمیل کردی گئی اور علاقۂ خالصہ کی طرح پورا انتظام ہوگیا -

سمستان کولاس کے کل مواضعات بتیس ٣٢ ہیں خاص قصبہ کولاس کی خانہ شماری (٣١٨) اور مردم شماری (١٥٨٨) ہے اور جملہ علاقہ کی خانہ شماری (٢٣٩٠) اور مردم شماری (١٢٢٧٩) ہے -

جمع وخرچ بابتہ سمت ۱۹۷۰ف مطابق ۱۳۲۸ھ کا حسب ذیل تھا۔

خرچ	آمدنی
[illegible]	[illegible]
۴۴۳۶۲	۸۲۳۹ء

کنور دولت سنگھ بن جگت سنگھ ابن راجہ دیپ سنگھ

کنور دولت سنگھ کی خاندانی کیفیت راجہ دیپ سنگھ کے اولاد کے تذکرہ میں بیان ہو چکی ہے۔

رانی سون کنور بائی اجمیر شریف جاکر راجگڈھ سے راجہ گوپالداس کے خاندان کے لڑکے روپ سنگھ بن گلاب سنگھ کو متبنے بنانے کیلیے کولاس لائیں ایک عرصہ کے بعد منظوری تبنیت کی کارروائی آغاز ہوئی کیونکہ یہہ شرط منجانب سرکار قرار دی گئی تھی کہ متبنے لڑکا اسی خاندان کی اولاد سے ہو۔ رانی صاحبہ اور اُن کے بھائی ٹھاکر سنگھ اور دیگر ملازمین راج۔ کولاس کے راجاؤں کو راجہ گوپال داس کے اولاد میں شمار کرتے ہیں۔ راجہ بٹھلداس ابن راجہ گوپال داس کا ذکر کتاب مآثر الامرا میں اس طرح لکھا ہے۔ کہ

"بہ عہد اورنگ زیب بہادر بٹھلداس نے بہت سے خدمات شایستہ ادا کیے۔ اجمیر کی فوجداری کی خدمت بھی اس کے سپرد تھی اور ولایت دہندہرہ کو جو اُس کے برادرزادہ سیورام کو ملی تھی وہاں کے زمینداروں نے سیورام سے چھین لیا تھا اس پر

بھلداس نے دوبارہ قبضہ کرلیا۔ یہ خاندان مارواڑ و میواڑ
و اجمیر ہی کی جانب تھا۔ بھلداس نے شہزادہ مراد کے ہمراہ
قندہار (کابل) کے محاصرہ میں کارہائے نمایاں کیے ہیں اور دکن میں
ساہوجی بھونسلہ کے مقابلہ کے وقت معرکہ آرائی میں شریک تھا بالآخر
سنہ ۱۰۷۱ھ میں فوت ہوا اس کے چار فرزند تھے پہلا راجہ انرودھ
یہ بڑا بہادر تھا اس کا ذکر مآثر الامرا میں علیحدہ لکھا ہے دوسرا
ارجن تیسرا بھیم سین اور چوتھا ہرجس جس کو ہرداس بھی کہتے تھے۔
بھلداس اور اس کے بعض فرزندوں نے قندہار کا محاصرہ
کیا ہے۔ قندہار دکن نہیں بلکہ اس جنگ کا سلسلہ قندہار کابل سے
متعلق ہے کیونکہ کتابوں سے بھلداس کا کابل و بلخ و بدخشاں
تک بھی جانا ثابت ہوتا ہے بھلداس کے چاروں فرزندوں نے
اپنے حصلہ۔ک موافق عہدہ ہائے مناسب حاصل کیے جن کی صراحت
مآثر موجود ہے لیکن ان لوگوں کے دکن میں آکر کوئی خدمت جاگیر
ومنصب رہنے کا ذکر نہیں ہے۔
گوپال سنگھ قندہار دکن کا جاگیردار تھا اس لیے تاریخ قندہار
مرتب ت ہیں گوپال سنگھ کے خاندان کی کیفیت اور اس کے
لی تلاش بہت سے کتب تاریخی میں کرنی پڑی اور مآثر الامرا
جیسی ضخیم تاریخ کی چاروں جلدیں غور سے مطالعہ کی گئیں جس سے
گوپال سنگھ کے علاوہ بہت سے قندہار دکن کے قلعداروں کا پتا
چل گیا اور گوپال سنگھ کے خاندان کا حال صراحت سے لکھدیا گیا
گوپال سنگھ کا باپ بھگونت سنگھ اور دادا بہار سنگھ دیپاڑ سنگھ تھا

موروثی زمینداری اندرکھی صوبۂ الہ آباد میں تھی۔ پہاڑ سنگ بڑا بہادر اور مشہور زمیندار گذرا ہے جس نے اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہ دہلی سے بغاوت کی تھی۔ گوپال سنگ آصف جاہ بہادر کے ہمراہ رکاب مع اپنے فرزند دلپت سنگ کے دکن آیا اور جاگیرداری قندہار کا اعزاز حاصل کرکے یہیں اقامت اختیار کی اور ۱۱۶۲ھ میں فوت ہوا۔ گوپال سنگ کا بیٹا راجہ اجی چند گور اور اُن کا فرزند راجہ پدم سنگہ جاگیردار گوالاس تھا۔ ہماری تحقیقات میں جو امر ثابت ہوا اس کو ہم نے بحوالہ کتاب مآثر الامرا تاریخ قندہار دکن میں لکھدیا ہے لگر مولف مآثر الامرا کی تحقیقات غلط ہو تو وہ اور بات ہے۔

کتاب مآثر الامرا کو سید عبدالرزاق حسینی المخاطب نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خاں نے ۱۱۵۵ھ میں تالیف کیا تھا جو نواب صلابت جنگ بہادر کے عہد حکومت میں خدمت مدار المہامی سے سرفراز تھے سید جنگ کے ہنگامہ کے وقت ۱۱۷۱ھ میں بمقام اورنگ آباد مظلوم قتل ہوئے ان کا بیٹا عبدالحی خاں قلعۂ گولکنڈہ میں مقید کیا گیا اور انکا گھر لوٹ لیا گیا اور اسباب کے ساتھ کتب خانہ بھی برباد ہوگیا لیکن غلام علی صاحب المتخلص بہ آزاد بلگرامی نے مؤلف مآثر الامراء کی وفات کے ایک سال بعد ممکنہ تلاش سے اس کتاب کے اجزا فراہم کیئے اور مسلسل ترتیب دی اس کے کچھ عرصہ کے بعد مولف کے فرزند عبدالحی خاں کو بھی اس کتاب کے چند اجزا دستیاب ہوئے انھوں نے از سر نو اس کو مرتب کرکے ۱۱۸۲ھ میں شایع کیا

یہہ عبدالحی خاں بعہد بندگانعالی میر نظام علی خاں بہادر آصفجاہ
ثانی بہ خطاب صمصام الملک خدمت مدارالمہامی سے سرفراز ہوئے
بندگانعالی کے ہمراہ رکاب کولاس آئے تھے اور راجہ پدم سنگہ
کے مہمان تھے یکایک بعارضہ تپ محرقہ بتاریخ ۱۵ جمادی الاول
۱۱۹۹ھ سواد کولاس میں ہی انتقال کیا۔ یہہ پدم سنگہ کے ہمعصر
تھے اس لیے پہاڑ سنگہ سے لیکر پدم سنگہ تک کتاب مآثر الامرا میں سلسلہ
بتلادیا ہے۔

ہم نے تاریخ قندہار دکن میں گوپال سنگہ اور اجی چند گور کی
اولاد کا ذکر کردیا ہے تاریخ قندہار دکن شایع ہوچکی تھی اُدھر
روپ سنگہ کی تبنیت کی کارروائی سرکار میں پیش تھی کنور دولت سنگہ
کی جانب سے عذرداری ہوئی کہ روپ سنگہ گوپال سنگہ کے خاندان
سے نہ [illegible] ہے اور تاریخ قندہار ثبوت میں پیش کیگئی اس بنا پر
[illegible] یخ پیشی مولف تاریخ قندہار دکن کا بیان بذریعہ کمیشن
وکلائے فریقین قلمبند ہوا۔ اس کے کچھہ دنوں بعد رانی
صاحبہ کے وکلا نے بہ تعین تاریخ مآثر الامرا کی تیسری جلد مولف
قندہار [illegible] پاس لاکر چند امور دریافت کیے اُن کو تشفی بخش
[illegible] اور داخلہ ہائے مطلوبہ کتاب مذکور سے برآمد کرکے
بتلادیے گئے۔ دوران کارروائی میں رانی صاحبہ کا انتقال ہوگیا
مگر مقدمہ وراثت منجانب روپ سنگہ بمقابلہ دولت سنگہ چلتا رہا۔

۲۵۔ رجب سنہ ۱۳۳۰ھ بروز پنجشنبہ سر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر
یمین السلطنۃ خدمت مدارالمہامی سے مستعفی ہوئے اور حسب سابق

خدمت پیشکاری پر بحال رہے۔ اور اسی تاریخ نواب یوسف علیخاں بہادر سالار جنگ ثالث منصب مدار المہامی پر منصرمانہ مقرر ہوگئے اور ماہانہ سات ہزار روپیے تحریر دیوانی پاتے رہے اور نواب عماد الملک بہادر مشیر خاص تا حکم ثانی پندرہ سو روپے الونس پر مامور کیے گئے اور سنہ ۱۳۳۳ھ میں ۲۵ شعبان کو نواب سالار جنگ بہادر عہدۂ مدار المہامی پر مستقل کیے گئے اور مشیر خاص بھی برخاست کر دیے گئے۔

۱۱۔ محرم سنہ ۱۳۳۳ھ کو نواب سالار جنگ بہادر خدمت مدار المہامی سے بعطائے رخصت سبکدوش کیے گئے اور اعلی حضرت قدر قدرت بالذات مدار المہامی کا کام انجام دینے لگے۔

وراثت سمستان کولاس کی کارروائی بعد تحقیقات مقامی و محکمہ جات متعلقہ درجہ بدرجہ طے ہوکر سرکار عالی کے ملاحظہ میں پیش ہوئی۔

پیشگاہ سرکار سے کنور دولت سنگھ کے نام ایکہزار روپیے ماہوار بطور منصب موروثی مقرر ہوئی اور دوسرے دعویداروں کے نام بھی ماہوارات کی حسب ذیل منظوری دی گئی۔

کنور بخت سنگھ ایکسو روپیہ ماہوار۔ کنور پدم سنگھ ایکسو روپیہ ماہوار

روپ سنگھ ہمنت سنگھ رتنا بائی۔

۳ ماہوار ۵ ماہوار ۵ ماہوار

اور سنہ ۱۳۳۴ ہجری میں سمستان کولاس شریک خالصہ سرکار عالی ہوگیا

تمت